سلسلۂ نصابیاتِ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

(عہد بنی عباس)

جلد سوم حصہ سوم و چہارم

تصنیف

ابو جعفر ابن جریر طبری

متوفی

۳۱۰ھ

ترجمہ

مولانا عبد اللہ العمادی صاحب

رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۹ھ م سنہ ۱۳۴۹ف م سنہ ۱۹۴۰ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
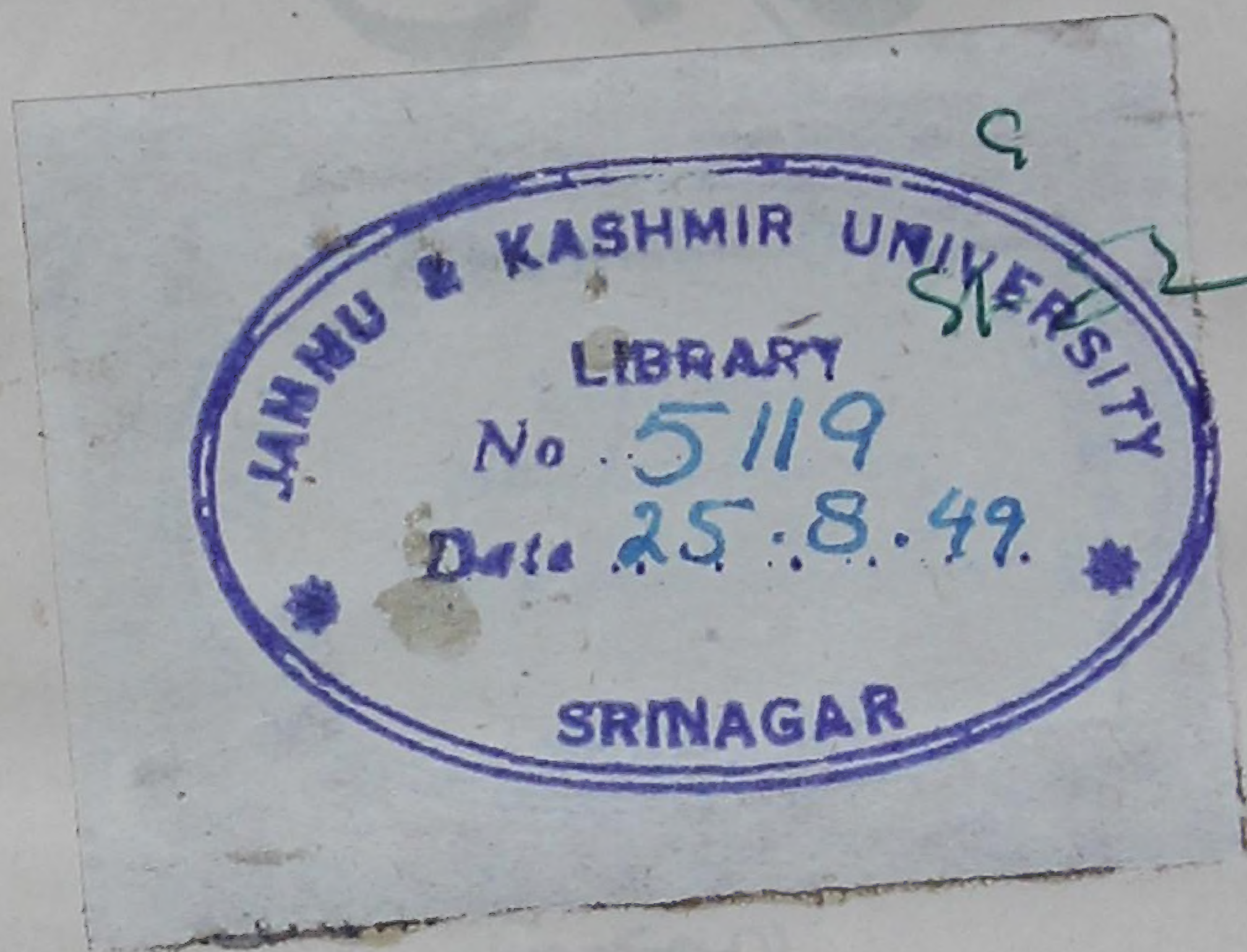
فہرست مضامین

تاریخ طبری (عہد بنی عباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعات خلافت جعفر المتوکل علی اللہ

۲۳۲ھ

جعفر المتوکل علی اللہ اسی سال خلیفہ ہوئے۔
اُن کا نام جعفر تھا، ابن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ذی الثفنات
ابن علی السجاد بن عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب۔

سبب خلافت

مجھ سے کئی شخصوں نے روایت کی کہ جب واثق نے وفات پائی تو احمد بن ابی دواد، ایتاخ، وصیف، عمر بن فرج، ابن الزیات، اور احمد ابن خالد ابوالوزیر ایوان خلافت میں حاضر ہوئے اور محمد بن واثق کے لیے بیعت خلافت لینی چاہی، محمد اس وقت ایک کمسن و سادہ رو لڑکے تھے، اُن کو خلعت خلافت پہنایا تو کم عمری کے باعث جسم پر ٹھیک نہ آیا،

وصیف نے یہ دیکھ کر کہا:

وجہ خلاف، "تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے لڑکے کو خلیفہ بناتے ہو، اس کی اقتدا میں تو نماز بھی جائز نہیں۔"

اب بحث چھڑی کہ کس کو خلیفہ بنائیں، بہتیرے نام لیے گئے، حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو جعفر متوکل کے پاس سے گزرا جو ایک قمیص و شلوار پہنے ترک بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے، پوچھا:

کہو، کیا خبر ہے؟

میں نے عرض کی: ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

ہنوز یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ارکان شوریٰ نے جعفر کو بلوایا۔ بغا شرابی منتظم مشروبات یا داروغۂ آبدارخانہ۔ پیغام طلب لے کے آیا، واقعہ سنایا اور مجلس میں جعفر کو ساتھ لایا،

جعفر نے۔ ارکان مجلس سے۔ کہا: مجھے خوف ہے کہ واثق زندہ ہوں گے،

(ازالۂ اشتباہ کے لیے) ان کو واثق کی لاش دکھائی گئی جو کفن پوش تھی،

وہاں سے واپس آکر جعفر بیٹھ گئے، احمد بن ابی دواد نے ان کو ملبوس خلافت پہنایا، عمامہ باندھا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے لفظوں میں آداب بجالائے،

یہ سب کچھ ہو چکا تو واثق کو غسل دیا گیا، نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کیے گئے اس سے فراغت ہوئی تو سب لوگ فوراً دیوان عام میں حاضر ہوئے، ابھی تک متوکل کے خطاب کی نوبت نہیں آئی تھی،

مسند نشینی جعفر جب خلیفہ ہوئے ہیں تو اس وقت ان کی عمر (۲۶) سال کی تھی، انھوں نے لشکر کو آٹھ مہینے کی عطا عنایت فرمائی (یعنی آٹھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی)

محمد بن عبد الملک الزیات نے جو اس وقت دیوان رسائل کے وزیر تھے، بیعت نامۂ خلافت لکھا تھا،

اب پھر اجتماع ہوا کہ خلیفہ کے لیے کوئی خطاب انتخاب کیا جائے، ابن زیات نے المنتصر باللہ کی تجویز کی، لوگ اسی خطاب میں خوض کرنے لگے، حتیٰ کہ اس کے تسلیم

کر لیے جانے میں شک نہ رہا، ایک صبح کو احمد بن ابی دواد محل خلافت میں حاضر ہوئے
اور گزارش کی: میں نے سوچ سوچ کے ایک ایسا خطاب تجویز کیا ہے جو امید ہے کہ
مناسب حال و فرخ فال ثابت ہوگا انشاء اللہ، وہ خطاب المتوکل علی اللہ ہے (یعنی اللہ پر بھروسہ
رکھنے والا) خلیفہ نے اسی خطاب کے نفاذ کا حکم دیا اور محمد بن عبد الملک الزیات
کو طلب کر کے فرمایا کہ جمہور کو اس کی تحریری اطلاع دے دی جائے، اس باب میں جو مراسلہ
بھیجا گیا تھا وہ یہ تھا:

اعلان خلافت

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ تجھے باقی رکھے، امیر المومنین نے کہ اللہ انہیں
بقائے دراز عطا فرمائے، حکم دیا ہے کہ منبروں پر اور قضاۃ و عمال و کتاب
و اہل دیوان وغیرہم کی تحریروں میں جن کے ساتھ امیر المومنین کی مراسلت کا قاعدہ ہے،
امیر المومنین کا نام یوں لیا جائے: عبد اللہ، جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین،
تجھے اب اس کے عمل میں دیکھنا ہے اور میرے مراسلے کی رسید دینا ہے، تجھ کو اس کی
توفیق ہو، انشاء اللہ"

انعام و اکرام

متوکل نے ترکوں کو چار مہینے اور لشکر اور شاکری اور اسی ذیل میں بنی ہاشم وغیرہ
کو آٹھ مہینے کی عطا انعام میں دی، مغربیوں کو تین مہینے کی عطا مرحمت کی،
جس کے لینے سے انھوں نے انکار کر دیا، متوکل نے ان کو پیام دیا کہ تم میں جتنے غلام ہیں
احمد بن ابی دواد کے پاس جائیں، وہ سب کو بیچ ڈالیں گے، اور جو آزاد ہیں ان کے ساتھ
وہی عمل ہوگا جو لشکر کے ساتھ ہوا ہے، مغربیوں کو اس پر راضی ہونا پڑا، وصیف نے سفارش
کی، متوکل کی ناخوشی جاتی رہی، پہلے تین مہینے کا انعام ملا اور پھر ترکوں کے ذیل میں کر دیے گئے
(یعنی چار مہینے کا انعام نوازش ہوا)

متوکل کی خاص بیعت تو اسی وقت ہوئی جب واثق مرے ہیں، مگر عام بیعت اسی
دن زوال آفتاب کے بعد ہوئی،

سعید صغیر سے روایت ہے کہ متوکل نے خلیفہ ہونے سے قبل سعید سے اور اس کے
ساتھیوں کی ایک جماعت سے بیان کیا کہ آسمان سے شکر سلیمانی مجھ پر گر رہی ہے جس (کے
ڈلے) پر جعفر المتوکل علی اللہ مرقوم ہے، اس خواب کی ہم سے تعبیر پوچھی تو ہم نے عرض کی:
اے امیر، اللہ آپ کو عزت بخشے، یہ تو خلافت (کی بشارت) ہے،

واثق کو اس خواب کی خبر ملی تو جعفر کو اور اُن کے ساتھ سعید کو بھی قید کر دیا اور اسی سبب سے جعفر کو ضیق میں بھی رکھا،
اس سال کے حج میں محمد بن داؤد میر حاج تھے،

واقعات سنہ ۲۳۳ھ

اس سال کے واقعات میں ایک بات یہ ہے کہ محمد بن عبد الملک الزّیات پر متوکّل نے ناخوش ہو کر اُن کو قید کر دیا،
اس کے سبب و انجام کار کا قصّہ یہ ہے،

حادثۂ وزارت

ابن زیّات سے ناخوش ہونے کا سبب یہ ہے کہ واثق نے محمد بن عبد الملک الزّیات کو اپنا وزیر بنایا تھا، اور تمام امور اُن کو تفویض کر دیے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ سے واثق اپنے بھائی جعفر المتوکّل سے ناخوش ہوئے اور عمر بن فرج رُخّجی اور محمد بن علاء خادم کو اُن پر موکّل مقرر کیا، یہ دونوں جعفر کی نگرانی کرتے اور ہر وقت اُن کے حالات لکھتے رہتے،

واقعات بقیہ

جعفر (ایک مرتبہ) محمد بن عبد الملک الزّیات کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ بھائی۔ واثق سے جعفر کی سفارش کریں کہ واثق پھر جعفر سے خوش ہو جائیں،

جعفر جب ابن زیّات کے پاس پہنچے تو پہلے کچھ دیر کھڑے رہے، ابن زیّات نے اُن سے بات تک نہ کی، کچھ وقفے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا، جعفر بیٹھ گئے اور وہ کاغذات دیکھتے رہے، جب فارغ ہوئے تو بنظر تہدید جعفر کی جانب رُخ کیا اور پوچھا:
تجھے کیا چیز (یہاں) لائی ہے؟
جواب دیا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تو امیر المومنین سے درخواست کرے کہ مجھ سے خوش رہیں،

ابن زیات نے اپنے حاشیہ نشینوں سے خطاب کیا: اس شخص کو دیکھو، اپنے بھائی کو خود تو ناخوش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرے ذریعے سے پھر وہ خوش ہو جائیں، جا، چلا جا، جہاں اپنی حالت تو نے درست کی کہ وہ بھی تجھ سے خوش ہوئے،

اس برتاؤ اور بدسلوکی سے جعفر رنجیدہ ہو کے اُٹھے اور چلے گئے کہ دابِ مجلس میں اُن کے ساتھ کوتاہی کی گئی، وہاں سے نکل کے عمر بن فرج کے پاس آئے کہ عمر سے کہہ کے اپنے چک پر مُہر کرالیں کہ مدد معاش وصول ہو سکے، عمر بن فرج بھی ملے تو ناکامی کے ساتھ ملے، اُن کی نشست مسجد میں تھی، چک کو لیا اور مسجد کے صحن میں پھینک دیا، ابوالوزیر احمد ابن خالد بھی وہاں موجود تھے، یہ دیکھ کر اُٹھے کہ واپس جائیں، جعفر بھی اُنھیں کے ساتھ اُٹھے اور کہا:

ابوالوزیر! تو نے دیکھا، عمر بن فرج نے میرے ساتھ کیا کیا؟

ابوالوزیر نے عرض کی: قربان جاؤں، میں اُس کا افسر ہوں، پھر بھی بے مانگے اور بے خوشامد کیے میرے مدد معاش کے چک پر وہ مُہر نہیں کرتا، تو اپنے وکیل کو میرے پاس بھیج دے،

جعفر نے اپنا وکیل بھیجا تو ابوالوزیر نے بیس ہزار دیے کہ جب تک اللہ تیرا سامان کرے اسے خرچ کر،

اس پیشکش کو جعفر نے لے لیا اور مہینہ بھر کے بعد استمداد کے لیے پھر قاصد بھیجا، اب کے ابوالوزیر نے دس ہزار درہم پیش کیے،

عمر بن فرج کے پاس سے جعفر اُٹھے اور فوراً احمد بن ابی دواد کے ہاں گئے، احمد نے اُٹھ کے دروازے تک استقبال کیا، ہاتھ چومے، گلے لگایا، اور عرض کی: قربان جاؤں کیسے آئے؟

جعفر نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ امیر المومنین کو تو مجھ سے راضی کر دے،

عرض کی: بسر و چشم میں اس کی عزت حاصل کروں گا،

احمد بن ابی دواد نے واثق سے اس باب میں گفتگو کی، واثق نے وعدہ تو کر لیا اور پھر بھی راضی نہ ہوئے، گھڑ دوڑ کے دن احمد بن ابی دواد نے واثق سے پھر سفارش کی کہ مجھ پر معتصم کے بڑے بڑے احسان ہیں، جعفر انھیں کا لڑکا ہے، میں نے اُس کے متعلق گزارش کی تھی اور امیر المومنین نے وعدہ بھی فرمایا تھا، اب میں معتصم کا واسطہ دلاتا ہوں،

کیا امیر المومنین اُس سے راضی نہ ہوں گے؟

واثق نے اُسی وقت خوشنودی ظاہر کی اور جعفر کو خلعت دیا، واثق کے جانے پر احمد بن ابی دواد نے جعفر کو اپنا ممنون بنالیا کہ اُن کی سفارش سے بھائی (واثق) کی خوشنودی حاصل ہوئی، جعفر اُس کے شکر گزار رہے، حتیٰ کہ جب حکمراں ہوئے تو اسی حسن سلوک نے ابن ابی دواد کو اُن کے دربار میں بہرہ ور رکھا،

استخفاف بیان کیا جاتا ہے کہ جعفر جب محمد بن عبد الملک الزیّات کے ہاں سے باہر نکلے تو محمد نے واثق کو لکھا کہ "یا امیر المومنین! جعفر بن معتصم میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ اُن کی نسبت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں امیر المومنین سے اُن کی سفارش کروں، اُن کی سج دھج، ہجڑوں کی سی تھی، لانبے لانبے بال گردن سے لٹک رہے تھے"

واثق نے جواب میں لکھا کہ "جعفر کو اپنے پاس بلا بھیج، اور کسی کو حکم دے کہ اُن کے بال تراش دے، اور پھر کسی اور کو حکم دے کہ انھی بالوں کو اُن کے منہ پر مارے اس کے بعد انھیں اُن کے گھر واپس بھیج دے"

متوکّل سے روایت ہے کہ ابن زیات کا قاصد جب میرے پاس آیا تو میں سیاہ رنگ کی نئی درباری پوشاک (سواد) پہن کے اُس کے ہاں گیا، امید یہ تھی کہ میرے متعلق امیر المومنین کی خوشنودی کی خبر آئی ہوگی، میں پہنچا تو اُس نے ایک چھوکرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک حجّام بلا دے، حجّام آیا تو کہا جعفر کے بال تراش کر ایک جا کرلے، حجّام نے بالاپوش یا تولیا تک نہ اُڑھایا اور اُسی نئی پوشاک پر بال تراشے، اور وہی بال میرے منہ پر پھینک مارے، مجھے کبھی اتنا ہول نہیں ہوا تھا جتنا اُس وقت ہوا تھا کہ میں تو نئی پوشاک میں خوشخبری سننے آیا تھا اور اس نے مجھے مونڈ لیا،

جزائے عمل واثق کی وفات کے بعد محمد بن عبد الملک نے اشارہ کیا کہ واثق کے فرزند کو خلیفہ بنانا چاہیے، اس باب میں گفتگو بھی کی، حجرۂ شوریٰ کے علاوہ جس میں ارکان مشورت کی نشست تھی، ایک دوسرے حجرے میں جعفر بیٹھے ہوئے تھے، حتیٰ کہ جعفر کی طلبی ہوئی اور اُسی حجرے میں اُن کو خلیفہ منتخب کیا گیا جو ابن زیات کی ہلاکت کا سبب ٹھہرا،

جعفر کے پاس بغا شرابدار (داروغہ آبدار خانہ) قاصد کی حیثیت میں اُن کو بلانے گئے تھے، وہاں پہنچ کر (جعفر کو ساتھ لیا) راستے میں تسلیمات خلافت بجالائے، ارکان مجلس شوریٰ نے اُن کو خلیفہ منتخب کیا اور بیعت کی،

کیفر کردار خلیفہ ہونے کے بعد متوکل نے ڈھیل دی، حتیٰ کہ چہار شنبہ، ۷ صفر کا دن آیا، متوکل قصد کر چکے تھے کہ ابن زیات کو آزار پہنچائیں، ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن زیات کو پکڑ کے سزا دے، ایتاخ نے آدمی بھیجا، ابن زیات سمجھے کہ بلوایا ہے، دوپہر کا کھانا کھا کے فوراً سوار ہوئے اور سمجھے کہ خلیفہ نے مجھے طلب کیا ہے، ایتاخ کے مکان کے سامنے پہنچے تو ابو منصور کے مکان کی جانب مڑنے کو کہا گیا، وہ مڑ تو گئے مگر دل میں خوف کھانے لگے، جہاں ایتاخ مقیم تھے جب وہاں پہنچے اور وہاں سے بھی مڑنا پڑا تو سمجھ گئے کہ بدی مقصود ہے، آخر ایک حجرے کے اندر لایا گیا اور اُن کی تلوار اور کمربند (بکلوس)، اور ٹوپی اور قبا لے لی گئی اور انھی کے غلاموں کو سب چیزیں دے دی گئیں کہ لے کے گھر واپس جاؤ، غلام سمجھے کہ ابن زیات ایتاخ کے ہاں صحبت نبیذ کے لیے ٹھہرے ہیں، اس گمان کی واقعیت میں انھیں ذرہ برابر شک نہ گذرا،

ایتاخ نے اپنے سربرآوردہ یاران صحبت میں سے دو شخص طیار کر رکھے تھے

(۱) یزید بن عبد اللہ حلوانی (۲) ہرثمہ شار باميان،

ابن زیات جب قابو میں آ گئے تو اپنے فوج ساتھیوں کو لیے ہوئے یہ دونوں دوڑتے ہوئے ابن زیات کے گھر پہنچے، وہاں غلاموں نے پوچھا: کہاں کا قصد ہے؟ ابو جعفر (ابن زیات) تو سوار ہو گئے،

یہ دونوں گھر پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا،

یزید بن عبد اللہ حلوانی کا بیان ہے کہ میں ابن زیات کے اُس گھر میں پہنچا جہاں اُن کی نشست تھی، دیکھا کہ بُرے حالوں میں ہے اور سامان بھی کم ہے، چار فرش اور کچھ شیشے دیکھے جن میں کوئی شربت تھا، وہ گھر بھی دیکھا جس میں ابن زیات کی لونڈیاں سوتی تھیں، اس خوابگاہ میں کچھ بوریے اور عمدہ عمدہ بستر تہ بر تہ ایک پر ایک رکھے ہوئے تھے، لیکن ان لونڈیوں کو بستر نصیب نہ تھا، وہ خالی زمین پر سوتی تھیں،

مال دولت بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اُسی دن کسی کو ابن زیات کے گھر بھیج کر

سب قرق کرلیا، اثاث البیت، سواریاں، جانور، لونڈیاں، غلام، جو کچھ تھا سب کا سب، ہارونی، میں بھجوادیا، راشد مغربی کو بغداد بھیجا کہ وہاں ابن زیات کے مال و زر و خدم کو قرق کرلے، ابوالوزیر کو حکم دیا کہ ابن زیات اور اُن کے گھر والوں کی جس قدر جائداد یں جہاں کہیں بھی ہوں لے لی جائیں، سامرا میں جو کچھ تھا سب خلیفہ کے لیے خرید لیا گیا اور پھر تمام سامان مسرور سمانہ کے خزانے میں داخل ہوا،

نتیجۂ کار عباس بن احمد بن رشید کو جو عجیف کا کاتب (سکریٹری) تھا ابن زیات کے پاس لائے اور کہا کہ عباس کو اپنا وکیل مقرر کردو کہ تمھارا سامان فروخت کر ڈالے، اس وکالت کی تکمیل ہوجانے کے بعد کچھ دن تو ابن زیات اپنے قید خانے میں آزاد رہے مگر پھر قید و بند کا حکم ہوا اور مقید کر دیے گئے، کھانا بند کر دیا گیا،

اس زمانے میں وہ کچھ نہ کھاتے تھے، سخت جزع کی حالت میں رہتے تھے، اکثر روتے تھے، باتیں کم کرتے تھے، ایک سوچ میں پڑے رہتے تھے، کچھ دن اسی طرح گورے، پھر بیداری کی سزا دی گئی کہ دن رات جاگتے رہیں، سونے نہ پائیں، جگاتے سوئی چبھاتے کہ نیند نہ آئے، پھر یہ تعزیر ایک رات دن کے لیے ملتوی کردی گئی، ابن زیات سو گئے اور جب اُٹھے تو کچھ میوے اور انگور کی خواہش کی، یہ چیزیں آئیں اور اُنھوں نے کھائیں، اب پھر دن رات جاگتے رہنے کی سزا ملی، پھر لکڑی کے ایک تنور میں ڈال دینے کا حکم ہوا جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، یہ تنور پہلے پہل انھی نے بنوایا تھا اور اسی میں ڈال کر ابن اسباط مصری کو اتنی سزا دی تھی کہ جو کچھ اُس پر عاید ہوتا تھا سب نکلوا لیا تھا، آخر اسی تعزیر میں خود مبتلا ہوئے اور چند روز یہی عذاب اُٹھانا پڑا،

ماجرائے زندان وندانی کا بیان ہے کہ ابن زیات کی تعزیر پر جو موکل تھا اُس کا قول ہے کہ میں نکلتا تو دروازے پر قفل چڑھا دیتا، ابن زیات آسمان کی جانب ہاتھ بڑھاتے اور اتنا پھیلاتے کہ بغل میں ٹھوکے لگتے، تنور کے اندر بیٹھ جاتے جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، بیچ میں ایک آڑی لکڑی تھی کہ جیسے سزا دی جاتی وہ دم لینے کو ایک ساعت اُس لکڑی پر بیٹھ رہتا جب موکل آتا اور دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوتی تو پہلے کی طرح کھڑا ہو جاتا اور پھر تسدّد ہونے لگتا، ایک روز نکلتے وقت میں نے چالاکی سے ایسا ظاہر کیا کہ دروازہ مقفل کردیا ہے، حال آں کہ صرف بھیڑا تھا، قفل نہیں لگایا تھا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد

جب سمجھ لیا کہ اب غفلت ہے تو دروازہ کھول دیا، دیکھا تو ابن زیات تنور میں لکڑی پر بیٹھے ہیں،

میں نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم یہ کام کرتے ہو،
اب کبھی میں نکلتا تو اچھی طرح گلا باندھ دیتا کہ بیٹھ سکتے ہی نہ تھے، بیچ کی لکڑی بھی کھینچ لی حتیٰ کہ وہ اب اُن کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہوگئی، اس کے بعد چند ہی روز جیئے اور آخر مر گئے،

وفات ابن زیّات

اس امر میں اختلاف ہے کہ ابن زیات کس طرح مرے،
کہا جاتا ہے کہ گرا کر اُن کے شکم پر پچاس تازیانے مارے گئے، اُلٹ کے پچاس تازیانے سرینوں پر لگائے، پٹتے پٹتے دم نکل گیا اور مارنے والوں کو خبر بھی نہ ہوئی، مرے ہیں تو گردن ٹیڑھی ہو گئی تھی، ڈاڑھی نچ گئی تھی،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے مار پیٹ کے مرے،
مبارک مغربی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن زیات نے تمام ایام حبس میں صرف ایک روٹی کھائی، البتہ (کبھی کبھی) ایک دو انگور کھا لیتے تھے،

وقت وفات

مرنے سے پہلے میں نے سُنا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں:
اے محمد، تو عافیت و آرام سے تھا، راحت و نعمت پر، اچھی سواریوں پر، پاکیزہ محل پر، عمدہ پوشاک پر تو نے قناعت نہ کی اور وزارت کے در پے ہوا، اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھ،
بار بار کہتے تھے اور اپنے جی سے یہی باتیں کرتے تھے،
مرنے سے ایک دن پہلے یہ عتاب و خطاب جاتا رہا، اب صرف کلمۂ شہادت اور ذکر الٰہی کی تکرار تھی،

بعد وفات

ابن زیات کے مرنے پر اُن کے دونوں بیٹوں نے جن کے نام سلیمان و عبید اللہ تھے اور دونوں قید میں پڑے تھے، ابن زیّات کی میت طلب کی، یہ لاش ایک لکڑی پر رکھی ہوئی دروازے پر پڑی تھی، جسم پر وہی کرتہ تھا جسے پہنے ہوئے قید ہوئے تھے، بالکل میلا ہو گیا، لڑکوں نے دیکھ کے کہا:
الحمد للہ کہ اس فاسق سے نجات ہوئی،

لاش ان دونوں کو دے دی گئی جنھوں نے اُسی لکڑی پر اس کو غسل دے کر دفن کر دیا، قبر بھی گہری نہیں کھودی بیان کیا جاتا ہے کہ کتوں نے لاش نکال لی اور گوشت کھا گئے،

ابراہیم بن العباس اہواز کے حاکم تھے، ابن زیات سے دوستی تھی (لیکن ایک سرکاری معاملہ پیش آنے پر) ابن زیات نے ابوالجہم احمد بن یوسف کو ابراہیم پر سزا مل متعین کیا، ابوالجہم نے سب کے سامنے ابراہیم کو کھڑا رکھا حتیٰ کہ ہزار ہزار درہم اور پانچ لاکھ درم پر اُس نے اپنی جان بچائی، اب جو یہ واقعہ پیش آیا تو ابراہیم نے اُس کی ہجو کی،

قید کے بعد ابن زیات کو راشد مغربی کے ساتھ بغداد لے گئے کہ وہاں جو مال و متاع ہے سب قرق کر لیں، بغداد میں راشد نے ابن زیات کے غلام روح کو گرفتار کیا جو اُس گھر کا منتظم تھا، ابن زیات کا مال و زر اُسی کے ہاتھ میں رہتا اور وہی اس سرمایے سے تجارت کیا کرتا، راشد نے گھر والوں میں سے چند آدمی گرفتار کیے اور ایک خچر کے بوجھ برابر مال پر بھی اُنھیں کے ساتھ قبضہ کر لیا،

بغداد میں ابن زیات کے متعدد کارخانے پائے گئے جن میں طرح طرح کا مال تجارت تھا، مثلاً گیہوں، جو، آٹا، اور دوسرے دانے، تیل، انجیر،

ایک پورا گھر کپڑوں سے بھرا تھا،

نوّے ہزار دینار (۹۰۰۰۰) کا سامان دستیاب ہو کر قرق ہوا،

چہار شنبہ ساتویں صفر کو متوکل نے ابن زیات کو قید کیا، اور پنجشنبہ ۱۹ ربیع الاول کو ابن زیات نے وفات پائی،

ابن فرج پر شدت

اسی سال عمر بن فرج سے متوکل ناخوش ہوئے، یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے، عمر بن فرج، اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے سپرد کیے گئے اور وہیں مقید ہو گئے، حکم نافذ ہوا کہ عمر کی جائداد و مال و منال قرق کر لیا جائے، نجاح بن سلمہ عمر کے گھر گئے، وہاں صرف پندرہ ہزار درہم پائے، مسرور سمانہ نے آ کے عمر کی لونڈیاں قرق کر لیں، تیس رطل (پونڈ) وزن کی قید میں عمر کو مقید رکھا گیا، بغداد سے عمر کے آزاد غلام نصر کو بلایا گیا جس نے تیس ہزار دینار پیش کیے اور چودہ ہزار دینار اپنی طرف سے حاضر کیے، اہواز سے عمر کے چالیس ہزار اور عمر کے بھائی محمد بن فرج کے ڈیڑھ لاکھ دینار ملے، گھر سے جو سامان برآمد ہوا اُس میں صرف فرش اتنے تھے کہ سولہ اونٹوں پر لائے گئے،

چالیس ہزار دینار کے جواہر نکلے، پچاس اونٹوں پر اثاثہ وفرش لاد کر لائے اور ایک ہی بار نہیں بار بار لاد کے لائے، عمر کو پشمینے کا ایک کھلا ہوا کپڑا (فرجیہ) پہنا کر قید کر دیا گیا، اسی حالت میں سات دن رہے، پھر رہائی پائی، مگر اپنے محل سے بے دخل کر دیے گئے، اہل وعیال پکڑے گئے، تفتیش ہوئی، شمار میں سولونڈیاں تھیں، پھر اس شرط پر مصالحہ ہوا کہ مصادرے میں دس ہزار درم وہ پیش کریں اور فقط اہواز کی جائداد اُن کو واپس دی جائے، پشمینے کا جبہ اُتار دیا گیا اور زنجیر سے رہائی ملی،

یہ واقعہ شوال کا ہے،

علی بن الجہم بن بدر نے نجاح بن سلمہ کو برانگیختہ کرنے کے لیے عمر بن فرج کی ہجو کی،

محاسبہ اسی سال متوکل کے حکم سے ابراہیم بن جُنید نصرانی کو، جو ایوب کاتب سمانہ کا بھائی تھا، اس قدر لاٹھیوں سے مارا گیا کہ (سرکاری مال ہیں) اُس نے ستر ہزار دینار (کی خیانت وتغلب) کا اعتراف کیا، مبارک مغربی کو اُس کے ساتھ بغداد بھیجا گیا جس نے ابراہیم نصرانی کے گھر سے یہ مال برآمد کیا، پھر اُس کو واپس لائے اور قید میں ڈال دیا گیا،

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں، ابوالوزیر سے متوکل ناخوش ہوئے اور حکم دیا کہ ابوالوزیر سے حساب فہمی کی جائے، تقریباً ساٹھ ہزار دینار ابوالوزیر نے پیش کیے اور درم کے توڑے اور زیور پیشکش گزرانے، ابوالوزیر کے پاس مصر کا جو سامان تھا اُس میں سے (۶۳) جائدادیں قرق ہوئے، اور بتیس غلام اور بہت سے فرش لے لیے گئے،

ابوالوزیر ہی کی خیانت کے طفیل میں محمد بن عبدالملک کو جو موسیٰ بن عبدالملک کے بھائی تھے اور ہیثم بن خالد نصرانی کو، اور اُس کے بھتیجے سعدون بن علی کو قید کر لیا گیا، پھر سعدون سے چالیس ہزار دینار پر اور محمد کے دونوں بھتیجے عبداللہ واحمد سے کچھ اوپر تیس ہزار دینار پر مصالحہ ہو گیا، (اصلات اور مصادرہ میں) ان سب کی جائدادیں ضبط ہو گئیں،

اسی سال متوکل نے محمد بن فضل جرجرائی کو اپنا کاتب مقرر کیا،

اسی سال متوکل نے چہارشنبہ ۱۰ رمضان کو دیوان خراج (صدر المہامی مال) سے

فضل بن مروان کو معزول کر دیا اور یحییٰ بن خاقان خراسانی کو جو قبیلۂ ازد کے موالی تھے، یہ عہدہ دیا، اسی دن دیوان زمام نفقات (صدر المہامی فینانس) سے ابو الوزیر کو معزول کر کے ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول کو مقرر کیا،
اسی سال متوکل نے اپنے فرزند منتصر کو حرمین اور یمن اور طائف کا والی مقرر کیا، اور پنجشنبہ ۱۱ ماہ رمضان کو اس کا فرمان نافذ فرمایا،
اسی سال ۶ جمادی الآخرہ کو احمد بن ابی دواد فالج میں مبتلا ہوئے،
اسی سال میخائیل بن توفیل (قیصر روم) نے اپنی ماں تذورہ (تھیوڈورا) کو سزا دی، دھوپ میں بٹھایا، پھر خانقاہ میں بھیج دیا، لغیط کو قتل کر ڈالا جس کے ساتھ تذورہ پر تہمت جوڑی تھی، تذورہ چھ (۶) برس تک حکمراں رہی،
اس سال محمد بن داؤد میر حاج ہوئے،

واقعات سنہ ۲۳۴ھ

اس سال کے واقعات میں محمد بن بَعیث بن حَلبَس کا فرار ہے، جسے قید کر کے آذر بائیجان کے علاقے سے لائے تھے اور حبس میں ڈال دیا تھا،

واقعۂ فرار و مآل کار

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل اس سال بیمار ہوئے ابن بعیث کے ہاں ایک شخص تھا جو اُن کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام خلیفہ تھا، اُس نے ابن بَعیث کو خبر دی کہ متوکل انتقال کر گئے، اس نے ابن بعیث کے لیے سواریوں کا انتظام بھی کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ابن بعیث مع خلیفہ کے جس نے یہ افواہ اڑائی تھی، اپنے گاؤں "مرند" علاقہ آذر بائیجان میں بھاگ نکلے،
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن بعیث کے دو قلعے تھے ایک کا نام شاہی اور دوسرے کا یکدُر تھا، یکدُر بحیرہ کے باہر اور شاہی بحیرہ کے وسط میں تھا، یہ بحیرہ بقدر پچاس فرسنگ کے سرحد ارمیہ سے اُستاق داخرقان تک جو محمد بن رواد کا علاقہ تھا پھیلا ہوا تھا،

ابن البعیث کا قلعۂ شاہی محکم و استوار تھا جس کے چاروں طرف ٹھہرے ہوئے پانی کی خندق تھی، اطراف مراغہ، آرمینیہ تک جو لوگ جاتے یہیں سے سوار ہوتے، اس بحیرہ میں نہ مچھلی ہے نہ اور کوئی خیر و خوبی ہے،

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن البعیث، اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کی قید میں تھے، بغا شرابدار نے سفارش کی، تقریباً تیس ضامن لیے جن میں محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی بھی تھے، (اس شفاعت و ضمانت نے ابن البعیث کو رہائی دلائی) سامرا میں آتے جاتے رہتے، وہاں سے مرند بھاگ گئے، سامان رسد جمع کر لیا، مرند میں پانی کے چشمے پہلے سے موجود تھے، شہر پناہ کے کمزور حصوں کی مرمت کرائی، ہر سمت کے فتنہ انگیز قبیلہ ربیعہ وغیرہا کے افراد پہنچ گئے اور تقریباً دو ہزار دو سو کی جمعیت ہو گئی،

آذربائیجان کے والی (گورنر) محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھے، ابن البعیث کے طلب کرنے میں انہوں نے کوتاہی کی، متوکل نے اس تقصیر کی بنا پر حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور سامرا سے اُن کو ڈاک پر وہاں بھیجا،

حمدویہ نے وہاں پہنچ کر لشکر اور رضاکار (شاکریہ) جمع کیے اور جس نے خدمت خلافت قبول کی سب کو ساتھ لیا، دس ہزار کی جمعیت ہو گئی، اب ابن البعیث پر چڑھائی کی اور شہر مرند میں ابن البعیث کو پناہ لینے پر مجبور کر دیا،

یہ شہر دو فرسنگ دور میں ہے، اس کے اندر بہت سے باغ ہیں، باہر جہاں تک دور سے درخت ہی درخت ہیں، البتہ دروازوں کے سامنے جگہ چھوٹی ہوئی ہے، حالت محاصرہ میں جو سامان درکار ہے ابن البعیث نے سب فراہم کر لیا، پانی کے چشمے موجود ہی تھے،

محاصرۂ مرند کو مدت دراز گزر ہی تو متوکل نے زیرک ترک کو دو لاکھ ترک سواروں کے ساتھ بھیجا، زیرک نے (نادانی سے) کچھ نہ کیا، متوکل نے عمر بن سیسل بن کال کو نو ہزار (۹۰۰۰) شاکری سپاہ کے ساتھ روانہ کیا، اُس سے بھی کچھ کام نہ نکلا،

اب متوکل نے بغا شرابدار کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا جس میں ترک و شاکری و مغربی سپاہی تھے،

حمدویہ بن علی اور عمر بن سیسل اور زیرک نے چڑھائی کر کے شہر کے ارد گرد تقریباً ایک لاکھ درخت کٹوا دیے، بیس منجنیقیں شہر پر نصب کرا دیں اور شہر کے بالمقابل ایسی

گڑھیاں بنالیں جن میں کچھ دیر آرام لے سکیں،

ایسی ہی اور اتنی ہی منجنیقیں ابن بعیث نے بھی نصب کرادیں، جو دہقانی وحشی ساتھ تھے وہ ایسی سنگباری کرتے تھے کہ کوئی شہر پناہ کے پاس تک نہ پھٹک سکتا تھا،

اس جنگ میں سلطنت کی طرف سے آٹھ مہینے میں تقریباً سو آدمی (۱۰۰) قتل اور تخمیناً چار سو (۴۰۰) زخمی ہوئے، ابن بعیث کی طرف بھی یہی حساب رہا،

حمدویہ و عمرو زیرک روزانہ صبح و شام گرم جنگ رہتے، ابن بعیث کی فوج والے (دروازۂ شہر تو بند رکھتے مگر) دیوار پر رسیوں سے لٹک لٹک کے نیچے اترتے اور تیر و کمان سے جنگ کرتے، جب خلافت کی فوجیں حملہ کرتیں تو دیوار کی پناہ میں آجاتے، کبھی کبھی ایک دروازہ بھی کھول دیتے جسے باب الماء (پانی کا دروازہ) کہتے تھے، اس دروازے سے طیار نکلتے اور لڑ بھڑ کے لوٹ جاتے،

بغا شرابدار جب مرند کے قریب پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے عیسیٰ بن شیخ ابن سلیل شیبانی کو ابن بعیث اور متعلقین ابن بعیث کے لیے امان نامے دے کے بھیجا کہ امیر المومنین کے زیر فرمان حاضر ہو جائیں ورنہ جنگ ہوگی اور فتح ہونے پر ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے، البتہ جو فرماں برداری کی نیت سے حاضر ہوگا اُس کو امان ملے گی،

عام طور پر جو لوگ ابن بعیث کے ساتھ تھے وہ قبیلۂ ربیعہ کے تھے اور عیسیٰ ابن شیخ ہی کی قوم کے لوگ تھے، امان پاکر اُن میں سے بکثرت آدمی رسیوں سے لٹک کے اتر آئے، ابن بعیث کا بہنوئی ابوالاغر بھی اُتر کے حاضر ہوگیا، اسی ابوالاغر کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا، حمدویہ وزیرک کی جماعت اندر آگئی، ابن بعیث اپنے گھر سے بھاگ نکلے، چاہتے تھے کہ کسی دوسرے رخ سے نکل جائیں، لشکر کا ایک دستہ دوچار ہوگیا، ابن بعیث کا ارادہ تھا کہ ایک نہر کی راہ لیں جہاں پن چکی چلتی تھی اور وہیں روپوش ہو جائیں، تلوار اُس وقت بھی گردن میں حمائل تھی، اسی حالت میں پکڑے گئے اور سپاہیوں نے اُن کا گھر لوٹ لیا، اُن کے ساتھیوں کے گھر غارت کیے اور شہریوں کے بھی چند گھر لٹے، اسی کے بعد منادی ہوئی کہ جو لوٹے گا، غارتگری کرے گا خلافت اس سے بری الذمہ ہے (یعنی ایسا شخص شرع و قانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائے گا اور اُس کی جان اور اُس کا

مال غیر محفوظ ہو گا) ابن لعیث کی دو بہنیں، تین بیٹیاں، ایک خالہ اور باقی لونڈیاں گرفتار ہوئیں، تیرہ حریں حکومت کے قبضے میں آئیں، قابل تذکرہ سرگروہوں میں سے تقریباً دو سو آدمی پکڑے گئے اور باقی بھاگ گئے،

دوسرے دن بغا شرابدار کا لشکر بھی پہنچ گیا، اور اب پھر منادی ہوئی کہ خبردار غارتگری نہ ہونے پائے،

بغا نے یہ فتح اپنے نام سے لکھ بھیجی،

اسی سال جمادی الاولیٰ میں متوکل سامرا سے نکل کے مدائن گئے،

اس سال ایتاخ نے (میر حاج کی حیثیت میں) حج کیا، اس کا سبب یہ ہوا!

واقعۂ ایتاخ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایتاخ، سلاّم ابرش کا کھانا پکانے والا خزری غلام تھا، معتصم نے اس کو سنہ ۱۹۹ میں خرید لیا، ایتاخ میں مردمی و شکوہ کی شان تھی، پہلے معتصم نے اور پھر واثق نے اس کو سر بلندی بخشی حتیٰ کہ سلطنت کے بہت سے کام اسی کو تفویض ہوئے،

سامرا بھر کی خانہ داری کا سامان فراہم رکھنے کی خدمت معتصم نے اس کو سپرد کی جس میں اسحاق بن ابراہیم بھی اس کے شریک خدمت تھے، اس کام پر ایک نائب ایتاخ کی طرف سے اور ایک اسحاق کی طرف سے مامور تھا،

معتصم یا واثق جسے قتل کرنا چاہتے وہ ایتاخ ہی کے ہاں قتل ہوتا اور اسحاق ہی کے ہاتھوں پابزنجیر کیا جاتا، انھی مقتولین و محبوسین میں محمد بن عبد الملک الزیات، اور مامون کی اولاد جو سندس سے تھی، اور صالح بن عجیف وغیرہم تھے،

متوکل خلیفہ ہوئے تو ایتاخ اپنے پورے مراتب و مناصب پر فائز تھے، لشکر، جماعت مغاربہ، ترک موالی، ڈاک، حجابت، داروغگی دار الخلافت، سب انھیں کے ہاتھ میں تھی،

استقرار خلافت کے بعد متوکل ایک مرتبہ نواح قاطول میں سیر و تفریح کو نکلے، شب میں نبیذ پی اور ایتاخ کے ساتھ بدسلوکی کی، ایتاخ نے ان کو قتل کر ڈالنا چاہا، لیکن جب صبح ہوئی اور ماجرائے شبینہ بیان کیا گیا تو متوکل نے معذرت کی، ایتاخ کو گلے لگالیا اور کہا:

تو میرا باپ ہے، تو نے مجھے پالا ہے،
متوکل جب سامرا گئے تو ایتاخ نے بارگاہ خلافت میں ایک شخص کو خفیہ مامور کیا جس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ ایتاخ حج کو جانا چاہتا ہے، اجازت دی جائے،
یہ اجازت مل گئی اور اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ایتاخ جس جس شہر سے (دوران سفر حج میں) گزریں اُن شہروں کی حکومت بھی انہیں کے ذمے ہے، خلعت دیا گیا اور (رخصت کے وقت) تمام سرداران لشکر مشایعت کو نکلے، شاکری اور سران سپاہ اور غلامان درگاہ، بہتیرے لوگ ساتھ ہوئے، خاص اپنے خدم وحشم مزید برآں،
ایتاخ جب چلے گئے تو عہدہ حجابت وصیف کو عطا ہوا، یہ واقعہ شنبہ ۱۸ ذی القعدہ کا ہے،
یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ سنہ ۲۳۴ کا ہے، اور متوکل نے وصیف کو ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۲۳۴ کو حجابت دی تھی،
اس سال کے امیر حاج محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ تھے،

واقعات سنہ ۲۳۵

اس سال جو نئے واقعات (احداث) پیش آئے اُن میں ایک واقعہ ایتاخ کا قتل ہے، اس کی کیفیت یوں ہے،
یہ بیان خود ایتاخ کی زبانی ہے:

قتل ایتاخ

ایتاخ جب مکے سے عراق واپس ہوئے تو متوکل نے اُن کے پاس سعید ابن صالح حاجب کو خلعت وسوغات دے کے بھیجا اور حکم دیا کہ کوفے میں یا اور کہیں راستے میں ایتاخ سے ملیں،
متوکل نے پہلے ہی سے اپنے کوتوال بغداد کو ایتاخ کے متعلق حکم دے رکھا تھا،
ابراہیم بن المدبر کا بیان ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ (استقبال کو) نکلا،

یہ اُس وقت کی بات ہے جب ایتاخ بغداد کے قریب آچکے تھے اور چاہتے تھے کہ رودفرات کا راستہ اختیار کر کے انبار جائیں اور وہاں سے سامرا پہنچیں،

اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کو لکھا کہ: اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے انھوں نے فرمایا ہے کہ تو (یعنی ایتاخ) پہلے بغداد جائے وہاں بنی ہاشم اور سرداران جمہوریتہ استقبال کریں، خزیمہ بن خازم کے محل میں تو اُن کے لیے دربار کرے اور اُنھیں جائزے دے،

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم نکل کے یاسریہ پہنچ چکے تھے، اسحاق نے پل کو سپاہیوں اور شاکریوں سے بھر دیا تھا،

یاسریہ میں ایک صُفّہ بچھا تھا جس پر خود بیٹھتے تھے، لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ ایتاخ قریب آ گئے، اسحاق سوار ہو کر استقبال کو چلے ایتاخ سے جب نگاہ روبرو ہوئی تو اسحاق اُترنے کے لیے جھکے، ایتاخ نے قسم دی کہ: نہ اُتریں،

ایتاخ کے ساتھ تین سو حشم اور غلام تھے، سفید قبا پہنے ہوئے گردن میں تلوار حمائل تھی،

دونوں ساتھ چلے پُل کے پاس پہنچے تو اسحاق آگے بڑھ گئے اور پُل کو عبور کر کے خزیمہ بن خازم کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، اور ایتاخ سے کہا:

اللہ امیر کو صلاح (وفلاح) عطا فرمائے، اندر چلیں،

ایتاخ کا جب کوئی غلام پُل پر سے گزرتا تو پل کے موکل اُس کو آگے بڑھا دیتے حتّیٰ کہ ایتاخ فقط اپنے غلامان خاص کے ساتھ رہ گئے اور سامنے کچھ لوگ آ گئے،

خزیمہ کا محل ایتاخ کے لیے آراستہ ہو چکا تھا، اسحاق پیچھے رہ گئے اور حکم دیدیا کہ محل میں ایتاخ کے تین چار غلاموں سے زیادہ نہ جانے پائیں، دروازوں پر پہرے بیٹھ گئے، نہر کے کنارے کے رخ سے حفاظت کا حکم ہوا محل میں جتنی سیڑھیاں تھیں سب توڑ دی گئیں،

ایتاخ کا اندر آنا تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا، دیکھا تو فقط تین چھوکرے ساتھ ہیں، اُس وقت ایتاخ کی زبان سے نکلا: آخر کر گزرے،

ایتاخ اگر بغداد میں نہ پکڑے گئے ہوتے تو گرفتار کرنا ممکن نہ ہوتا، سامرا پہنچ جاتے اور اپنی جمعیت سے تمام مخالفوں کو قتل کر ڈالنا چاہتے تو یہ بھی کر سکتے تھے،

رات ہونے کو تھی کہ کھانا لایا گیا جسے ایتاخ نے کھا لیا،
دو تین دن اسی طرح گزرے تھے کہ اسحاق خود ایک کشتی میں سوار ہوئے اور دوسری کشتی ایتاخ کے لیے طیار کر کے سوار ہونے کو پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ ایتاخ کی تلوار لے لی جائے لوگوں نے اسحاق کو کشتی میں سوار کرایا، کچھ مسلح آدمی ساتھ کر دیے، اس سفر کے بعد اسحاق اپنے گھر پہنچے، ایتاخ بھی کشتی سے اتار کر اسحاق کے گھر کے ایک گوشے میں لائے گئے، یہاں قید ہوئے اور لوہے کی بھاری وزنی زنجیر گردن اور دونوں پاؤں میں ڈال دی گئی،
ایتاخ کے دونوں بیٹے منصور اور مظفر، اور دونوں کاتب (سکرٹری) سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد النصرانی بغداد لائے گئے، سلیمان تو (ایتاخ کی جانب سے) سرکاری خدمت پر مامور تھے اور قدامہ ایتاخ کی ذاتی جائداد سے متعلق تھے، بغداد میں دونوں قید ہوئے اور دونوں پر مار پڑی،
قدامہ مسلمان ہو گئے،
منصور اور مظفر بھی قید کر لیے گئے،
اسحاق کے آزاد غلام ترک کا بیان ہے کہ ایتاخ جس گھر میں قید تھے میں اس کے دروازے پر کھڑا تھا، ایتاخ نے مجھے آواز دی:
ترک:
میں نے پوچھا: ابو منصور! کیا چاہیئے؟
ایتاخ نے کہا: امیر (اسحاق) کو سلام کہنا اور پھر کہنا کہ تجھے معلوم ہے کہ معتصم اور واثق تیرے معاملے میں مجھے کیا حکم دیتے تھے اور میں کیونکر اس کے ضرر سے تجھے حتی الوسع بچاتا تھا اب تیری جانب سے اس کا فائدہ مجھے ملنا چاہیئے، مجھ پر تکلیف و آرام کے سب ہی وقت گزر چکے ہیں، مجھے تو اچھے کھانے پینے کی پروا نہیں، لیکن یہ دونوں لڑکے (منصور و مظفر) آرام میں پلے ہیں اور تکلیف کو جانتے بھی نہیں، ان کے لئے کچھ شوربا، گوشت اور کچھ کھانے کی شے مقرر کر دے،
ترک کا بیان ہے کہ اسحاق کی نشستگاہ کے دروازے پر میں جا کھڑا ہوا،
اسحاق نے پوچھا:
کیا ہے تو کچھ کہنا چاہتا ہے؟

عرض کی: ہاں، مجھ سے اسحاق نے یہ باتیں کی ہیں،
اسحاق کا راتب ایک روٹی اور ایک کوزۂ آب تھا، لڑکوں کے لیے ایک خوان بھیجا جاتا جس میں سات روٹیاں ہوتیں اور بقدر پانچ چلو کے شوربا، اسحاق جب تک جئے یہی راتب قائم رہا، پھر میں نہیں جانتا اُن پر کیا گزری
ایتاخ کی گردن میں اسی (۸۰) رطل (پونڈ) کا وزنی طوق ڈالا گیا اور ایک بھاری بیڑی پاؤں میں پڑی، چہار شنبہ ۵ جمادی الآخرہ سنہ ۲۳۵ کو وفات پائی،
اسحاق نے ابوالحسن اسحاق بن ثابت بن ابی عباد کو بغداد کی ڈاک کے افسر کو اور قاضیان عدالت کو ایتاخ کی لاش دکھائی اور اُن کی شہادت ثبت کرائی کہ لاش پر کسی مار پیٹ کا نشان نہیں نہ اس سے موت واقع ہوئی، مگر مجھ سے میرے بعض شیوخ نے روایت کی کہ پیاس کے مارے ایتاخ مرے، اُن کو کھانا کھلایا گیا، پانی مانگا تو پینے نہ دیا، اسی پیاس میں جان گئی،
ایتاخ کے دونوں لڑکے متوکل کی زندگی بھر قید رہے، منتصر خلیفہ ہوئے تو دونوں کو رہا کر دیا، مظفر تو رہا ہونے کے بعد صرف تین ماہ جئے، البتہ منصور بعد بھی زندہ رہے،

واقعۂ ابن البعیث

اسی سال بغا شرابدار شوال میں ابن البعیث کو اُن کے نائب ابوالاغر کو، اُن کے دونوں بھائی صقر اور خالد کو جو امان کے وعدے پر اُتر آئے تھے، اُن کے ایک پوتے کو جس کا نام علاء تھا اور وہ بھی امان ہی کے وعدے پر باہر نکلا تھا، ان سب کو لیے حاضر ہوئے، قیدیوں میں سے تقریباً ایک سو اسی (۱۸۰) تو صحیح و سالم پہنچے اور باقی پہنچنے سے قبل ہی مر گئے،
یہ لوگ جب سامرا کے قریب پہنچے تو اونٹوں پر سوار کرائے گئے، لوگ اُن کو دیکھنے نظارہ کرتے، متوکل نے ان سب کو قید کرنے کا حکم دیا اور ابن البعیث کو بہت بھاری لوہے کی زنجیر میں مقید کیا،

جان بچی

علی بن جہم کا بیان ہے کہ محمد بن البعیث کو متوکل کے پاس لائے تو گردن مارنے کا حکم دیا، ایک نطع پر اُن کو ڈال دیا گیا، جلاد حاضر ہوئے اور ابن البعیث کو آخری موقع دیا گیا، متوکل نے سختی سے پوچھا:
یا محمد! تجھے اس کرتوت پر کس نے اُبھارا؟

عرض کی: بدبختی نے' یا امیر المومنین! تو اللہ اور اُس کی مخلوق کے درمیان ایک پھیلی ہوئی رسّی ہے (جیسے تمام کر اللہ تک مخلوق پہنچ سکتی ہے) تیرے متعلق میرے دو طرح کے گمان ہیں' ان میں پہلا گمان وہی ہے جو تیری شان کے شایاں ہے اور یہ گمان عفو ہے'
یہ کہہ کے فوراً ایک نظم پڑھی'
علی کہتے ہیں کہ متوکّل نے یہ سن کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ باادب ہے'
میں نے فوراً ابن بعیث سے خطاب کیا کہ تو نے دو شقیں جو پیش کی ہیں اُن میں جو بہترین شق ہے اُسی کا برتاؤ امیر المومنین تیرے ساتھ برتیں گے اور تجھ پر احسان کریں گے'
متوکّل نے یہ سُن کے فرمایا: جا اپنے گھر چلا جا'

فارسی شاعری

راوی کا بیان ہے کہ مراغہ میں وہاں کے سرداروں کی ایک جماعت نے مجھے ابن بعیث کے فارسی زبان کے اشعار سنائے' یہ سب اُن کی قابلیت اور شجاعت کا تذکرہ کرتے تھے'

ایک شخص کا بیان ہے کہ ابن بعیث جب متوکّل کے حضور میں لائے گئے تو میں اُس وقت حاضر تھا' ابن بعیث نے وہی باتیں متوکّل سے کیں (جو پہلے بیان ہو چکی ہیں) معتزّ اُس وقت اپنے والد متوکّل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' اُنھوں نے ابن بعیث کی سفارش کی کہ اُسے بخش دیجیئے' متوکّل نے بخش دیا اور خطا معاف کر دی'
ابن بعیث جب بھاگے ہیں تو اُس وقت ایک نظم کہی تھی'
بھاگتے وقت ابن بعیث نے گھر میں اپنے تین لڑکے: بعیث' جعفر' حلبس اور لونڈیاں چھوڑی تھیں' یہ سب بغداد کے قصر الذہب میں قید کر دیے گئے'
سامرّا میں لائے جانے کے ایک ماہ بعد ابن بعیث نے وفات پائی'
بغا شرابدار نے ابن بعیث کی وفات کے بعد ابن بعیث کے بہنوئی ابو الاغرّ کی سفارش کی' اُسے رہائی ملی اور اُس کے ساتھ ابن بعیث کی خالہ بھی رہا ہوئی' مگر قید سے نکلنا تھا کہ شادیٔ مرگ میں گرفتار ہوئی اور اُسی دن مر گئی' باقی سب مقید رہے'
بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث کی گردن میں سو رطل کی وزنی زنجیر ڈال دی گئی' مرتے دم تک وہ اس کے بوجھ سے اوندھے منہ کے بھل پڑے رہے'
ابن بعیث کی گرفتاری کے بعد جتنے لوگ اُن کی ضمانت کے باعث قید تھے

سب رہا ہو گئے، بعض ایسے بھی تھے کہ قید ہی میں مر چکے تھے، باقی عیال و اطفال کو بھی رہائی ملی طبس وبعیث و جعفر کو جو ابن بعیث کے بیٹے تھے شاکریوں کی اُس جماعت میں لے لیا گیا جس کے افسر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان تھے ان سب کے لیے مددِ معاش جاری ہو گئی،

امتیاز اہل ذمہ — اسی سال متوکل نے حکم دیا کہ نصاریٰ و اہل ذمہ کے سب کے سب شہد کے رنگ کے طیلسان پہنیں، زنار باندھیں، ایسے چار جاموں پر سوار ہوں جن میں لکڑی کی کاٹھی ہو چار جامے کے پیچھے دو گولے بنے ہوں، جو ٹوپیاں پہنیں اُن کا رنگ مسلمانوں کی ٹوپیوں کے رنگ سے جدا ہو اور ان میں دو دو گھنڈیاں ہوں اُن کے غلاموں کے بالا جامے پر دو دو پیوند لگے ہوں جن کا رنگ بالا جامے کے رنگ سے جدا ہو، سامنے ایک پیوند سینے پر ہو اور ایک پیٹھ پیچھے، ہر ایک بقدر چار اُنگل کے زرد رنگ کا ہو، جو عمامہ باندھے اُس کا رنگ بھی شہد کے رنگ کا ہو، جو عورتیں باہر نکلیں وہ شہد کے رنگ کی ازار پہنے ہوں، غلام زنار باندھیں، کمر بند (بکلوس) نہ باندھیں،

یہ بھی حکم ہوا کہ اُن کے گرجے اور عبادت خانے جو نئے بنے ہوں گرا دیے جائیں (اور جتنے پرانے گرجے ہیں بدستور قائم رہیں) اُن کے گھروں سے عشر لیا جائے (عشر وہ محصول جس میں آمدنی کا دسواں حصہ لیا جاتا ہے) گھر وسیع و فراخ و کشادہ ہو تو (اُس کا کچھ حصہ توڑ کر) مسجد بنا دیں اور اگر مسجد کے قابل نہ ہو تو کھلی جگہ چھوڑ دیں، گھروں کے دروازوں پر شیطان کی تصویریں لکڑی میں کھدی ہوں کہ مسلمانوں کے گھر سے اُن کے گھر جدا نظر آئیں،

یہ بھی ممانعت کر دی کہ دفتروں میں اور سلطنت کے ایسے عہدوں پر جن میں مسلمانوں پر احکام اجرا ہوتے ہوں، نامسلمانوں سے مدد نہ لی جائے، مسلمانوں کے مکتبوں میں نامسلمانوں کی اولاد تعلیم نہ پائے اور نہ کوئی مسلمان اُن کو پڑھائے، شعانین کے تہوار میں صلیب نہ نکالیں، راستے کے کنارے چلا کریں، اُن کی قبریں زمین کے برابر ہوں کہ مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ مشابہت نہ رہے،

تمام ممالک میں جتنے عہدہ دار تھے سب کو (اس باب میں) فرمان لکھ بھیجا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان خلافت — اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عزت و قدرت سے اسلام کو برگزیدہ فرمایا

اپنے لیے اُس کو پسندیدہ ٹھہرایا، ملائکہ کو اُس سے عزت دی، اپنے پیغمبروں کو اسی کے لیے مبعوث کیا، اپنے دوستوں کو اُس سے تائید بخشی، اُس کو تمام مذہبوں پر غالب بنایا، ہر طرح کے شبہات سے اُس کو بچایا، بہترین خوبیوں سے اُس کو نوازا، نہایت پاکیزہ شریعت اُس کو دی، بہت ہی شریفانہ فرائض اُس کے لیے مقرر کیے، سب سے منصفانہ احکام اور سب سے اچھے اعمال اس کے لیے مخصوص کیے، اہل اسلام کو حلال و حرام کی بزرگی دی، شرائع و احکام وحدود و مناہج واضح کیے، فرمایا:

اللہ تم کو عدل و احسان اور قرابتدار کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، شاید تم یاد رکھو،

بُرے کھانے پینے اور بُرے نکاح سے بچانے اور پاک رکھنے کے لیے فرمایا:

تم پر مردار اور خون، اور سور کا گوشت، اور جو بجائے اللہ کے دوسرے کے لیے نامزد ہوا اور جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، یہ سب حرام ہے۔ الیٰ آخرہ الآیۃ،

معاندین سے اپنے دین کی حفاظت اور اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنے اتمام نعمت کے لیے فرمایا:

آج کفار تمھارے دین سے ناامید ہو گئے، اب اُن سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو،

آج میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو مکمل کر دیا

تم پر تمھاری مائیں اور بیٹیاں حرام ہوئیں،

شراب اور قمار، اور انصاب اور ازلام ناپاک شیطانی کام ہیں،

ان ہدایات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکین کے ماکولات میں سے وہ کھانے جو نہایت نجس تھے، مشروبات میں سے وہ شرابیں جو کہ باہمی بغض پیدا کرنے والی، اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھنے والی تھیں، مناکحات میں سے جو بہت ہی برے اور ارباب عقل سلیم کے نزدیک بھی حرام ہونے کے لائق تھے، سب حرام کر دیے،

مسلمانوں کو محاسن اخلاق و فضایل و کرامات عطا فرمائے، اہل ایمان و امانت و فضل و رحمت باہمی یقین و صدق بنایا، اُن کے دین کو آپس میں کٹ مرنے، پیدا ہونے، جوش بے محل و تکبر و خیانت و غدر سے آپس میں سرکشی کرنے سے، ایک دوسرے پر ظلم سے بچایا، پہلی بات کا حکم دیا اور دوسری سے منع فرمایا، ایک کے لیے وعدہ کیا اور دوسرے کی وعید کی، اس کے لیے بہشت و ثواب، اس کے واسطے دوزخ و عذاب،

اللہ نے مسلمانوں کے لیے جس دین حق کو پسند فرمایا ہے اُس کی بنا پر، پاکیزہ شریعت کی بنا پر، پسندیدہ و پاک احکام کی بنا پر، روشن دلیل کی بنا پر اور اِس بنا پر کہ حلال و حرام کو جدا جدا کر کے اللہ نے اُن کے دین کو پاک و صاف کر دیا ہے، تمام دوسرے ادیان و ملل پر وہی غالب آنے والے ہیں،

امیر المومنین کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ممالک محروسہ میں جہاں کہیں جتنے اہل ذمہ ہیں سب کے طیلسان شہد کے رنگ کے ہوں، جن کو طیلسان کی توفیق نہ ہو وہ تقریباً ایک بالشت مربع کا اپنے آگے پیچھے ایک ایک پیوند لگالیں اور اس میں کچھ پیش و پس نہ کریں، ٹوپیوں میں گھنڈیاں لگائیں جن کے رنگ ٹوپیوں سے الگ ہوں، یہ گھنڈیاں اُبھری رہیں، ہر حالت میں محسوس ہوا کریں، چار جاموں میں کاٹھی ہو اور قربوس پر اُبھرے ہوئے گولے لگے ہوں جن کو دیکھنے والے بے تامّل دیکھ سکیں، غلام اور لونڈیاں بجائے کمربند کے زنّار باندھیں، جو اس کے خلاف کرے اُس کو سزا دی جائے،

امیر المومنین اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، وہ کریم و رحیم ہے،

بخط ابراہیم بن عباس، بتاریخ شوال۔ سنہ ۲۳۵،

علی بن جہم نے اس باب میں ایک نظم لکھی کہ عسلیات یعنی شہد کے رنگ کے کپڑوں نے اہل حق و اہل باطل میں امتیاز تو پیدا کر دیا مگر عقلمند آدمی کو اس میں زیادتی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ایک طرح کی سرکاری آمدنی کا زیادہ حصہ اہلِ باطل ہی سے وابستہ ہے،

اس سال سامرا میں ایک شخص ظاہر ہوا جسے محمود بن فرج نیشاپوری کہتے تھے اُس کا گمان تھا کہ میں ذوالقرنین ہوں،

اس کا ظہور بابک کی پھانسی دینے کی جگہ ہوا،

ستائیس (۲۷) آدمی ساتھ تھے، ان میں سے دو شخص سامرا کے دروازۂ عام میں اور دو آدمی بغداد کے مدینۂ منصور کی مسجد میں نمایاں ہوئے۔ اپنے زعم میں کہتے تھے کہ محمود پیغمبر بھی ہے اور ذوالقرنین بھی،

محمود اور اُس کے ساتھی متوکّل کے حضور میں لائے گئے تو متوکّل نے حکم دیا کہ

ان کو خوب مارو، محمود تو اس مار پیٹ کے بعد مرگیا اور اُس کے ساتھی قید ہو گئے،
یہ لوگ نیشاپور سے آئے تھے،
ساتھ کوئی چیز تھی جسے پڑھتے تھے،
اہل و عیال بھی ساتھ تھے،
ان میں ایک بڈھا تھا جو محمود کے نبی ہونے کی گواہی دیتا تھا کہ اُس پر وحی آتی ہے اور جبریل یہ وحی لاتے ہیں،
محمود کو سو (۱۰۰) تازیانے مارے گئے، تب بھی اس نے اپنی نبوت سے انکار نہ کیا، بڈھا کہ اُس کی پیمبری کی گواہی دیتا تھا، چالیس (۴۰) ہی درے کھانے پایا تھا کہ کہ اس کی پیمبری سے منکر ہو گیا،
محمود کو وہاں لے گئے، جہاں دروازہ عام تھا، یہاں اُس نے بھی اپنی تکذیب کی، بڈھے نے اعلان کیا کہ محمود نے مجھے فریب دیا تھا، اور ساتھیوں سے فرمائش کی کہ اُسے تپانچے لگائیں، سب نے دس دس تپانچے مارے،
ایک مصحف ملا جس میں کچھ باتیں جمع کی تھیں، کہتا تھا کہ یہ میرا قرآن ہے، جبریل اسے میرے پاس لاتے ہیں،
اسی سال کے چہارشنبہ ۳۔ ذی الحجہ کو وہ مرگیا اور جزیرے میں دفن کیا گیا،
اسی سال متوکل نے اپنے تینوں فرزندوں کے لیے بیعت لی،
(۱) محمد، ان کو منتصر کا خطاب دیا،
(۲) ابو عبد اللہ، یہ قبیحہ کے بطن سے تھے، نام میں اختلاف ہے، کوئی محمد کہتا ہے، کوئی زبیر، ان کو معتز کا خطاب دیا،
(۳) ابراہیم، ان کو مؤید خطاب دیا،
اس بیعت کے ذریعے سے یہ تینوں (یکے بعد دیگرے) ولی عہد خلافت ہوئے،
یہ واقعہ شنبہ ۲۷۔ ذی الحجہ کا ہے، بعض ۲۸۔ ذی الحجہ کہتے ہیں،
ہر ایک کو دو دو پرچم دیے، ایک سیاہ کہ ولی عہد کا نشان تھا، دوسرا سفید کہ نشان حکومت تھا، ہر ایک کو اتنے علاقوں کی حکومت دی جس کا ابھی ذکر ہوتا ہے،
محمد المنتصر کو یہ علاقے دیے،

میں خلافت عباسیہ کا دائرہ وسیع تھا (۱) افریقیہ (۲) بلاد مغرب، تمام وکمال، عریش مصر سے جہاں تک مغرب (۳) جُند قنسرین (۴) عواصم (۵) شام کے سرحدی علاقے (۶) جزیرے کے سرحدی علاقے (۷) دیار مُضر (۸) دیار ربیعہ (۹) موصل (۱۰) ہیت (۱۱) عانات (۱۲) خابور (۱۳) قرقیسیا (۱۴) کورۂ باجرمی (۱۵) کورۂ تکریت (۱۶) طساسیج سواد (۱۷) کُور دجلہ (۱۸) حرمین (۱۹) عک (۲۰) حضرموت (۲۱) یمامہ (۲۲) بحرین (۲۳) سندھ (۲۴) مکران (۲۵) قندابیل (۲۶) فرج بیت الذہب (ملتان) (۲۷) کُور اہواز (۲۸) سامرا کے غلہ خانے (۲۹) ماہ کوفہ (۳۰) ماہ بصرہ (۳۱) ماسبذان (۳۲) مہرجان قذق (۳۳) شہرزور (۳۴) درآباذ (۳۵) صامغان (۳۶) اصبہان (۳۷) قم (۳۸) قاسان (کاشان) (۳۹) قزوین (۴۰) (۴۱) علاقۂ کوہستان اور اُس کے متعلق جائدادیں (۴۲) بصرے کے صدقات عرب،

مُعتز کو یہ علاقے دیے:

(۱) کُور خراسان ومتعلقات (۲) طبرستان (۳) رے (۴) ارمینیہ (۵) آذربیجان (۶) کُور فارس،

سنہ ۲۴۰ میں تمام ممالک محروسہ میں جس قدر بیت المال تھے اُن سب کی خزانہ داری اور دار الضرب کا انتظام بھی مُعتز کو عنایت کیا، اور حکم دیا کہ اُن کے نام کا سکّہ (درم) ضرب ہو،

مُؤید کو یہ علاقے دیے:

(۱) جند دمشق (۲) جند حمص (۳) جند اُردن (۴) جند فلسطین،

ابو الغُصن اعرابی نے اس باب میں ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے:

بیشک مسلمانوں کے جلیل القدر والی محمد پھر ابو عبد اللہ
پھر ابراہیم ذلت سے دور رہنے والے ہیں اللہ کے خلفا میں برکت ہو

متوکل نے ان کے متعلق ایک معاہدہ (یا وصیت نامہ) بھی لکھوا دیا جس کی نقل یہ ہے:

خلافت نامہ | یہ ایک معاہدہ ہے جسے عبد اللہ جعفر امام متوکل علی اللہ

امیر المومنین نے لکھا ہے۔ جو کچھ اس معاہدے میں ہے اُس کے متعلق اپنی ذات پر اللہ کو اور اپنے حاضرین اہل بیت کو اور اپنے گروہ کو اور اپنے سرداروں کو اور اپنے قاضیوں کو اور اپنے مددگاروں کو اور اپنے فقہا کو اور دوسرے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا۔ محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین کے لیے اپنی ذاتی رائے اور پوری صحت بدنی اور اجتماع فہم سے ان اُمور کو اختیار کرنے کے لیے جن کی اُسے اطلاع ملی اس (معاہدہ) کے ذریعے سے اپنے رب کی طاعت اور اپنی رعیت کی سلامت اور اس کی استقامت اور اُس کی قبول طاعت اور اُس کے کلمے کی وسعت اور اُس کی باہمی صلاح حاصل کرنے کے لیے (یہ معاہدہ کیا گیا) اور یہ (معاہدہ) ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں ہوا) (جس نے) محمد المنتصر باللہ بن جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین کی طرف سے امیر المومنین کی حیات میں مسلمانوں کی ولی عہدی اور امیر المومنین کے بعد اُن کی خلافت (منتقل کر دی) اور اُسے اللہ کے تقوے کی ہدایت کر دی جو اُس شخص کے لیے پناہ ہے کہ اُس سے پناہ حاصل کرے اور اُس کی نجات ہے جو اُس کی طرف پناہ کے لیے آئے اور اُس کی عزت ہے جو اُسی پر کفایت کرے کیونکہ اللہ کی طاعت ہی سے نعمت تام حاصل ہوتی ہے اور وہی اللہ کی رحمت کو واجب کرتی ہے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے'

عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے بعد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین کی خلافت کو ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا پھر بعد ابو عبداللہ المعتز باللہ بن امیر المومنین کی خلافت کو ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کی طرف (منتقل کر دیا) عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اپنے دونوں فرزندوں ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ پر محمد المنتصر باللہ فرزند امیر المومنین کی طاعت وسماعت اور نصیحت اور اتباع اور اُس کے دوستوں کی محبت اور دشمنوں کی عداوت ظاہر اور باطن میں غضب و رضا میں۔ سلوک نہ کرنے اور سلوک کرنے کی حالت میں اور اُس کی بیعت کو مضبوط پکڑنا اور اُس کے عہد کو پورا کرنا اس طرح (فرض) کیا کہ کوئی فریب انھیں اُس کا باغی نہ بنانے پائے اور نہ کوئی دغابازی انھیں اُس سے برگشتہ کرنے پائے

اور نہ وہ دونوں اُس کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں اور وہ دونوں بغیر اُس کے تنہا
کوئی ایسا کام نہ کریں جس میں اُس کی شکست ہو جو امیر المومنین نے اپنی حیات میں اپنی
ولی عہدی اور اپنے بعد اپنی خلافت اُس کی طرف منتقل کی ہے

عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے محمد المنتصر باللہ
ابن امیر المومنین پر اُس عقد کی وفا فرض کی جو اُس نے فرزندان امیر المومنین ابو عبداللہ
المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ کے لیے کیا۔ اور اُس عہد کی جو اُس نے ان دونوں
کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین سے اُس کے بعد کی خلافت کے متعلق اور
یہ کہ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین بعد ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے
خلیفہ ہے، اور (اُسی متوکل نے منتصر پر) اس (معاہدے) کا اتمام (فرض کیا اور یہ کہ)
نہ وہ دونوں کو معزول کرے اور نہ کسی ایک کو، اور نہ سوائے ان دونوں کے اور
نہ سوائے ان دونوں میں سے کسی ایک کے وہ کسی سے بیعت نہ لے نہ اپنے کسی
لڑکے کے لیے، اور نہ مخلوق میں سے کسی اور کے لیے، اور نہ ان دونوں میں سے مقدم کو
موخر کرے اور نہ موخر کو مقدم کرے اور نہ اُن دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے
ان اعمال (اختیارات) میں کچھ کمی کرے جن پر عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے
اُن دونوں کو اور اُن دونوں میں سے ہر ایک کو ولی بنایا ہے،

جن اعمال پر دونوں کو والی بنایا وہ یہ ہیں: صلاۃ، معادن، قضا، مظالم، خراج،
ضیاع، غنیمت، صدقات، اور ان دونوں کے اعمال کے حقوق وغیرہ، اور جو
ہر ایک کے عمل (اختیار) میں ہے، (وہ یہ ہے)

برید (یعنی ڈاک) انتظام بیت المال کی خازنی، اور معادن، اور تمام دار الضرب
اور وہ تمام اعمال جنھیں امیر المومنین نے دونوں کی جانب منتقل کر دیا یا آئندہ
اُنھیں کرے گا اور نہ ان دونوں میں سے کسی کے علاقے سے کوئی قائد (سردار لشکر) اور
لشکر، اور شاکریہ اور آزاد کردہ غلام اور (خدمت کے) غلام وغیرہم منتقل کرے، اور
اس کی جائداد اور جاگیر اور بقیہ اموال اور ذخائر اور اُن تمام اشیا میں سے جو اُس کے
قبضے میں ہوں یا انھیں اُس نے جمع کیا ہو اور اُس کا قبضہ ہو خواہ وہ از قسم چارپایہ قدیم
ہوں یا جدید، اور خواہ وہ اشیا قدیم ہوں یا جدید اور تمام وہ اشیا جو اپنے لیے حاصل کرے

یا اُس کے لیے حاصل کی جائیں اُن میں کسی طرح کی کمی نہ کرے، اور اُس کے کسی عامل اور کاتب اور قاضی اور خادم اور وکیل اور ساقی اور اُس کے تمام متعلقین کو مناظرہ یا محاسبہ (دار و گیر) سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے یا تدبیر سے نہ روکے اور نہ ناانصافی کرے اور نہ حائل ہو،

امیر المومنین نے اُن دونوں کے لیے جس عقد و عہد کو مؤکد و مضبوط کر دیا ہے اُسے کسی ایسی بات سے فاسد نہ کرے جو اس عقد کو اپنی جہت سے ہٹا دے یا اُسے اُس کے وقت سے موخر کر دے، یا اُس میں سے کسی امر کو توڑ دے

عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اُسے محمد المنتصر باللہ کے بعد خلافت پہنچے ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے مثل اُنھیں شرائط کے مقرر کر دیں جو محمد المنتصر باللہ امیر المومنین پر مقرر کی ہیں مع تمام اُن امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور جو اس عہد نامے میں بیان کر دیئے گئے اور جیسا کہ بیان کر دیا گیا اور واضح کر دیا گیا اور مع اس کے کہ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے ساتھ اُس عہد خلافت کی وفا فرض کر دی ہے جیسے امیر المومنین نے کیا ہے اور اس کا مان لینا خوشی سے اُسے اپنے لیے نافذ سمجھ کر اُس میں حق اللہ کو اپنے اوپر مقدم جان کر اور اُس کا جو امیر المومنین حکم دے (فرض کر دیا) اس طرح کہ نہ اس میں خلاف عہد کرے اور نہ اس عہد کو دور پھینک دے اور نہ تبدیل کرے، کیونکہ اللہ نے جس کی بزرگی بہت برتر ہے اور جس کا ذکر عزیز ہے اُس شخص کو اپنی کتاب محکم میں عذاب کی خبر دی ہے جو اُس کے امر کی مخالفت کرے اور اُس کے راستے سے ہٹ جائے، پھر جو شخص اُسے سننے کے بعد بدل دے تو گناہ اُس کا صرف اُنھیں لوگوں پر ہے جو اُسے بدل دیں، بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے،

علاوہ اس کے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ پر فرض ہے جس حالت میں کہ وہ دونوں اُس کے سامنے مقیم ہوں یا دونوں میں سے ایک یا دونوں اُس کے پاس سے غائب ہوں، دونوں مجتمع ہوں یا متفرق، حالانکہ ابو عبداللہ المعتز باللہ

ابن امیر المومنین اپنی ولایت خراسان میں اور اُن اعمال میں جو اُس کے متعلق ہیں اور جو اُس کے ساتھ شامل ہیں اس وقت نہیں ہے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت شام اور اُس کے جنود میں اس وقت نہیں ہے، مگر محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر فرض ہے کہ وہ ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو خراسان اور اُس کے اُن اعمال کی طرف روانہ کرے جو اُس کے متعلق اور اُس میں شامل ہیں، اور اُس کی ولایت اور اُس کے کُل اعمال (اختیارات) اور اس کے تمام جنود اور اُس کے اندر کے تمام دیہات اُس کے سپرد کرے جیساکہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو والی بنایا، لہٰذا اُس (ولایت) سے اُسے نہ روکے اور نہ خود اُسے روکے اور نہ کچھ ان شہروں میں سے خراسان اور دیہات سے اور اُس کے وہ اعمال جو اس کے متعلق ہیں جلد اُسے وہاں کا اور وہاں کے تمام اعمال کا والی بناکر روانہ کرے اس طرح کہ وہ تنہا وہاں کا مختار ہو) اور وہاں کے تمام اعمال اُس کے سپرد ہوں، تاکہ وہ اپنے ماتحت دیہات میں سے جہاں چاہے اُترے اور اُسے وہاں سے منتقل نہ کرے، اور اُس کے ہمراہ اُن سب کو روانہ کرے جنھیں امیر المومنین نے اُس کے ساتھ شامل کردیا اور اس کے موالی (آزاد غلاموں) سرداروں اور شاکریہ[1] اور ساتھی اور کاتب و عامل و خادم اور انسانوں میں سے جو اُس کے تابع ہوں مع اُن کی بیویوں اور بچوں اور عیال و اموال کو اُس کے ساتھ کردے، اور نہ اُس سے کسی کو روکے اور نہ اُس کے اعمال میں کسی کو شریک کرے اور نہ اُس پر کسی امین کو مقرر کرے نہ کاتب کو نہ ڈاک کے افسر کو، اور نہ قلیل میں اس کا ہاتھ روکے نہ کثیر میں، محمد المنتصر باللہ، ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کو شام اور اُس کے لشکروں کی طرف جانے میں آزاد رکھے مع اُس جماعت کے جو امیر المومنین نے اُس کے ساتھ شامل کردی اور جو وہ اپنے ساتھ شامل کرلے اپنے آزاد کردہ غلاموں اور فوج کے سرداروں اور خادموں اور لشکروں اور شاکریہ اور ساتھیوں اور عاملوں اور خادموں میں سے اور جو لوگ اُس کے تابع ہیں مع اُن کی بیویوں بچوں اور اموال کے کہ اُن میں سے کسی کو نہ روکے اور اُس کی (شام) کی ولایت اور اُس کے اعمال (اختیارات) اور اُس کے لشکر کُل کے کُل اُس کے سپرد کردے

[1] شاکری: چاکر، چھوکرا، بوائے، اس فرقے کی ایک علیحدہ فوج مرتب تھی۔

اور اسے اُن میں سے کسی سے نہ روکے اور نہ خود اُسے روکے اور نہ وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے، جلد اُسے شام اور اُس کے لشکروں پر والی بنا کر روانہ کر دے اور اُسے وہاں سے منتقل نہ کرے اور یہ کہ اس (منتصر) پر اُس کے (مؤید) کے لیے اُن سرداروں اور آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں اور لشکروں اور شاکریہ اور دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں اور تمام اسباب و وجوہ میں مثل اسی کے ہے جو محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے خراسان اور اُس کے اعمال میں شرط کی گئی ہے جیسا کہ اُسے لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور خلاصہ کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا، اور ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اُسے خلافت پہنچے تو اور ابراہیم المؤید باللہ شام میں مقیم ہو تو فرض ہے کہ وہ اُسے وہاں برقرار رکھے، یا وہ اُس کے سامنے ہو یا اس کے پاس سے غائب ہو تو اُسے اُس کے عمل شام پر روانہ کر دے، اور اُس کے (شام کے) لشکر اور اس کی ولایت اور اُس کے اعمال کل کے کل اُس کے سپرد کر دے اور اُس کو اُس (شام) سے نہ روکے اور نہ اُسے روکے اور نہ اُس سے وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے اور یہ کہ اُسے جلد وہاں کا اور وہاں کے اعمال کا والی بنا کر روانہ کر دے مثل اُس شرط کے جو ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر خراسان اور اُس کے اعمال کے بارے میں کی گئی، جیسا کہ لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں مشروط کر دیا گیا امیر المومنین نے کسی شخص کو جس پر یا جس کے لیے یہ شرطیں کی گئیں محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ جو کچھ ہم نے اس عہد نامے میں مؤکد کر دیا اور مشروط کر دیا اُس میں سے کچھ کم کر دے اور ان سب پر اس کا پورا کرنا واجب ہے، اللہ قبول نہ کرے گا اُن سے مگر یہی، اور نہ کوئی تمسک مگر جس میں اللہ کا عہد ہو، اور اللہ کے عہد کی بازپرس ہوگی، جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اللہ رب العلمین اور حاضرین مسلمین کو ان تمام شرائط پر جو اس عہد نامے میں ہیں اپنی جانب سے اُن کے محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین پر جاری کرنے پر مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں بیان کر دیا گیا، گواہ

بنادیا اور اللہ ہی شہادت کے لئے کافی ہے اور اُسی کی اعانت اُس شخص کے لیے جو امیدوار ہیں کہ اُس کی طاعت کرے اور خالف بن کر اُس کے عہد کو پورا کرے اور اللہ ہی اس شخص سے حساب لینے اور اُس پر عذاب کرنے کے لیے کافی ہے جو دیدہ و دانستہ اُس کی مخالفت کرے یا کوشش کر کے اُس سے اعراض کرے۔

خلافت نامے کے نسخے

اس عہدنامے کے چار نسخے لکھے گئے تھے جن میں سے ہر نسخے پر امیر المومنین کے سامنے گواہوں کی شہادت واقع ہوئی اُن میں سے ایک نسخہ امیر المومنین کے خزانے میں اور ایک محمد المنتصر ابن امیر المومنین کے اور ایک ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے اور ایک ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے پاس رہا۔

طرزِ عمل

جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو اعمال فارس و آذربیجان و آرمینیہ سے جو اعمال خراسان اور اُس کے دیہات کے متصل ہے وہاں تک اور اُن اعمال کا جو اُن کے متصل ہیں اور انہیں میں شامل ہیں والی بنادیا اس شرط پر کہ اُس کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس معاملے میں وہی فرض کرتا ہے جو اُس نے خود اپنے عہدنامے میں اور اعمال کے اس کے سپرد کرنے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جو اُس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام وہ لوگ جو اُس سے مدد چاہتے ہیں خراسان اور اُس کے اُن دیہات میں جو خراسان میں شامل ہیں اور اس کے متصل ہیں کیا، جیسا کہ ذکر کردیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کردیا گیا،

اور ابراہیم ابن العباس بن محمد بن صول نے ان تینوں فرزندان متوکل، منتصر اور معتز اور موید کی مدح کی ہے۔

مختلفات

اسی سال اسحاق ابن ابراہیم پُل کے افسر کی وفات شنبہ ۲۴ ذی الحجہ کو ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۲۳ کو ہوئی اور اُس کا فرزند اُس کا قائم مقام بنایا گیا اور اُسے پانچ خلعت پہنائے گئے اور تلوار اُس کے گلے میں ڈالی گئی، اور متوکل نے جب اُسے اُس کی بیماری کی خبر پہنچی تو اُس کی عیادت کے لیے اپنے فرزند معتز کو بغا الشرابی اور سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا،

مذکور ہے کہ اسی سال دجلے کا پانی متغیر ہو کر تین دن تک زرد رہا، اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے پھر نہروں کے پانی کے رنگ میں آگیا اور یہ ذی الحجہ میں ہوا،

اسی سال یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعض اطراف سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ مذکور ہے کہ انھوں نے ایک قوم (بغاوت) کے لیے جمع کی تھی، عمر بن فرج نے ان کو اٹھارہ تازیانے مارے، اور بغداد کے قید خانے میں قید کر دیا گیا،

اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۶ھ

محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق برادر اسحاق بن ابراہیم کا فارس میں قتل کیا جانا ہے،

قتل ابن زریق

مجھ سے ایک سے زیادہ لوگوں نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم (کی روایت) سے بیان کیا کہ اس کے والد اسحاق کو اس کے متعلق (یعنی محمد بن اسحاق) کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ وہ بڑا اکھاؤ (بہت کھانے والا) ہے کہ کوئی چیز اس کا پیٹ نہیں بھر سکتی، اس نے (یعنی اسحاق نے) کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تیار کرنے کا، پھر اسے بلا بھیجا پھر اس سے کہا کہ میں آج تیرا کھانا دیکھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کھایا اور بہت کھایا یہاں تک کہ اسحاق کو اس سے تعجب ہوا، بعد اس گمان کے کہ سیر ہو گیا اور کھانے سے اس کا پیٹ بھر گیا، بھنا ہوا گوشت اس کے سامنے لایا گیا اس نے وہ بھی کھا لیا یہاں تک کہ سوائے اس کی ہڈیوں کے کچھ نہ بچا جب کھا چکا تو اسحاق نے کہا اے میرے فرزند تیرے باپ کا مال تیرے پیٹ کے کھانے کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا (کیونکہ تو سب کھا جائے گا) اس لیے تو امیر المومنین سے مل، کیونکہ اس کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے، اسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اسے دروازے پر ملازم کرا دیا، پھر وہ اپنے باپ کی زندگی بھر بادشاہ کی خدمت میں اور اس کے دروازے پر اپنے باپ کا

نائب رہا، یہاں تک کہ اُس کا باپ اسحاق مرگیا، المعتز نے اُسے فارس کا عہدہ دے دیا، المنتصر نے اسی سال محرم میں یمامہ بحرین اور راہ مکہ کا عہدہ دار بنا یا المتوکل نے اُس کے باپ کے تمام اعمال بھی اُس کے سپرد کر دیئے، المنتصر نے ولایت مصر بڑھا دی، اور یہ اس لئے ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جو کچھ جواہر اور اشیائے نفیسہ اس قسم کی اس کے باپ کے خزانوں میں تھیں جو اُن کے (متوکل وغیرہ کے) نزدیک بڑے مرتبے کی تھیں متوکل اور اُس کے ولی عہدوں کے پاس پہنچا دیں تو انھوں نے اُسے اور اُس کے مرتبے کو بلند کر دیا، جب محمد بن ابراہیم کو اُس برتاؤ کی خبر پہنچی جو اُس کے بھتیجے محمد بن اسحاق کے ساتھ کیا گیا تو وہ حکومت سے ناخوش ہوا، اور متوکل کو اُس کی جانب سے ایسے امور کی خبر پہنچی جنھیں اُس نے برا سمجھا،

بعض نے مجھے خبر دی کہ محمد بن ابراہیم کی ناخوشی محض اپنے بھتیجے محمد بن اسحاق کی وجہ سے اور اُس کے خراج فارس پر مقرر کئے جانے کے باعث تھی، محمد نے اس معاملے میں اپنے چچا محمد بن ابراہیم کی ناخوشی کی متوکل سے شکایت کی، تو اس نے اپنا ہاتھ اُس پر اور کشادہ کر دیا، اور کام کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیا، محمد بن اسحاق نے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو فارس کا والی بنایا اور اپنے چچا کو معزول کر دیا، محمد نے الحسین بن اسماعیل کو اپنے چچا محمد بن ابراہیم کے قتل کرنے کا حکم دیا، پھر بیان کیا گیا کہ جب وہ (الحسین) فارس پہنچا تو اُس نے نوروز کے دن اُسے (محمد بن ابراہیم کو) ہدیئے سوغات بھیجے،

جو چیزیں اُسے ہدیہ دی گئیں اُن میں حلوا بھی تھا محمد بن ابراہیم نے اس میں سے کچھ کھایا، پھر الحسین بن اسماعیل اُس کے پاس آیا، الحسین نے اُسے دوسری جگہ پہنچانے اور دوبارہ حلوا دینے کا حکم دیا، اُس نے پھر اُس میں سے کچھ کھایا پھر اُسے پیاس لگی تو پانی مانگا مگر پانی روک دیا گیا، اُس نے اُس مقام سے جہاں وہ داخل کیا گیا تھا نکلنے کا ارادہ کیا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ قید ہے اُس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، پھر وہ دو شبانہ روز زندہ رہا اور مرگیا، پھر اُس کے مال و عیال سوا اونٹوں پر سامرا پہنچا دیئے گئے،

فرمان تعزیت

جب متوکل کو محمد بن ابراہیم کی خبر مرگ پہنچی تو اُس نے طاہر بن عبد اللہ ابن طاہر کے نام یہ فرمان لکھنے کا حکم دیا:۔

اما بعد، بیشک امیر المومنین ہر فائدے، نعمت کے ساتھ تجھے اللہ کی نعمتوں پر مبارکباد دینا تیرا حق سمجھتا ہے اور اُس کی مقدر کی ہوئی مصیبتوں پر تیری تعزیت کرنے کا تجھے مستحق جانتا ہے، اللہ نے محمد بن ابراہیم مولیٰ امیر المومنین کے حق میں وہی فیصلہ کر دیا جو فیصلہ اُس کا اپنے تمام بندوں کے حق میں ہے کہ ان کے لیے فنا ہے اور اُس کے لیے بقا، امیر المومنین محمد کی تجھ سے تعزیت کرتا ہے اور اس امر سے تسلی دیتا ہے) جو اللہ تعالےٰ نے مصائب میں اپنے حکم پر عمل کرنے والے کے لیے کثیر ثواب اور اجر مقرر کیا ہے، بس اللہ اور جو تجھے اللہ کا مقرب کرے، تمام احوال میں تیرے لیے زیادہ محبوب ہو، کیونکہ اللہ کے شکر کے ساتھ مزید ثواب ہے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا اُس کی رضا ہے اور اللہ ہی سے امیر المومنین کی توفیق ہے، والسلام،

وفات ابن سہل

اسی سال اوّل ذی الحجہ میں بعض کے قول میں الحسن بن سہل کی وفات ہوئی اور اسی قائل کا قول ہے کہ اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی،

القاسم بن احمد الکوفی سے مذکور ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ میں ۲۳۵ھ میں الفتح بن خاقان کی خدمت میں تھا، الفتح متوکل کے کئی اعمال کا والی تھا، اُن میں سے سامرا، ہارونی اور اُس کے قرب وجوار کے خاص وعام کی خبر دینا تھا، ابراہیم بن عطا کا جو سامرا میں اخبار کا متولی تھا ایک عریضہ آیا جس میں الحسن بن سہل کی وفات کا ذکر تھا کہ اُس نے ۲۵ ذی قعدہ ۲۳۵ھ یوم پنجشنبہ کو صبح کے وقت ایک دوائی جو اُسے نقصان کر گئی، اُسی دن ظہر کے وقت مر گیا، متوکل نے اپنے خزانے سے اُس کی تجہیز وتکفین کا حکم دیا، لاش جب تختۂ غسل پر رکھی گئی تو تجار کی ایک جماعت اُس کو لپٹ گئی جو الحسن بن سہل کے قرضخواہوں میں سے تھے، اُسے دفن کرنے سے روکا، یحییٰ بن خاقان اور ابراہیم بن عتاب اور ایک اور شخص مسمی بیر عوث نے اُن کے معاملے کا فیصلہ کیا، قرضخواہوں نے اپنا مطالبہ ترک کر دیا اور وہ دفن کر دیا گیا

جب دوسرا دن ہوا تو مدینۃ السلام (بغداد) کے صاحب البرید (افسر ڈاک) کا ۵ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو بعد ظہر محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے متعلق عریضہ آیا، متوکل نے اس پر بہت افسوس کیا اور کہا اللہ بزرگ و برتر ہے، الحسن اور محمد بن اسحاق کی موت ایک ہی وقت میں کس طرح آگئی،

مشہد کربلا اسی سال متوکل نے حضرت حسین بن علیؓ کی قبر اور اس کے قرب وجوار کے مکانات منہدم کرنے کا حکم دیا کہ ان کی قبر کے مقام پر ہل چلایا جائے، بیج ڈالا جائے، آبپاشی کی جائے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روکا جائے، مذکور ہے کہ افسر پولیس کے عامل نے اس علاقے میں ندائے عام دے دی کہ تین دن کے بعد ہم جسے ان کی قبر کے پاس پائیں گے اسے قید خانے بھیج دیں گے، لوگ بھاگ گئے اور اس طرف جانے سے باز آگئے، اس مقام پر ہل چلا دیا گیا اور اس کے اطراف میں زراعت ہونے لگی

مختلفات اسی سال متوکل نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو کاتب اور محمد بن الفضل الجرجرائی کو حاکم بنایا،

اسی سال محمد المنتصر نے حج کیا اور اس کے ہمراہ اس کی دادی شجاع ام متوکل نے بھی حج کیا، متوکل نے نجف تک اس کی مشایعت کی (یعنی اسے رخصت کرنے گیا)،

اسی سال ابوسعید محمد بن یوسف المروزی نے اکبح کو ہلاک کیا،

مذکور ہے کہ فارس بن بغا الشرابی نے جو اپنے باپ کا نائب تھا ابوسعید کو جو طئی کا آزاد کردہ غلام تھا آذربیجان و ارمینیہ کا عہدہ دیا، اس نے کرخ (کرخ فیروز) میں لشکر جمع کیا، جب ۲۳ شوال ہوئی وہ کرخ میں تھا یکایک مر گیا، ایک موزہ پہنا تھا اور دوسرے کو پہننے کے لیے کھینچ رہا تھا کہ مر کے گر پڑا، متوکل نے اس کے بیٹے یوسف کو اس جنگ کا والی بنایا جس کا والی اس کا باپ تھا، اور اس کے بعد اسے اس علاقے کے خراج اور ضیاع کا والی بنا دیا، وہ اس علاقے میں گیا، اس کا انتظام کیا اور اپنے عمال کو ہر طرف بھیجا اس سال المنتصر محمد بن جعفر المتوکل نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۳۷ھ

بغاوت ارمینیہ

اس کے قبل ہم فصل گزشتہ میں متوکل کے یوسف ابن محمد کو ارمینیہ کا عامل بنانے کا سبب بیان کر چکے ہیں، اہل ارمینیہ کے اس پر حملے کا سبب یہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جب وہ اپنے عمل کے لیے ارمینیہ گیا تو بطریقوں (پادریوں) میں سے ایک شخص نکلا جس کا نام بقراط بن اشوط تھا اور اُسے بطریق البطارقہ (بڑا پادری) کہا جاتا تھا، وہ امارت وحکومت کا طلبگار تھا، یوسف بن محمد نے اُسے گرفتار کرا لیا اور اسے قید کر دیا، اور اُسے خلیفہ کے دروازے پر بھیج دیا، بقراط اور اُس کا بیٹا مسلمان ہو گیا، پھر بیان کیا گیا کہ یوسف نے جب بقراط بن اشوط کو روانہ کر دیا تو بقراط ابن اشوط کے بھتیجے نے اور بطریقوں (پادریوں) کی ایک جماعت نے اُس کے خلاف اجتماع کیا، اُس شہر میں برف گر رہی تھی جس میں یوسف تھا اور وہ شہر جیسا کہ بیان کیا گیا طرون تھا جب برف رک گئی تو وہ لوگ ہر طرف سے اُس شہر پر اونٹ بٹھانے لگے اور یوسف کا اور اُس شہر میں اُس کے ہمراہیوں کا انھوں نے محاصرہ کر لیا، یوسف شہر کے دروازے کی طرف نکلا اس نے اُن سے قتال کیا، اُنھوں نے اُسے بھی قتل کر دیا اور جس نے اُس کے ہمراہ قتال کیا اُسے بھی قتل کر دیا لیکن جس نے اُس کے ساتھ (ہو کر) قتال نہیں کیا اُنھوں نے اُس سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار دے اور برہنہ بچ کے چلا جا، ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور برہنہ پا و برہنہ بدن ہو کے نجات حاصل کر لی اکثر سردی سے مر گئے، ایک جماعت کی انگلیاں گر گئیں اور نجات پائی، بطارقہ (پادریوں) نے جب یوسف نے بقراط بن اشوط کو گرفتار کر کے بھیج دیا تو باہم اُس کے قتل پر قسم کھائی، اس کے خون کی نذر مانی، موسیٰ بن زرارہ نے جو بقراط کا داماد تھا، اُن سے اس پر اتفاق کیا، پھر سوادہ

ابن عبد الحمید الجحافی نے یوسف بن ابی سعید کو اپنے موضع میں ٹھہرنے سے منع کیا، اُسے بطارقہ (پادریوں) کے متعلق آئی ہوئی خبروں سے آگاہ کیا، مگر اُس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، وہ جماعت ماہ رمضان میں اُس کے پاس آگئی، شہر کی دیوار کا محاصرہ کر لیا، برف بیس گز کے قریب شہر کے گرداگرد تھی خلاط سے دبیل تک ساری دنیا برف ہو رہی تھی، یوسف نے اس کے قبل اپنے ساتھیوں کو اپنے عمل کے دیہات میں منتشر کر دیا تھا، ان دیہات میں سے ہر طرف اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت روانہ ہو گئی تھی، اُن کے ہر گروہ کی طرف بطارقہ (پادریوں) اور اُن کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت روانہ کی گئی جنھوں نے اُن کو قتل کر دیا، ایک ہی دن میں قتل کیا، شہر کا محاصرہ اُنھوں نے کسی رد و بدل کیا تھا، یوسف اُن کی طرف نکلا اور اُن سے قتال کیا، یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا، متوکل نے بغا الشرابی کو یوسف کے خون کا عوض لینے کو ارمینیہ بھیجا، وہ جزیرے کی طرف سے وہاں روانہ ہوا، آرزن میں موسےٰ بن زرارہ کو پا گیا، اُس کی اسماعیل اور سلیمان اور احمد اور عیسیٰ اور محمد اور ہارون سے برادری تھی، بغا موسےٰ بن زرارہ کو (گرفتار کر کے) خلیفہ کے دروازے پر لے گیا، پھر روانہ ہوا، پھر کوہ الخویثیہ میں قیام کیا، اہل ارمینیہ اور یوسف بن محمد کے قاتلین کی بہت بڑی جماعت تھی، اُس نے اُن سے جنگ کی، اُن پر فتح پائی، اُس نے قریب تیس ہزار کے قتل کیے اور اُن میں سے ایک کثیر مخلوق کو قید کر لیا جنھیں ارمینیہ ہی میں فروخت کر دیا، پھر الباق کے شہروں کی طرف گیا پھر اشوط بن حمزۃ العباس کے باپ کو قید کیا جو الباق کا مالک تھا، الباق البسفرجان اور بنی النشوی کے دیہات میں سے ہے پھر ارمینیہ کے شہر دبیل گیا، وہاں ایک مہینے قیام کیا پھر تفلیس چلا گیا، اسی سال عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم بغداد اور اُس کے دیہات کے معادن کا والی بنایا گیا۔

ولایت ابن طاہر اسی سال ۲۲ ربیع الآخر کو محمد بن عبد اللہ بن طاہر خراسان سے آیا پھر وہ شرطہ (پولیس)، اور جزیہ (ٹیکس) کا اور دیہات کے

اعمال مکہ اور مدینۃ السلام میں امیر المومنین کی نیابت کا والی بنایا گیا، پھر وہ بغداد چلا گیا،

اس سال متوکل نے محمد بن ابی دواد کو مظالم (فوجداری کے کام) سے معزول کر دیا اور اس پر محمد بن یعقوب المعروف بابی الربیع کو والی بنایا۔

اسی سال ابن اکثم سے ناراضی رفع ہوئی، وہ بغداد میں تھا پھر سامرا لایا گیا اور قاضی القضاۃ بنایا گیا، پھر مظالم (فوجداری) کا بھی والی بنایا گیا، متوکل نے اسی سال ۲۰ صفر کو محمد بن احمد بن ابی دواد کو مظالم سامرا (محکمۂ فوجداری) سے معزول کیا تھا،

نکبت ابن ابی دواد

اسی سال متوکل ابن ابی دواد پر ناراض ہوا، ۲۵ صفر کو احمد بن ابی دواد کی جائداد پر پہرہ مقرر کرنے کا حکم دیا،

۳ ربیع الاول یوم شنبہ کو اُس کا بیٹا ابو الولید محمد بن احمد بن ابی دواد دیوان الخراج میں قید کیا گیا، اُس کے بھائی عبید اللہ بن السری صاحب الشرطہ (افسر پولیس) کے نائب کے پاس قید کیے گئے، جب دوشنبہ کا دن ہوا تو ابو الولید ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کے قیمتی جواہر لے گیا۔ اس کے بعد ایک کرور ساٹھ لاکھ درہم پر صلح کی گئی، ان کی تمام جائداد کی بیع پر سب کو گواہ بنا لیا گیا، احمد بن ابی دواد پر فالج گر گیا تھا، جب ۷ شعبان کو چارشنبہ کا دن ہوا تو متوکل نے احمد بن ابی دواد کے لڑکوں کے متعلق حکم دیا، وہ لوگ بغداد کی طرف نکال دیئے گئے، ابو العتاہیہ نے یہ اشعار کہے:۔

اگر عقل میں تو ہدایت کی طرف نسبت ہوتا	اور تیرا ارادہ ایسا ارادہ ہوتا جس میں توفیق ہوتی
تو تیری مشغولی فقہ میں ہوتی، اگر تو اس پر قناعت کرتا	کلام اللہ کے مخلوق کہنے سے

(یعنی اگر تو ہدایت یافتہ ہوتا تو بجائے کلام اللہ کو مخلوق کہنے کے تو فقہ میں مشغول ہوتا اور اسی پر قناعت کرتا)

تجھے کیا ہوا حالانکہ دین کی اصل سب کو جمع کرتی ہے تو فرع میں نہ ہوتا اگر جہل و حماقت نہ ہوتی،

اسی سال الخلنجی کو لوگوں کے رفاہ عام کا عہدہ دار بنایا گیا،

اسی سال ابن اکثم نے قضاء الشرقیہ کا حیان بن بشر کو والی بنایا، اور سوار بن عبداللہ العنبری کو قضاء جانب غربی کا والی بنایا۔ دونوں کانے تھے، الجمار نے یہ (اشعار کہے)

تونے بڑے آدمیوں میں سے دو قاضی دیکھے، کہ وہ دونوں مشرق و مغرب میں ایک نئی چیز ہیں،

قطعاً اُن دونوں نے آپس میں نابینائی کو نصف نصف تقسیم کر لیا۔ جیسا کہ ان دونوں نے دو جانبوں کی قضا تقسیم کر لی،

جب اُن دونوں میں سے کوئی اپنا سر ہلاتا ہے تو تو سمجھتا ہے کہ۔ (یہ اس لئے سر ہلاتا ہے) کہ میراث اور دین کے معاملے میں غور کرے،

گویا کہ تونے اُس کے سر پر شراب کا مٹکا اوندھا دیا۔ ایک آنکھ سے اُس کا ڈھکنا کھول دیا،

(یعنی وہ قاضی جب سر ہلاتا ہے تو اُس کی ٹوپی شراب کا مٹکا معلوم ہوتی ہے اور جو آنکھ کانی نہیں ہے وہ مٹکے کا کھلا ہوا ڈھکنا معلوم ہوتی ہے)

وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت پر زمانے کی فال ہیں جبکہ اُس نے محکمہ قضا کا دو کانوں سے افتتاح کیا،

اسی سال عید کے دن متوکل نے (مقتول) احمد بن نصر بن مالک الخزاعی کی لاش اُس کے دفن کے لیے اس کے وارثوں کو دینے کا حکم دیا، ایسا کیا گیا اور لاش انھیں دے دی گئی، جب متوکل کو خلافت پہنچی تھی تو اُس نے قرآن مجید کے بارے میں بحث کرنے کی ممانعت کر دی تھی، اُس کے متعلق ہر طرف اس کے فرمان جاری کر دئیے گئے،

احمد بن نصر کے تختے سے اتارنے پر پریشانی پھیل گئی، عوام الناس اور چرواہے اس تختے کے مقام پر جمع ہو گئے اور انھوں نے ہجوم کیا اور اعتراض کرنے لگے یہ خبر متوکل کو پہنچی تو اُس نے نصر بن اللیث کو اُن کی طرف روانہ کیا، اُس نے اُن میں سے قریب بیس آدمی گرفتار کر لیے، انھیں مارا اور قید کر دیا پھر اُس نے اُس کے معاملے میں عوام کے بکثرت جمع ہونے کی وجہ سے احمد بن نصر کا اُس کے تختے سے اتارنا ترک کر دیا، وہ لوگ جو اُس کے سبب سے گرفتار کیے گئے تھے ایک زمانے تک قید رہے پھر رہا کر دئیے گئے،

جس وقت میں کہ میں نے ذکر کیا جب اُس کی لاش اُس کے وارثوں کو دے دی گئی تو اُس کا بھتیجا موسیٰ اُسے بغداد لے گیا، اور اُسے غسل دے کے دفن کر دیا گیا اور اُس کا سر اُس کے بدن کے ساتھ شامل کر دیا گیا عبدالرحمن بن حمزہ نے اُس کا جسم ایک مصری رومال میں لپیٹا، پھر اپنے مکان لے گیا، کفن دیا اُس کی نماز پڑھی، اُسے قبر میں داخل کرنے پر اُس کے بعض اعزہ کے ہمراہ ایک شخص تجار میں سے مقرر ہوا جو الابزاری کہلاتا تھا، بغداد کے صاحب البرید (افسر محکمۂ ڈاک) نے جو ابن الکلبی مشہور تھا اور واسط کے علاقے کے ایک موضع کا باشندہ تھا، جو الکلتانیہ کہلاتا تھا عوام کا حال اور اُن کا اجتماع اور احمد بن نصر کے جنازے کے ساتھ ہمدردی اور اُس کے سر کی جستجو کا واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ابن الابزاری بوجہ کمبر سنی مضغۂ گوشت ہونے کے باوجود قبر میں کیونکر داخل ہوا، ابن اکثم نے کہا کہ اے امیرالمومنین وہ اُس کا دوست تھا،

متوکل نے عوام الناس کو اس قسم کے معاملات میں جمع ہونے اور حرکت کرنے کی ممانعت کے لیے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا، اُن میں سے کسی نے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ عام لوگوں کو ڈرا دے،

متوکل نے لکھ دیا جس میں اجتماع کی ممانعت تھی،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی، علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور نے جو والئ مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۸ھ

حادثۂ تفلیس

مذکور ہے کہ بغا قاتلین اہل ارمینیہ کے یوسف بن محمد کو قتل کر دینے کے سبب سے جب دبیل گیا تو وہاں ایک مہینے

قیام کیا، جب ۱۰ ربیع الاول ۲۳۸ھ شنبہ کا دن ہوا تو بغا نے زیرک الترکی کو روانہ کیا، وہ الکر کے پار ہو گیا جو ایک عظیم الشان نہر ہے جیسی کہ الصراۃ بغداد میں ہے، بہت بڑی نہر ہے، تفلیس کے غربی جانب اور ضغدبیل کے شرقی جانب میں ہے، بغا کی چھاؤنی جانب شرقی میں تھی، زیرک الکر سے گزر کر تفلیس کے میدان تک پہنچ گیا، تفلیس کے پانچ دروازے تھے (۱) باب المیدان (۲) باب قریس (۳) باب الصغیر (۴) باب الربض (۵) باب ضغدبیل، اور الکر ایک نہر تھی جو شہر میں گرتی تھی بغا نے ابو العباس الواثی النصرانی کو اہل ارمینیہ کے عرب و عجم کی طرف روانہ کیا پھر زیرک ان کے پاس میدان کی طرف سے پہنچا اور ابو العباس باب الربض کی طرف سے اسحاق بن اسماعیل زیرک کی طرف نکلا اور اس سے قتال کرنے لگا، بغا شہر کے بلند ٹیکرے کے قدرے نشیبی ٹیلے پر جو ضغدبیل کے قریب تھا ٹھہر گیا، تاکہ یہ دیکھے کہ زیرک اور ابو العباس کیا کرتا ہے، بغا نے مٹی کے تیل والے بھیجے جنھوں نے شہر میں آگ لگا دی، (یہ شہر صنوبر کی لکڑی کا تھا، ہوا نے صنوبر میں (آگ) بھڑکا دی، پھر اسحاق بن اسماعیل شہر کے سامنے آیا کیا دیکھتا ہے کہ اس کے محل اور اس کے اطراف میں آگ لگی ہوئی ہے اسے آگ نے گھیر لیا ہے، ترک اور مغربی لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے پکڑ کے قید کر لیا اس کے بیٹے عمر کو بھی گرفتار کر لیا، ان دونوں کو بغا کے پاس لائے، بغا نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ باب الحسک لوٹا دیا گیا اور قید رہا یہاں تک کہ اس جگہ اس کی گردن مار دی گئی، اس کا سر بغا کے پاس پہنچا دیا گیا اور اس کی لاش الکر پر لٹکا دی گئی، وہ ایک بوڑھا موٹا بڑے سر کا آدمی تھا جو وسمے کا خضاب کرتا تھا، گندم گوں تھا چندیا پر بال نہ تھے اور بھینگا تھا، اس کا سر باب الحسک پر لٹکا دیا گیا، اور جو شخص اس کے قتل پر مقرر ہوا وہ غامش نائب بغا تھا، شہر میں قریب پچاس ہزار آدمی جلا دئیے گئے۔ ایک شبانہ روز میں آگ بجھ گئی اس لیے کہ وہ صنوبر کی آگ تھی جسے بقا نہیں ہوتی صبح ہوئی تو مغربیوں نے جو زندہ تھے انھیں قید کر لیا اور مردوں کا مال چھین لیا،

اسحاق کی عورت صغدبیل میں ٹھہری ہوئی تھی جو تفلیس کے مقابل شرقی جانب میں ہے، یہ وہ شہر ہے جسے کسریٰ انوشروان نے بنایا، اسحاق نے اُسے محفوظ کر دیا تھا اور اُس کی خندق کھود دی تھی اُس میں الخویثیہ وغیرہ کے جنگجو رکھے تھے، بغا نے انھیں امان دے دیا اس شرط پر کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں، اسحاق کی عورت صاحب السریر (بادشاہ) کی بیٹی تھی جیسا کہ مذکور ہے بغا نے ریزک کو لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ قلعۂ الجردمان کی طرف روانہ کیا جو برذعہ اور تفلیس کے درمیان ہے، ریزک نے الجردمان بھی فتح کر لیا اور اُس کے بطریق (پادری) القطریج کو پکڑ کے قید کر لیا، پھر اُسے لشکر لے گیا، بغا نے عیسیٰ بن یوسف کی طرف کوچ کیا جو اصطفانوس کا بھانجا تھا اور جو البیلقان کے موضع کثیش کے قلعے میں تھا، کثیش اور البیلقان میں دس فرسخ کا فاصلہ تھا (ایک فرسخ = تین میل) البیلقان اور برذعہ میں چودہ فرسخ کا فاصلہ تھا، بغا نے جنگ کی اُسے فتح کیا اور اُسے (عیسیٰ بن یوسف) کو گرفتار کر لیا، اپنے اور اُس کے ساتھ اُس کے بیٹے کو اور اُس کے باپ کو لے گیا، ابوالعباس الواثی کو بھی لے گیا جس کا نام سنباط بن اشوط تھا، اُس کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بطریق آران کو بھی لے گیا اور آذر ترسی بن اسحاق الخاشنی کو بھی (گرفتار) کر لے گیا۔

فتنۂ روم اسی سال دولت روم کی جانب سے عرقا اور ابن قطونا اور امردنافہ کے ہمراہ تین سو کشتیاں آئیں، وہ سب رئیس بحر تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو سو کشتیاں تھیں، پھر ابن قطونا نے دمیاط میں قیام کیا اور دمیاط اور ساحل کے درمیان الجیرہ کے مشابہ ہے کہ اُس میں پانی آدمی کے سینے تک ہوتا ہے جو شخص اُس سے زمین کی طرف آجاتا ہے وہ دریائی کشتیوں (کے سفر) سے بچ جاتا ہے، ایک جماعت اُس سے نکل آئی تو وہ سلامت رہی اور ایک بڑی جماعت عورتوں اور بچوں کی غرق ہو گئی، جنھیں قوت تھی وہ کشتیوں میں سوار ہو گئے اور علاقہ الفسطاط کی طرف نجات پا گئے (اور اُس کے دمیاط کے) اور فسطاط کے درمیان چار دن چلنے کا راستہ ہے اور معونت مصر کا والی عنبسہ

ابن اسحاق الضبی تھا، پھر جب عید قریب آئی تو اُس نے دمیاط کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فسطاط حاضر ہوں کہ عید میں اُن سے رونق حاصل کرے، دمیاط کو لشکر سے خالی کر دیا، علاقہ شطاء سے جہاں شطوی لوگ کام کرتے ہیں روم کی کشتیاں پہنچیں پھر وہاں سو کشتیاں ٹھہر گئیں کہ ہر کشتی میں پچاس سے سو آدمی تک سوار تھے، وہ لوگ نکل کے وہاں (دمیاط) گئے اور وہاں اُنھوں نے جتنے مکانات اور جھونپڑے پائے سب جلا دیے، جتنے ہتھیار وہاں تھے سب اُٹھا لیے قریب سو بانس اور اُن کے نیزے کے ابوحفص مالک اقریطش کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا، مردوں میں سے جسے وہ لوگ قتل کر سکے اُسے قتل کر دیا اور سامان اور شکر اور پارچہ کتان جو عراق بھیجنے کے لیے تیار کیا گیا تھا لے لیا، مسلمان اور قبطی عورتوں میں سے قریب چھ سو کے قید کر لیں، کہا جاتا ہے کہ اُن میں مسلمان عورتیں ایک سو چھبیس تھیں اور باقی قبط کی عورتیں تھیں، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رومی جو اُن کشتیوں میں تھے جو دمیاط میں ٹھہر گئیں قریب پانچ ہزار مرد تھے اُن لوگوں نے اپنی کشتیاں سامان اور مال اور عورتوں سے بھر لیں، اور کشتیوں کا خزانہ جو کشتیوں کی رسیاں تھیں جلا دیا، دمیاط کی جامع مسجد کو بھی جلا دیا اور یہودیوں کے عبادتخانے بھی جلا دیئے جو عورتیں اور بچے اُن سے بچ کر بحیرۂ دمیاط میں غرق ہوئے وہ اُن سے بہت زیادہ تھے جنھیں روم نے قید کر لیا،

پھر رومی وہاں سے چلے گئے، مذکور ہے کہ ابن الاکشف دمیاط کے قید خانے میں قید تھا اُسے عنبسہ نے قید کیا تھا اُس کی بیڑی توڑ دی گئی، اور نکلا پھر اُس نے روم سے قتال کیا، اور ایک قوم نے اُس کی مدد کی، روم کی ایک جماعت مقتول ہوئی، پھر وہ لوگ (روم) ساحل تنیس کی طرف گئے مگر پانی نے اُن کی کشتیاں وہاں نہیں پہنچائیں، وہ ڈرے کہ اُن کی کشتیاں دلدل میں نہ پھنس جائیں، جب پانی نے اُنھیں نہ اُٹھایا تو وہ دمیاط کے ساحل کی طرف گئے وہ ایک ایسا ساحلی مقام ہے کہ اُس کے اور تنیس کے درمیان کچھ کم چودہ فرسخ کا فاصلہ ہے، اُس کی ایک دیوار اور لوہے کے دو دروازے ہیں جو المعتصم کے حکم سے بنائے گئے تھے، اُنھوں نے اُس کا اکثر حصہ تباہ کر دیا اور اُس میں

جتنے منجنیق (گوپھن) اور عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) تھے سب جلا دیئے، اُس کے لوہے کے دونوں دروازے لے لیے اور لے گئے، پھر اس طرح اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے کہ کوئی اُن کا مزاحم نہ ہوا،

اسی سال ۵ ۔ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو متوکل سامرا سے مدائن کے ارادے سے نکلا، وہ ۱۳ ر جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو الشماسیہ گیا اور وہاں شنبہ تک قیام کیا۔ رات کو بذریعہ کشتی قطر بل گیا پھر واپس آیا اور ۱۹ ر جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو بغداد میں داخل ہوا، شہر کے بازار اور راستے میں گذرا یہاں تک کہ الزعفرانیہ میں اُتر گیا پھر مدائن چلا گیا،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی،

اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۹ھ

جو کچھ اس سال ہوا اُس میں سے محرم میں متوکل کا اُن ذمیوں کی گرفتاری کا حکم دینا ہے جو اپنی قبا پر دو عسلیہ عبائیں پہنتیں، اور صفر میں انھیں اُس کا یہ حکم ہوا کہ معمولی گھوڑوں اور عربی گھوڑوں کو ترک کر کے اُن کی سواری گدھوں اور خچروں پر ہو،

اسی سال متوکل نے علی بن الجہم بن بدر کو خراسان کی طرف جلا وطن کیا،

اسی سال جمادی الآخرہ میں صاحب الصناریہ باب العامہ پر قتل کیا گیا،

اسی سال متوکل نے اُن مسیحی عبادت خانوں کے ہدم کرنے کا حکم دیا جو زمانۂ اسلام میں بنائے گئے

اسی سال ذی الحجہ میں ابوالولید محمد بن احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی اور اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے جو والی مکہ تھا، لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو طریق مکہ سے کوفہ کے متصل تک کا والی تھا، پھر وہی موسم حج کے حادثات کا والی بنایا گیا،

اسی سال نصاری کی شعانین (عید فصح جو ہندوستان کے عیسائی اپریل کے پہلے جمعے کو مناتے ہیں مشہور ہے کہ یہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا دن ہے) اور یوم نوروز ساتھ پڑا، یہ ۲۰ ذی القعدہ یوم یکشنبہ کو ہوا، مذکور ہے کہ نصاری کا گمان تھا کہ یہ دونوں عیدیں زمانۂ اسلام میں کبھی جمع نہیں ہوئیں،

واقعات سنہ ۲۴۱ھ

جو کچھ اس سال ہوا اُس میں اہل حمص کا اپنے عامل معونت پر حملہ کرنا ہے،

حمص کی ناراضی

مذکور ہے کہ ان کے عامل معونت نے ایک شخص کو قتل کر دیا جو اُن کے رؤسا میں سے تھا، اُس زمانے میں ابو المغیث الرافعی موسیٰ بن ابراہیم عامل تھا، اسی سال جمادی الآخرہ میں اہل حمص نے حملہ کر دیا، انھوں نے اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اُس کو اور صاحب الخراج کو اپنے شہر سے نکال دیا، اُس کی خبر متوکل کو پہنچی تو اُس نے عتاب بن عتاب کو اُن کی طرف روانہ کیا اور اُس کے ہمراہ محمد بن عبدویہ کرداس الانباری کو روانہ کیا، اُسے (عتاب) کو یہ حکم دیا کہ وہ اُن سے یہ کہے کہ امیر المومنین نے تمھارے ایک آدمی کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیا، پھر اگر وہ سن لیں اور اطاعت کریں اور راضی ہو جائیں تو محمد بن عبدویہ کو اُن پر والی بنا دینا، اور اگر انکار کریں اور مخالفت پر اڑے رہیں تو اپنی جگہ قیام کرو اور امیر المومنین کو لکھ بھیج، یہاں تک کہ وہ رجاء یا محمد بن رجاء الحضاری یا لشکر میں سے اور کسی کو اُن کی جنگ کے لیے روانہ کرے، عتاب بن عتاب سامرا سے ۵ ۲ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو نکلا، وہ لوگ محمد بن عبدویہ پر راضی ہو گئے، اُس نے اُسے اُن پر والی بنا دیا، پھر اُس نے اُن میں

عجیب معاملے کیے،

اسی سال محرم میں اپنے بیٹے ابوالولید محمد کے بعد احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی اُس کا بیٹا اس سے بیس روز قبل بغداد میں ماہ ذی الحجہ میں مر چکا تھا،

اسی سال ماہ صفر میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضا سے معزول کر دیا گیا اور جو کچھ اُس کا بغداد میں تھا ضبط کر لیا گیا جس کی مقدار پچھتر ہزار دینار تھی، اُس کے گھر کے ستون کی قیمت دو ہزار دینار تھی اور چار ہزار جریب (زمین) بصرہ میں (جریب زمین کے ناپنے کا آلہ)،

اسی سال صفر میں جعفر بن عبد الواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی قاضی القضاۃ مقرر ہوا،

اس سال عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا اور جعفر بن دینار نے حج کیا اور وہی موسم حج کا والی تھا،

واقعات ۲۴۱ھ

رعایائے حمص بخلاف حاکم

مذکور ہے کہ اسی سال جمادی الآخرہ میں اہل حمص نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ پر مل جل کر حملہ کر دیا، حمص کے نصاریٰ میں سے ایک جماعت نے اُس حملے میں اُن کی مدد کی، عامل نے یہ واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے اُسے ان کے تباہ کرنے کا حکم لکھ بھیجا اور اُس کی اُس لشکر سے امداد کی جو دمشق میں صالح عباسی ترکی کے ماتحت تھا وہ دمشق کا عامل تھا، رملہ کے لشکر میں سے بھی کچھ فوج سے امداد کی، اور اُسے یہ حکم دیا کہ اُن میں سے تین سرداروں کو گرفتار کرے اور انھیں ہلاک کر دینے والے تازیانے مارے، جب وہ مر جائیں انھیں اُن کے دروازوں پر لٹکا دے، اس کے بعد اُن میں سے بیس وجاہت دار آدمی گرفتار کر لے اور ان میں سے ہر ایک کو تین تین سو تازیانے مارے، اور انھیں

پا بزنجیر کر کے امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کر دے حمص میں جس قدر معابد نصاریٰ و معابد یہود ہیں سب کو تباہ کر دے اور اس معبد نصاریٰ کو مسجد میں داخل کر لے جو مسجد کے قریب ہو، شہر میں کوئی نصرانی نہ رہنے پائے جسے اس سے خارج نہ کر دیا جائے۔ اور قبل اس کے ان میں اعلان کر دے، جسے تین دن کے بعد پائے اُسے اچھی طرح سرزنش کرے، محمد بن عبدویہ کے لیے پچاس ہزار درم کا حکم دیا اور اُس کے افسروں اور باوجاہت اصحاب کے لیے انعامات کا اور اُس کے نائب علی بن حسین کے لیے پندرہ ہزار درہم کا اور نائب کے افسروں کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم کا۔ اور خلعت کا حکم دیا،

محمد بن عبدویہ نے ان میں سے دس آدمی گرفتار کر لیے۔ اُن کی گرفتاری کا حال لکھ بھیجا کہ انھیں امیر المومنین کے حضور روانہ کر دیا اور انھیں مارا نہیں، متوکل نے الفتح بن خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو محمد بن رزق اللہ کہلاتا تھا روانہ کیا تاکہ وہ اُن میں سے جنھیں محمد بن عبدویہ نے بھیجا ہے محمد بن عبد الحمید الحمیدی اور قاسم بن موسیٰ بن فرعوس کو حمص واپس لے جائے اور انھیں باعث ہلاکت مار مارے اور انھیں حمص کے دروازے پر لٹکا دے، وہ انھیں واپس لے گیا اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ مر گئے اور حمص کے دروازے پر انھیں لٹکا دیا، دوسروں کو سامرا لایا وہ آٹھ تھے، جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ان میں سے راستے میں مر گیا متوکل نے انھیں کو اس کا سر پکڑا دیا، اُن میں سے ساتوں آدمیوں کو اور مُردے کے سر کو سامرا لے آئے، اس کے بعد محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اُس نے اُن میں کے دس آدمی گرفتار کر لیے اور ان میں سے پانچ آدمیوں کو تازیانے مارے تو وہ مر گئے پھر پانچ کو مارا تو وہ نہیں مرے، پھر بعد اس کے محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اُس نے انھیں مخالفین میں سے ایک شخص پر اور فتح پائی جس کا نام عبد الملک بن اسحاق بن عمارہ تھا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے فتنے کے باغیوں میں سے ایک تھا، اُسے حمص کے دروازے پر اتنے کوڑے لگائے کہ وہ مر گیا اور اُسے اس قلعے پر لٹکا دیا جو تل العباس کے نام سے مشہور ہے،

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ سامرا کے لوگوں پر آب میں نہایت اچھی بارش ہوئی،

اسی سال محرم میں حسان زیادی کو شرقیہ کا قاضی بنایا گیا،

اسی سال عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب خان عاصم کو بغداد میں مار اگیا، کہا جاتا ہے ہزار کوڑے مارے گئے،

سبّ صحابہ

اس کا سبب یہ تھا کہ حسان زیادی قاضی شرقیہ کے یہاں اُس کے خلاف سترہ آدمیوں نے یہ شہادت دی کہ اُس نے ابو بکر و عمر و عائشہ و حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گالی دی ہے، اُن کی شہادت جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے مختلف تھی اس لیے یہ واقعہ بغداد کی ڈاک کے منتظم نے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھ دیا، عبیداللہ نے اس کی متوکل کو اطلاع دی، متوکل نے یہ حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس عیسیٰ کو کوڑے مارنے کا حکم لکھ دے، پھر اگر وہ مر جائے تو اُسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اُس کی لاش اس کے ورثہ کو نہ دی جائے، پھر عبیداللہ نے حسن بن عثمان کو اُس کے عیسیٰ کے متعلق خط کا جواب لکھا:

تعزیر شرعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدائے تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری حفاظت کرے اور تم پر اپنا انعام کرے تمھارا خط اُس شخص مسمی عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب الخانات کے بارے میں اور جو کچھ گواہوں نے اُس کے خلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے اور اُنھیں کافر کہنے اور اُن پر کبیرہ گناہوں کی تہمت لگانے اور اُنھیں نفاق اور ایسے امور کی طرف منسوب کرنے کی شہادت دی ہے جن سے انسان اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاندین میں شامل ہو جاتا ہے اور تمھارے ان گواہوں کے حال میں اور جو کچھ اُنھوں نے شہادت دی ہے اس کے بارے میں تمھارے دریافت کرنے اور جو کچھ تمھارے نزدیک اُن میں سے عادلین کی عدالت سے صحیح ثابت ہوا اور جو بات اُن کی شہادت سے تمھارے لیے واضح ہوئی ان سب کے بارے میں اور تمھارا مفصل رقعہ اس معاملے کے متعلق جو تمھارے خط کے اندر تھا پہنچا، میں نے امیر المومنین کی (خدا اُن کی عزت برقرار رکھے) خدمت میں پیش کر دیا، اُنھوں نے ابو العباس محمد

ابن عبداللہ بن طاہر کو جو امیر المومنین ابقاہ اللہ کے مولی (آزاد کردہ غلام) ہیں وہ لکھنے کا حکم دیا جو امیر المومنین کے یہاں نافذ ہے اور جو ان امور میں امیر المومنین کے اختیارات کے مشابہ ہے اللہ کے دین کی نصرت میں اور اُس کی سنت کے زندہ رکھنے میں اور اُس شخص سے انتقام لینے میں جو دین میں الحاد کرے، اُس شخص کو مجمع عام میں گالی دینے کی سزا دی جائے اور اس سزا کے بعد پانچ سو کوڑے ان امور معظمہ کی وجہ سے مارے جائیں جن پر اُس نے جرأت کی ہے، پھر اگر مر جائے تو اُسے بغیر نماز جنازہ کے دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ یہ عمل ہر دین میں الحاد کرنے والے اور جماعت مسلمین سے نکل جانے والے کے لیے مانع ہو، اور یہ میں نے تمہیں اس لیے بتا دیا تاکہ تم اُسے پہچان لو، انشاء اللہ تعالیٰ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم یہی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اُس کا نام احمد بن محمد بن عاصم تھا، جب اُسے مار اگیا تو دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا پھر اُسے دجلے میں پھینک دیا گیا،

اسی سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ واقعہ جمادی الآخرہ کی ایک شب کے بعد شب پنجشنبہ کو پیش آیا۔

اسی سال وہاں بیماری ہوئی جس سے چوپائے اور بیل ہلاک ہو گئے،

اسی سال روم نے چشمۂ زربہ پر چھاپہ مارا اور جو لوگ (جاٹ) وہاں آباد تھے انھیں مع عورتوں اور بچوں کے اور مع گائے بھینسوں کے قید کر لیا،

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں فدیئے کا معاملہ طے ہو گیا۔

اسباب فدیہ

بیان کیا گیا ہے کہ تذورہ ملکۂ روم مادر میخائیل نے ایک شخص مسمی جورجس بن فرد افس کو مقرر کیا تاکہ وہ اُن مسلمانوں کا فدیہ طلب کرے جو رومیوں کے ہاتھ میں قید ہیں، مسلمان قیدی تقریباً بیس ہزار تھے، متوکل نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص مسمی نصر بن الازہر بن فرج کو مقرر کیا تاکہ وہ اُن مسلمان قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کرے جو رومیوں کے

قبضے میں تھے تاکہ وہ اُن کے فدیے کا حکم دے، یہ واقعہ اسی سال (۲۴۱ھ)
کے شعبان میں ہوا، اُن کے یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد (نصر بن الازہر
واپس آیا)،

پھر اُس نے بیان کیا کہ نصر کے روانہ ہونے کے بعد تذورۃ نے اپنے قیدیوں
کو (اپنے روبرو) پیش کرنے کا اور اُن پر مذہب نصرانیت پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کے
بعد جس نے اُن میں سے نصرانیت کو قبول کرلیا وہ اُس کے برابر ہوگیا جو پہلے سے
نصرانی تھا اور جس نے اُس کے روبرو انکار کیا اُسے اُس نے قتل کردیا، بیان
کیا (نصر نے) کہ اُس نے بارہ ہزار (مسلمان) قیدیوں کو قتل کردیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ انھیں خصی نے قتل کیا اور وہ بغیر اُس کی (ملکہ کی) اجازت کے انھیں قتل کرتا تھا،

سرحد شام اور جزیرہ کے عمال کے پاس متوکل کا فرمان پہنچا کہ
شنیف خادم اور جورجس سفیر عظیم روم کے درمیان فدیے کے بارے میں
معاہدہ ہوگیا ہے اور دونوں میں یہ امر طے پاگیا ہے، جورجس نے ۵ رجب
۲۴۱ھ سے ۲۳ شوال ۲۴۱ھ تک کے لیے التوائے جنگ کی درخواست
کی ہے، تاکہ قیدیوں کو جمع کرسکیں اور انھیں اپنی جائے پناہ تک پلٹنے کے لیے
مہلت ہو، لہٰذا یہ فرمان اس کے متعلق ۵ رجب یوم چہار شنبہ کو جاری ہوا اور
فدیے کا معاملہ اسی سال عید فطر کے دن واقع ہوگا۔

جورجس سفیر ملکۂ روم ۲۲ رجب یوم شنبہ کو سرحد کی جانب ستّر خچروں
پر جو اُس کے لیے کرایے پر لیے گئے تھے روانہ ہوا، اور ابو قحطبہ مغربی طرطوسی بھی
اُسی کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ (وہاں پہنچ کر) وہ لوگ عید الفطر کا انتظار کریں، جورجس
کے ساتھ ایک جماعت بطاریق کی اور قریب پچاس کے اس کے غلاموں کی
آگئی تھی،

شنیف خادم فدیے کے لیے نصف شعبان کو روانہ ہوا، اُس کے ساتھ
سو سوار تھے تیس ترکوں میں سے اور تیس مغربیوں میں سے اور چالیس شاکریہ کے
سواروں میں سے۔ (شنیف نے) جعفر بن عبد الواحد سے جو قاضی القضاۃ تھے
یہ درخواست کی کہ اُس کے لیے مال فدیہ حاضر کرنے کا حکم دے اور کسی شخص کو اپنا

قائم مقام کر دے، اُس نے اُس کے لیے انتظام کر دیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور ساٹھ ہزار کے نفقے کا حکم دیا اور ابن ابی الشوارب کو جو اُس وقت کمسن جوان تھا نائب بنا دیا اور روانہ ہوگیا پھر شنیف سے مل گیا، ایک جماعت اہل بغداد کے متوسط لوگوں کی بھی روانہ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ فدیہ بلاد روم کی نہر لامس پر ۱۲ شوال یوم یکشنبہ ۲۴۱ھ کو واقع ہوا مسلمان مرد قیدیوں میں سات سو پچاسی آدمی تھے اور عورتوں میں سے ایک سو پچیس ۱۲۵،

اسی سال متوکل نے قصبۂ شمشاط کے محصول کو بجائے خراج کے عُشر کر دیا اور اُس کے لیے ایک فرمان نافذ کر دیا۔

اسی سال قوم بجہ نے علاقۂ مصر کی حفاظتی چوکی پر چھاپہ مارا، متوکل نے اُن سے جنگ کرنے کے لیے محمد بن عبد اللہ القمی کو روانہ کیا۔

بربری حملہ اور اُس کا انجام

بیان کیا گیا ہے کہ قوم بجہ اور مسلمان آپس میں اُس قدیم صلح کی بنا پر جو اس کے قبل ہم اپنی اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں جنگ نہیں کرتے تھے نہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان اُن سے لڑتے تھے، وہ لوگ مغربی حبش کی اقوام میں سے ایک قوم تھے، مغرب کے کالے لوگوں میں بجہ، نوبہ، اہل غانۃ الغافر دیبو، رعوین، فرویہ، یکسوم، مکارہ اکرم، اور الخمس ہیں۔

بلاد بجہ میں سونے کی کانیں تھیں جنھیں وہ جو اُن میں کام کرتا تھا اُسے دیا کرتے تھے اور ہر سال سلطان کے عمال متعینۂ مصر کو اپنی کانوں میں سے چار سو مثقال سونے کے پتر بغیر صاف کیے ادا کیا کرتے تھے، پھر جب متوکل کا دور حکومت آیا تو بجہ پے در پے چند سال تک یہ خراج ادا کرنے سے باز رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو مصر کے محکمۂ ڈاک پر مقرر کیا جو یعقوب بن ابراہیم الباذغیسی کہلاتا تھا، ہادی کا آزاد کردہ غلام تھا اور وہ قوصرہ مشہور تھا، اُس کے سپرد مصر، اسکندریہ، برقہ اور اطراف مغرب کی ڈاک کر دی،

یعقوب نے متوکل کو لکھا کہ بجہ نے اُس عہد کو توڑ دیا جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور وہ اپنے شہروں سے نکل کر سرحد کی سونے اور جواہرات کی

کانوں کی طرف چلے گئے جو علاقۂ مصر و بلاد بجہ کے درمیان واقع ہے، انھوں نے اُن چند مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کانوں میں کام کرتے تھے اور سونا اور جواہرات نکالتے تھے، اُن کے بچوں اور عورتوں میں سے چند کو قید کر لیا اور یہ بیان کیا کہ وہ کانیں انھیں کی ہیں جو اُن کے ملک میں ہیں، وہ لوگ مسلمانوں کو اُن میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، اُن کے اس عمل نے اُن تمام مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے وحشت میں ڈال دیا، چنانچہ وہ وہاں سے اپنی اور اپنے بچوں کی جان کے خوف سے واپس آ گئے، اس سے سلطنت کے لیے جو حق خمس اُس سونے اور چاندی اور جواہرات سے جو کانوں سے نکالا جاتا ہے لیا جاتا تھا منقطع ہو گیا،

اس خبر نے متوکل کی ناگواری کو بڑھا دیا اور اُسے غضبناک بنا دیا اُس نے بجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اُسے بتایا گیا کہ وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو بدوی ہیں اور اونٹ اور مویشی والے ہیں، اُن کے بلاد تک پہنچنا دشوار ہے، ناممکن ہے کہ لشکر اُن کے راستے کو پالیں کیونکہ وہ چٹیل میدان اور بیابان ہیں اور دارالاسلام اور اُن کے بلاد کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے جو چٹیل میدان اور سخت پہاڑی ہے، جس میں پانی ہے نہ کھیتی نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے نہ قلعہ جو شخص حکام شاہی میں سے وہاں داخل ہونا چاہے وہ اس امر کا محتاج ہے کہ وہ اس قدر زادِ راہ اپنے ہمراہ لے جائے جو اتنی تمام مدت کے لیے کافی ہو جتنی مدت تک اُن کے بلاد میں قیام ہونے اور دارالاسلام کی طرف واپسی میں صرف ہونے کا گمان ہو اور اگر قیام اُس قدرت سے بڑھ گیا تو وہ بھی ہلاک ہو گا اور جتنے اُس کے ساتھی ہیں وہ بھی، بجہ اُن سب کو بغیر جنگ کیے اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں گے، اُن کا ملک بھی وہ ملک ہے جو سلطان کو خراج وغیرہ بھی کچھ نہیں دیتا، متوکل اُن پر لشکر کشی سے باز آ گیا اُن کی حالت (بغاوت) ترقی کرتی رہی اور اُن کی جرات مسلمانوں پر اس قدر بڑھتی گئی کہ باشندگان صعید مصر اُن سے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف کرنے لگے،

متوکل نے محمد بن عبداللہ المعروف بالقمی کو اُن سے جنگ کرنے کے لیے

والی بنایا، اور اُن مواضع کی امداد یں بھی اُس کے سپرد کردیں، وہ مواضع یہ تھے، قفط، الاقصر، اسنا، ارمنت، اسوان، پہلے اُسے جنگ بجہ سے اطلاع کردی (اور اُسے یہ بھی بتادیا کہ) وہ عنبسہ بن اسحاق الضبی سے جو مصر کے محکمۂ حرب کا عامل ہے مراسلت کرے، اور عنبسہ کو ہر ضرورت کی چیز لشکر و فوج متعینۂ مصر وغیرہ مہیّا کرنے کو لکھ دیا،

عنبسہ نے اس معاملے میں اُس کی ضرورت کو رفع کر دیا اور وہ زمین بجہ کی طرف روانہ ہوگیا وہ تمام لوگ جو کانوں میں کام کرتے تھے اُس سے مل گئے اور ایک جماعت کثیر رضا کاروں کی (بھی)، چنانچہ وہ تمام انسان پیادہ یا سوار جو اُس کے ساتھ تھے قریب بیس ہزار کے ہوگئے، وہ بحر قلزم کی طرف روانہ ہوا۔ اُس نے سات جہاز سمندر میں بار کرائے جو آٹے اور روغن زیتون اور خرما اور ستو اور جو سے پُر تھے، اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اُن کے ساتھ براہ بحر روانہ ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ زمین بجہ کے ساحل پر اُس کے پاس آ دیں اور محمد بن عبد اللہ القمی زمین بجہ میں (براہ خشکی) چلتا رہا یہاں تک کہ وہ اُن کانوں سے متجاوز ہوگیا جن میں سونے کا کام کیا جاتا تھا اور اُن کے قلعوں اور حفاظت کے مقامات تک پہنچ گیا، اور اُس کی طرف ان کا بادشاہ جس کا نام علی بابا اور جس کے بیٹے کا نام لعیس تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد قمی کے ساتھ والے لوگوں سے کئی گنی زیادہ تھی نکل آیا،

قوم بجہ اپنے اونٹوں پر سوار تھی اور اُن کے پاس نیزے تھے، اور اُن کے اونٹ عمدہ تھے جو اصالت میں گھوڑوں کے مشابہ تھے، چنانچہ وہ چند روز تک پے در پے مقابلہ کرتے رہے اور لڑتے رہے اور صحیح طور پر جنگ نہیں کرتے تھے، شاہ بجہ قمی کی مدافعت کرتا رہا تاکہ دن بڑھ جائیں اور رسد اور چارہ جو ان لوگوں کے ساتھ ہے وہ ختم ہوجائے، اور انھیں طاقت نہ رہے - یہ بھوکے مرجائیں تو پھر بجہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کرلیں۔ جب سردار بجہ کو یہ گمان ہوگیا کہ اُن کی رسد تمام ہوگئی تو وہ ساتوں جہاز آپہنچے جنھیں قمی نے بار کرایا تھا، یہاں تک کہ وہ اُس سمندر کے کناروں میں سے ایک ساحل پر جس کا نام صنجہ تھا آنے لگے، قمی نے اپنی

فوج میں سے ایک جماعت کو اُس جگہ روانہ کر دیا تاکہ وہ جہازوں کی بجہ سے حفاظت کریں،

جو سامان اُن جہازوں میں تھا اُسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور اُن کے پاس رسد اور چارہ بافراغت ہو گیا،

سردار بجہ علی بابا نے یہ دیکھا تو اُن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اُن کے لیے لشکر جمع کیا، وہ مل گئے اور نہایت شدید جنگ کرنے لگے۔ اونٹ جن پر وہ لوگ جنگ کر رہے تھے بھڑکنے والے تھے کہ بہت گھبراتے تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے،

جب قمی نے یہ دیکھا تو اُس نے اپنے لشکر کے اونٹوں اور گھوڑوں کے تمام گھنٹے جمع کر لیے اور انھیں گھوڑوں کے گلے میں باندھ دیا اور بجہ پر حملہ کیا اُن کے اونٹ گھنٹوں کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اُن کا خوف بہت بڑھ گیا، کہ وہ انھیں پہاڑوں پر اور میدانوں میں لے بھاگے، اور انھیں بالکل چورہ چورہ کر دیا، قمی نے اپنی فوج کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا اور انھیں قتل اور قید کرنے کے لیے گرفتار کر لیا یہاں تک کہ رات ہو گئی، یہ واقعہ شروع ۲۴۱ھ میں ہوا،

وہ اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوا اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ اُن کے شمار پر قادر نہ ہوا،

جب صبح ہوئی تو قمی نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ اپنے پیادوں کو جمع کر کے کسی ایسے مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ قمی کے تعاقب سے بچ جائیں،

قمی نے اُن سب کو رات ہی میں اپنے سواروں میں گھیر لیا،

اُن کا بادشاہ بھاگ گیا تو اُس نے اُس کا تاج اور سامان لے لیا،

علی بابا نے پناہ طلب کی کہ وہ اپنی مملکت اور بلاد کی طرف واپس چلا جائے قمی نے اُسے پناہ دے دی اُس نے تمام اُس مدت کا خراج کہ جسے اُس نے روک لیا تھا ادا کر دیا اور وہ چار سال کا تھا ہر سال کا چار سو مثقال، اور علی بابا نے اپنی مملکت پر اپنے بیٹے لعیس کو نائب بنا دیا،

قمی علی بابا کو لے کر متوکل کے دربار میں واپس آیا، اس کے پاس آخر ۲۴۱ھ میں پہنچا اسی علی بابا کو ریشمی عبا اور سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کے اونٹ پر بھی دو رخ کا کجاوہ لسا اور ریشمی جھولیں ڈالیں اور اُسے باب عامہ پر قوم بجہ کے ستر لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جو کجاوے والے اونٹوں پر تھے اور ان کے پاس نیزے تھے اور اُن کے نیزوں کی نوک پر اس جماعت کے سر تھے جو اُن کے لشکر میں سے مارے گئے تھے جنھیں قمی نے قتل کیا تھا،

متوکل نے حکم دیا کہ قمی سے عید اضحی ۲۴۱ھ کو (محاصل کا) قبضہ لے لیں، متوکل نے بجہ اور مکہ اور مصر کے درمیانی راستے کا سعد خادم ایتاخی کو حاکم مقرر کیا، سعد نے محمد بن عبد اللہ قمی کو حاکم مقرر کیا قمی علی بابا کو لے کر روانہ ہوا اور وہ اپنے دین پر قائم تھا، چنانچہ اُن میں سے بعض نے بیان کیا کہ اُنھوں نے اُس کے ساتھ ایک بت دیکھا جو بچے کی شکل کا تھا جسے وہ سجدہ کرتا تھا،

اسی سال جمادی الآخرہ میں یعقوب بن ابراہیم عرف قوصرہ کا انتقال ہوا،

اسی سال عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال جعفر دینار حاکم راہ مکہ و حوادث حج نے حج کیا،

واقعات ۲۴۲ھ

زلزلے اس سال کے واقعات میں سے وہ ہولناک زلزلے ہیں جو قومس اور اُس کے خرما کے باغوں میں شعبان میں ہوئے جن سے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے بہت سے آدمی جن پر دیواریں وغیرہ گر پڑیں مر گئے، بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی تعداد پینتالیس ہزار چھیانوے انسانوں تک پہنچ گئی، سب سے بڑا زلزلہ دامغان میں ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال فارس و خراسان و شام میں بھی زلزلے اور بھیانک آوازیں پیدا ہوئیں اور یمن میں اسی سال زلزلہ بھی آیا اور اس کے ساتھ شہر بھی دھنس گیا،

فتنۂ روم اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی کے جو صائفے سے نکلنے کے بعد رومی بھی شمشاط کی طرف سے نکل آئے یہاں تک کہ وہ لوگ آمد کے قریب

ہو گئے پھر جزیرہ کی سرحدوں سے نکل گئے، چند مواضع لوٹ لیے اور دس ہزار آدمی کے قریب قید کر لیے، اُن کا داخلہ قریباس کے موضع ابریق کی طرف سے تھا وہ اپنے شہروں کے ارادے سے واپس ہوئے قریباس اور عمر بن عبداللہ الاقطع اور ایک جماعت رضاکاروں کی اُن کے پیچھے روانہ ہوئی، اُن میں سے کسی کو بھی ان لوگوں نے نہ پایا تو علی بن یحییٰ کو یہ لکھا کہ موسم سرما میں اُن کے شہروں کی طرف روانہ ہو، اسی سال متوکل نے ایک شخص عطارد کو قتل کیا جو نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا مدت دراز تک مسلمان رہا پھر مرتد ہو گیا اُس سے توبہ چاہی گئی، اُس نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کر دیا، ۲ شوال سنہ ۲۴۲ھ کو اُس کی گردن مار دی گئی اور اُسے باب عامہ میں جلا دیا گیا،

اسی سال رجب میں ابو حسان زیادی قاضی شرقیہ کی وفات ہوئی،

اسی سال حسن بن علی بن الجعد قاضی مدینۃ المنصور کی وفات ہوئی،

اسی سال والی مکہ عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا،

واقعات سنہ ۲۴۳ھ

اس سنہ میں ۲۰ ذیقعدہ کو دمشق کی طرف متوکل کی روانگی ہوئی اُس نے کسی شہر میں قربانی کی تو یزید بن محمد المہلبی نے اُس کی روانگی کے وقت یہ شعر پڑھے -

میں یقین کرتا ہوں کہ نحوست عراق میں آگئی　　جبکہ اُن کے امام نے روانگی کا ارادہ کر لیا

اگر تو عراق اور اُس کے باشندوں کو چھوڑ دے گا تو گویا حسینہ طلاق میں مبتلا کر دی جائے گی

اسی سال شعبان میں ابراہیم بن عباس کی وفات ہوئی حسن بن مخلد بن الجراح نائب ابراہیم کو دیوان ضیاع کا حاکم بنایا گیا اور ہاشم بن بنجور کا انتقال ذی الحجہ میں ہوا،

اسی سال عبد الصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور جعفر بن دینار نے جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا حج کیا،

واقعات سنہ ۲۴۴ھ

اس سال کے واقعات میں سے اہ صفر میں متوکل کا دمشق میں داخل ہونا ہے

سامرا کے قریب ایک مقام میں تھا یہاں اُس پر ستتر یا ستانوے دن گزر گئے اُس نے قیام کا ارادہ کر لیا، شاہی دفاتر منتقل کر دیے اور وہاں عمارت بنانے کا حکم دے دیا ترکوں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے وظائف کے لیے درخواست کی، اُس نے اُن کے لیے اس قدر وظائف کا حکم دیا جس سے وہ رضامند ہو گئے پھر شہر حمص وبا پھیل گئی، اور یہ اس لیے ہوا کہ وہاں کی ہوا سرد تر تھی اور پانی ثقیل تھا اور ہوا جو وہاں چلتی تھی اُس میں پانی کے اجزا نہیں ہوتے تھے اور وہ نہایت تیزی سے چلا کرتی تھی یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی تھی وہاں پسو بہت تھے اور نرخ بھی گراں تھا اور درمیان سابلہ اور میرہ کے برف حائل تھی، اسی سال متوکل نے ماہ ربیع الآخر میں بغا کو دمشق سے روم تک جنگ کرنے کو روانہ کیا، اُس نے صائفہ سے جنگ کی، صملہ کو فتح کر لیا، متوکل دمشق میں دو ماہ چند روز مقیم رہا پھر سامرا واپس آیا، اُس نے اپنی واپسی میں دریائے فرات کو اختیار کیا، پھر انبار کی طرف لوٹا پھر انبار سے کنارے کے راستے سے سامرا لوٹا اور ۲۳ جمادی الآخرہ دوشنبہ کو وہاں داخل ہوا، اسی سال متوکل نے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ابو الساج کو مکہ کے راستے پر بجائے جعفر بن دینار کے مقرر کیا میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ اُسے سنہ ۲۴۲ھ میں مکے کے راستے پر مقرر کیا،

آنحضرتؐ کا نیزہ

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس کا نام عنزہ تھا، بیان کیا گیا ہے کہ وہ نجاشی شاہ حبشہ کا تھا اُس نے زبیر بن عوام کو دیا زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، پھر وہ مؤذنوں کے پاس رہتا تھا اور عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لایا جاتا تھا اور میدان میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا آپ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے متوکل نے اسے اپنے آگے لے چلنے کا حکم دیا پولیس افسر اُسے اُس کے آگے لے چلتا تھا، اور اُس کا نیزہ نائب پولیس افسر لے چلتا تھا،

اسی سال بختیشوع پر متوکل نے عتاب کیا اور اُس کا مال ضبط کر لیا اور اسے بحرین کی طرف شہر بدر کر دیا اُس پر ایک اعرابی نے اشعار کہے،

اسی سال مسلمانوں کی عید الاضحیٰ اور نصاریٰ کی شعانین اور یہود کی عید الفطر

جمع ہوگئی،

اسی سال عبد الصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

واقعات ۲۴۵ھ

عمارت جعفریہ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اُس کا نام جعفری رکھا، اسی سال قواد اور اُس کے ساتھیوں کو جاگیریں دی تعمیر میں جدت کی اور محمدیہ میں منتقل ہوگیا تاکہ ماحوزہ کا کام مکمل ہو جائے، قصر مختار وبدیع کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور اُن کی لکڑی جعفری کی طرف منتقل کردی، اور اُس پر جیسا کہ کہا گیا ہے بیس لاکھ دینار سے زائد خرچ کیا اور اُس میں قراء کو جمع کیا جنھوں نے تلاوت کی، اور کھیل تماشے والے آگئے تو انھیں بیس لاکھ درہم عطا کیے متوکل اور اُس کے مصاحبین اُسے خاصۂ متوکلیہ کے نام سے پکارتے تھے، اُس میں ایک محل بنایا جس کا نام لولوہ رکھا کہ بلندی میں جس کا مثل نہیں دیکھا گیا، ایک ایسی نہر کھودنے کا حکم دیا جس کی ابتدا ماحوزہ سے پانچ فرسخ اوپر سے اس موضع سے ہو جس کا نام کرمی ہے تاکہ اُس کے آس پاس کی آب رسانی نہر کے سرے اُس محل تک ہو سکے۔ مواضع جیلتا اور خصاصہ علیا اور سفلی اور کرمی کے لے لینے کا حکم دیا اور اُن کے باشندوں کو اپنے مکانات اور زمین بیچنے پر برانگیختہ کیا وہ لوگ اس پر مجبور کیے گئے تاکہ اُن مواضع کے کل مکانات اور زمینیں اس نہر کے لیے ہو جائیں اور اُن لوگوں کو اُن مواضع سے نکال دے، نہر کے خرچ کے لیے بیس لاکھ دینار مقرر کیے، اور اُس پر خرچ کرنے کے لیے ذی الحجہ ۲۴۵ھ میں دلیل بن یعقوب نصرانی کاتب بغا کو مقرر کیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو نہر کھودنے میں لگا دیا جو اُس میں کام کرتے تھے، چنانچہ دلیل کام کرتا رہا اور مال پر مال اُٹھاتا رہا اور اُس کا اکثر حصہ کاتبوں میں تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ متوکل

قتل کر دیا گیا شہر برباد ہو گئی، جعفریہ ویران و منہدم ہو گیا اور شہر کا کام ناتمام رہ گیا،

اسی سال بلاد مغرب میں ایسے زلزلے آئے کہ قلعے مکانات اور پل منہدم ہو گئے متوکل نے تیس لاکھ روپیہ اُن لوگوں پر صرف کرنے کا حکم دیا جن پر اُن کے مکانوں میں مصائب نازل ہوئے،

اسی سال عسکر مہدی بغداد میں زلزلہ آیا اور مدائن میں بھی،

اسی سال قیصر روم نے مسلمان قیدیوں کو بھیجا، اور جو لوگ اُس کے پاس قید تھے اُن کا فدیہ طلب کرنے کو بھیجا،

اور جو بوڑھا شخص شاہ روم کی جانب سے متوکل کی طرف قاصد بن کر آیا وہ اطرو بلیس کے نام سے پکارا جاتا تھا، اُس کے ساتھ ستتر مسلمان قیدی تھے جنھیں میخائیل بن توفیل شاہ روم نے متوکل کو ہدیۃً بھیجا تھا اور اس کی آمد اسی سنہ میں ۲۵ صفر کو ہوئی وہ شنیف خادم کا مہمان ہوا، متوکل نے نصر بن الازہر شیعی کو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ روانہ کیا، وہ اسی سال روانہ ہوا اور فدیے کا معاملہ ۲۴۶ھ سے پہلے نہیں ہوا،

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال شوال میں انطاکیہ میں ایسی حرکت شدیدہ اور زلزلہ محسوس ہوا جس نے خلق کثیر کو قتل کر دیا اور اس سے پندرہ سو مکانات گر پڑے، شہر پناہ کے کچھ اوپر نوّے برج گر پڑے اور مکانات کے روشندانوں سے ایسی خوفناک آوازیں لوگوں کو سنائی دیں جن کی حالت کو وہ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے، اور اس کے باشندے بیابانوں میں بھاگ گئے، اور اس کا کوہ اقرع ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا، اُس روز دریا میں ہیجان پیدا ہو گیا اور اُس پہاڑ سے بدبودار تاریکی پھیلانے والا سیاہ دھواں بلند ہوا اور اُس سے ایک فرسخ تک نہر خشک ہو گئی کہ نہ معلوم کہاں چلی گئی اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے اہل تنیس نے مصر میں ایک ایسی مسلسل خوفناک آواز سنی جس سے بہت لوگ مر گئے،

اسی سال الس، رقہ، حران، راس عین، حمص، دمشق، رملا، طرطوس، مصیصہ، آذنہ اور سواحل شام میں زلزلہ آیا اور لاذقیہ میں ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے نہ کوئی گھر باقی رہا اور نہ کوئی اُس کا باشندہ بچا سوائے چند کے اور جبلہ مع اپنے باشندوں کے

غائب ہوگیا،

اسی سال مکے کا چشمہ مشاش خشک ہوگیا، یہاں تک کہ مکے میں ایک مشک پانی کی قیمت اسی درہم تک پہنچ گئی، متوکل کی ماں نے کچھ روپیہ بھیجا جو وہاں خرچ کیا گیا،

اسی سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور سوار بن عبداللہ اور ہلال رازی کی وفات ہوئی،

اسی سال نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا،

ابن سلمہ کی ہلاکت

مجھ سے حارث بن ابی اسامہ نے اُس کے حالات میں سے بعض وہ باتیں بیان کیں جو مجھے بھی یاد ہیں اور بعض اس کے علاوہ کہ نجاح بن سلمہ دفتر فرمان و نگرانی اہل کاراں پر مقرر تھا اور اس کے قبل ابراہیم بن رباح جوہری کا کاتب تھا، اور وہ جاگیروں پر مامور تھا چنانچہ تمام اہل کار اُس سے ڈرتے تھے اور اُس کی ضروریات پوری کرتے تھے اور کسی کو اس کے ارادے سے روکنے کی طاقت نہ تھی، متوکل بسا اوقات اُسے ندیم و ہمنشین بناتا تھا۔ حسن بن مخلد اور موسیٰ بن عبدالملک کی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان سے جو وزیر متوکل تھا تنہائی میں صحبت رہتی تھی وہ دونوں اُس کے پاس جایا کرتے تھے جب وہ اُنھیں اس کا حکم دیتا تھا حسن بن مخلد دفتر جاگیر پر مامور تھا اور موسیٰ دفتر خراج (محصول) پر، نجاح بن سلمہ نے ایک رقعہ متوکل کو حسن و موسیٰ کے بارے میں لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور ان امور میں تقصیر کی ہے جن پر وہ مامور ہیں وہ چار کروڑ درہم اُن دونوں سے برآمد کرادے گا، متوکل نے اُسے اپنے پاس بلایا اور شب اُس کے ساتھ گزاری اور کہا اے نجاح خدا اُسے برباد کرے جو تمھیں برباد کرے، کل صبح ہونے دو تو میں ان دونوں کو تمھارے سپرد کردوں گا صبح ہوئی اور متوکل نے اپنے مصاحبین کو ترتیب سے بٹھا دیا اور کہا اے فلاں تو حسن کو گرفتار کرلے اور اے فلاں تو موسیٰ کو گرفتار کرلے، صبح کے وقت نجاح بھی متوکل کے پاس آیا، عبیداللہ سے ملا، عبیداللہ نے اُسے یہ حکم دیا کہ متوکل سے پوشیدہ ہوجائے، پھر اُس سے کہا کہ اے ابوالفضل

واپس چلو تاکہ ہم اور تم اس معاملے میں غور کریں میں تمھیں ایسی بات کا مشورہ دوں گا جس میں تمھارے لیے بہتری ہوگی، اُس نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمھارے اور اُن دونوں کے درمیان صلح کرا دوں گا تم ایک رقعہ لکھ دو اُس میں یہ ذکر ہو کہ تم شراب پیے ہوئے تھے اور تم نے اُن چیزوں کے متعلق گفتگو کی ہے جن میں نظرِ ثانی کی حاجت ہے میں امیر المومنین کے یہاں بات بنالوں گا، پھر وہ اُسے فریب دیتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اُس مضمون کا رقعہ لکھ دیا جس کا اُس نے حکم دیا تھا، پھر اُس نے وہ رقعہ متوکل کے یہاں داخل کر دیا اور کہا،

اے امیر المومنین جو کچھ نجاح نے کل کہا تھا اُس سے اُس نے رجوع کر لیا، اور یہ رقعہ موسیٰ و حسن کا ہے وہ دونوں اُسے قبول کرتے ہیں جو انھوں نے لکھا ہے آپ اُن سے وہ رقم لے لیجیے جس کی اُنھوں نے ذمہ داری کی ہے پھر ان دونوں پر مہربانی فرمایئے اُن دونوں سے تقریباً اتنا لے لیجیے جتنے کی اُن کی جانب سے ذمہ داری کی گئی ہے،

متوکل خوش ہوا اور اُس کے لالچ میں آگیا جو عبید اللہ نے کہا تھا، پھر عبید اللہ نے کہا کہ نجاح کو ان دونوں کے سپرد فرما دیجیے، وہ دونوں اسے لے گئے ان دونوں نے اُس کے سر سے اُس کی ٹوپی اُتارنے کو کہا جو ریشم کی تھی اُسے سردی محسوس ہوئی تو اُس نے کہا کہ افسوس ہے اے حسن میں سردی محسوس کرتا ہوں، اس نے اس کے سر پر اُس کی ٹوپی پہنا دینے کا حکم دیا، اور اُسے موسیٰ دفتر خراج لے گیا، دونوں اُس کے دونوں بیٹوں ابو الفرج و ابو محمد کی طرف روانہ ہوئے، ابو الفرج گرفتار کر لیا گیا اور ابو محمد ابن بنت حسن بن شنیف فرار ہو گیا اُس کا کاتب اسحاق بن سعد بن مسعود القطربلی اور عبد اللہ بن مخلد المعروف بابن البواب جس کی تنہائی میں نجاح سے صحبت رہتی تھی گرفتار کر لیا گیا،

نجاح اور اُس کے بیٹے نے قریب ایک لاکھ چالیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا، علاوہ اپنی بغداد اور سامرا کی جائدادوں اور فرشوں اور محلوں کی قیمت کے اور علاوہ اپنی کثیر جائداد کے،

حسن نے ان تمام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کئی مرتبہ اسے ایسی جگہ

کوڑوں سے مارا جو مارنے کی جگہ نہ تھی، قریب دو سو کوڑے مارے، اُسے دبوچا گیا اور گلا دبایا گیا، اُس کا گلا موسیٰ الفرانق اور معلوف نے دبایا، لیکن حارث نے کہا ہے کہ اُس کے دونوں خصیے اس قدر دبائے گئے کہ وہ مر گیا،

وہ اسی سال ۲۲ ذی قعدہ یوم دوشنبہ کو صبح کو مرا، اُس نے اُس کے غسل دینے اور دفن کرنے کا حکم دیا، رات کو دفن کیا گیا، اُس کے بیٹے محمد اور عبد اللہ بن مخلد اور اسحاق بن سعد کو تقریباً پچاس پچاس کوڑے مارے گئے،

اسحاق نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور عبید اللہ بن مخلد نے پندرہ ہزار دینار دینے کا، اور کہا گیا ہے کہ بیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا، جو بیٹا اُس کا احمد ابن بنت حسن بھاگ گیا تھا اُس پر بھی بعد موت نجاح قابو پا لیا گیا، پھر اُسے کچہری میں قید کر دیا گیا، جو کچھ نجاح اور اُس کے بیٹے ابو الفرج کے گھر میں اسباب تھا سب لے لیا گیا، اور اُن کے مکانات اور جائدادیں جہاں کہیں تھیں قبضے میں لے لی گئیں، اور اُن کے عیال کو نکال دیا گیا، اُن کے وکیل ملاب عیش کو جو ابن عیاش تھا گرفتار کر لیا گیا، اُس نے بھی بیس ہزار دینار کا اقرار کیا اور حسن بن سہل بن نوح اہوازی اور حسن بن یعقوب بغدادی کی تلاش میں کسے بھیجا گیا، اور اُس کی وجہ سے ایک قوم گرفتار کر کے قید کر دی گئی،

سبب ہلاک میں اس کے علاوہ بھی مذکور ہے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ عبید اللہ بن یحییٰ ابن خاقان کے خلاف تھا، اور عبید اللہ متوکل پر قابو پائے ہوئے تھا اور وزارت اور امور عامہ اُسی کے سپرد تھے اور نجاح کے فرمان عامہ سپرد تھا، جب متوکل نے محل جعفری بنانے کا ارادہ کیا تو اُس سے نجاح نے کہا جو اُس کے مصاحبوں میں سے تھا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے لیے ایک ایسی قوم نامزد کرتا ہوں کہ آپ انھیں میرے سپرد کر دیں تاکہ میں آپ کے لیے اُن سے اتنے اموال وصول کرادوں جن سے آپ کا یہ شہر تعمیر ہو جائے، کیونکہ اُس کے تعمیر کرنے میں آپ کو اس قدر مال کی ضرورت ہوگی جس کی مقدار بھی بڑی ہے اور اُس کا تذکرہ بھی بڑا ہے اُس نے کہا کہ اُن کا نام لو،

اُس نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اُن لوگوں کا ذکر تھا، موسیٰ بن عبد الملک

اور عیسیٰ بن فرخانشاہ نائب حسن بن مخلد اور حسن بن مخلد اور زیدان بن ابراہیم نائب موسیٰ بن عبدالملک اور عبیداللہ بن یحییٰ اور اُس کے دونوں بھائی عبداللہ بن یحییٰ اور زکریا، اور میمون بن ابراہیم اور محمد بن موسیٰ منجم اور اُس کا بھائی احمد بن موسیٰ، اور علی بن یحییٰ ابن ابی منصور اور جعفر معلوف دفتر خراج کا مستخرج اور ان کے علاوہ قریب بیس آدمی، یہ متوکل کو ایسے موقع سے بتایا کہ اُسے پسند آیا اور اُس نے کہا کہ صبح کو سویرے آنا، جب صبح ہوئی تو اُسے اس معاملے میں کچھ شک نہیں ہوا عبیداللہ بن یحییٰ نے متوکل سے بحث کی اور اُس سے کہا کہ یا امیر المومنین اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ بغیر مصیبت میں ڈالے کسی کو نہ چھوڑے نہ کاتب کو نہ قائد کو نہ عامل کو، تو اے امیر المومنین پھر کون ان خدمتوں کے لیے کھڑا ہوگا،

نجاح صبح کو آیا تو عبیداللہ نے اُسے اُس کی جگہ پر بٹھا دیا اور اُس کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی، موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد حاضر کیے گئے اُن سے عبیداللہ نے کہا کہ اگر وہ (نجاح) امیر المومنین کے یہاں داخل ہوگیا تو امیر المومنین تم دونوں کو اُس کے حوالے کردیں گے پھر وہ تم دونوں کو قتل کردے گا اور جس کے تم دونوں مالک ہو لے لے گا، لہٰذا تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں ایک رقعہ لکھو جس میں بیس لاکھ دینار کا دینا قبول کرو، ان دونوں نے اپنے قلم سے رقعہ لکھ دیا اور عبیداللہ بن یحییٰ نے وہاں پہنچا دیا اور امیر المومنین کے اور نجاح اور موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کے درمیان آمد و رفت کرنے لگا اور موسیٰ و حسن کی مدد کرتا رہا، پھر دونوں کو متوکل کے پاس پہنچا دیا، تو ان دونوں نے اس رقم کی ذمہ داری کرلی اور وہ یعنی عبیداللہ ان دونوں کے ساتھ نکل آیا پھر اُس نے اُسے نجاح کو اُن دونوں کے حوالے کردیا حالانکہ تمام لوگ خواص اور عوام اور وہ دونوں خود بھی اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں اور عبیداللہ بن یحییٰ اُس بات کی وجہ سے جو نجاح اور متوکل کے درمیان ہو چکی ہے نجاح کے سپرد کردیئے جائیں گے، اُن دونوں نے نجاح کو گرفتار کرلیا اور موسیٰ بن عبدالملک اُسے سزا دینے کے لیے مامور ہوا اُس نے اُسے سامرا کے دیوان خراج میں قید کرایا، اور اُسے بہت سے دُرّے مارے متوکل نے یہ حکم دیا کہ اُس کے کاتب اسحاق بن سعد پر جو اُس کے خاص امور اور اُس کے ایک لڑکے کی جائداد کے

کام پر مقرر تھا اس کا دس ہزار دینار کا تاوان ڈالا جائے اور اُسے حلف دیا جائے اور یہ کہا کہ اُس نے خلیفہ واثق کے زمانے میں جبکہ وہ عمر بن فرج کا قائم مقام تھا مجھ سے پچاس دینار لیے تب میرا وظیفہ کھولا تھا، لہٰذا ہر دینار کے بدلے ہزار دینار لے لو اور ایک ہزار زیادہ جیساکہ اُس نے زیادہ لیا چنانچہ وہ قید کر دیا گیا اور اُس پر تین قسطیں مقرر کر دی گئیں، اور اُس وقت تک رہا نہیں کیا گیا جب تک کہ اُس نے بعجلت ایک قسط سترہ ہزار دینار کی ادا نہ کر دی، باقی کے ضامن لینے کے بعد رہا کیا گیا عبداللہ بن مخلد کو گرفتار کیا گیا پھر اُس پر سترہ ہزار دینار کا تاوان ڈالا گیا،

عبیداللہ نے حسین ابن اسماعیل جو متوکل کا ایک دربان تھا اور عتاب بن عتاب کو متوکل کی جانب سے روانہ کیا کہ وہ نجاح کے پچاس کوڑے مارے اگر وہ اس کا اقرار نہ کرے اور ادا نہ کرے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے،

اُس نے اُسے مارا، پھر دوسرے دن بھی اسی طرح مار کا اعادہ کیا، پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی اعادہ کیا، نجاح نے کہا کہ امیر المومنین کو (یہ پیام) پہنچا دو کہ میں مرگیا، موسیٰ بن عبدالملک نے جعفر معلوف کو اور اُس کے ساتھ (دیوان خراج) کے مددگاروں میں سے دو مددگاروں کو حکم دیا انھوں نے اُس کی شرمگاہ کو اس قدر دبایا کہ وہ سرد ہو گیا اور مرگیا،

صبح ہوئی تو ایک سوار متوکل کی طرف روانہ کیا گیا جس نے حادثۂ وفات نجاح کی اُسے خبر دی، متوکل نے ان دونوں (موسیٰ وحسن) سے کہا کہ میں اپنا وہ مال چاہتا ہوں جس کی تم دونوں نے ضمانت کی ہے؟ انھوں نے اُس سے بہانہ کر دیا ان دونوں نے اُس کے (نجاح کے) اور اُس کے لڑکے تمام مال پر قبضہ کر لیا، ابوالفرج کو قید کر دیا جو ابی صالح بن یزداد کی جانب سے انتظام جائداد کے دفتر پر مقرر تھا، اور اُس کے کُل اسباب اور تمام ملک پر قبضہ کر لیا، اور اُس کی جائداد پر لکھ دیا کہ "یہ امیر المومنین کی ہے" اور جہاں تک بنا یہ دونوں اُس کے ساتھیوں کو گرفتار کرتے رہے،

متوکل جب پیتا تھا تو بسا اوقات ان دونوں سے کہا کرتا تھا کہ یا تو میرے کاتب (نجاح) کو واپس کرو ورنہ مال لاؤ، دیوان عامہ کے کام کا انتظام بھی عبیداللہ بن یحییٰ کے کام کے ساتھ ملا دیا گیا اُس نے اس پر اپنے چچا کے بیٹے یحییٰ بن عبدالرحمن ابن خاقان کو

خلیفہ بنا دیا، اور موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مخلد کی یہی حالت رہی کہ متوکل ان دونوں سے اُن مالوں کا مطالبہ کرتا رہا جس کے یہ نجاح کی جانب سے ضامن ہوئے تھے، اس حالت کو زیادہ وقفہ نہ گزرا تھا کہ قصر جعفری سے منتصر کی مشایعت کے لیے موسیٰ بن عبد الملک سوار ہوا اور اُس نے اپنی منزل کے لیے جو اُسے محل تک پہنچاتی ہے سامرا کا ارادہ کیا تھا، چنانچہ اُسے پہنچایا اور تھوڑی دیر اُس کے ساتھ رہا پھر واپسی کے ارادے سے پلٹا۔ جب وہ چل رہا تھا یکایک ایک چیخ مار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پکڑو، وہ دوڑ پڑے تو وہ اُن کے ہاتھوں پر بے حس ہو کے گر پڑا اُسے اُس کے مکان پر پہنچا دیا گیا۔ وہ ایک شبانہ روز زندہ رہا پھر مر گیا، اس کے بعد دیوان خراج پر بھی عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا گیا، اس نے احمد بن اسرائیل کاتب معتز کو اس پر خلیفہ بنا دیا اور وہ جب بھی اُس کا خلیفہ تھا جب یہ کتابت معتز پر تھا،

زبان خلق قصافی نے ان واقعات میں یہ اشعار کہے:

نجاح زمانے کے حملے سے ڈرتا نہ تھا، یہاں تک کہ اُس سے گزر کر موسیٰ و حسن کی بھی نوبت آگئی،

صبح اس طرح ہوئی کہ وہ آزاد لوگوں کی نعمتیں چھینتا تھا، پھر شام ہوئی تو خود اُس کا مال اور بدن چھینا ہوا تھا

اسی سال رجب میں بختیشوع طبیب کو ایک سو پچاس کوڑے مارے گئے اور بیڑیاں ڈال کر قید خانے میں قید کر دیا گیا،

اسی سال رومیوں نے سمیساط پر ڈاکہ ڈالا اور قریب پانچ سو آدمی کے قتل و قید کیے،

صائفہ علی بن یحییٰ ارمنی نے صائفہ کی جنگ کی،

اہل لولوۃ نے تیس دن تک اپنے رئیس کو اُس پر چڑھنے سے روکا پھر شاہ روم نے ان کے پاس ایک بطریق (سردار) کو بھیجا کہ وہ اس اقرار پر ان میں سے ہر ایک کے لیے ہزار دینار کا ذمہ لے کہ وہ لولوۃ اُس کے حوالے کر دیں، انھوں نے اُس بطریق کو اپنی طرف چڑھا لیا پھر اُن کے بقیہ وظائف بھی دیے گئے اور جو کچھ انھوں نے

چاہا وہ بھی انھوں نے لولوۂ اور وہ بطریق ذی الحجہ میں بلکاجور کے حوالے کر دیا،
اور وہ بطریق کہ جسے شاہ روم نے اُن کے پاس بھیجا تھا نعیشط کہلاتا تھا جب اہل لولوہ نے
اُسے بلکاجور کے حوالے کر دیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی بن یحیٰی ارمنی اسے متوکل کے پاس لے گیا تو
متوکل نے اسے فتح بن خاقان کے حوالے کیا چنانچہ اُس نے اُس پر اسلام پیش کیا تو
اُس نے انکار کیا مسلمانوں نے اُس سے کہا کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اُس نے کہا تم جانو
اور قیصر روم نے لکھا کہ وہ اُس کے بدلے ایک ہزار آدمی مسلمانوں میں سے دے گا،

اسی سال محمد بن سلیمان بن عبد اللہ ابن محمد ابن امام ابراہیم نے جو مکے کا حاکم تھا
اور زینبی مشہور تھا لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال ۱۱ ربیع الاول یوم شنبہ و ۱۷ حزیران و ۲۸ اردی بہشت ماہ کو متوکل
کی سالگرہ تھی جس میں اُس نے اہل خراج کے لیے ادائے خراج میں مہلت کی رعایت کی تھی چنانچہ
بحتری طائی نے کہا کہ سالگرہ کا دن اُس زمانے سے مل گیا جس کو اردشیر نے
ایجاد کیا تھا،

واقعات ۲۴۶ھ

صوائف اُن واقعات میں عمر بن عبد اللہ الاقطع کی صائفہ سے جنگ ہے جس میں
اُس نے سات ہزار فوج نکالی تھی، اور قربیاس کی جنگ ہے جس میں
اُس نے پانچ ہزار فوج نکالی تھی، اور فضل بن قارن کی بیس جہازوں میں بحری جنگ ہے
جس میں اُس نے قلعۂ انطاکیہ کو فتح کر لیا، اور جنگ بلکاجور ہے جس میں اس نے
غنیمت و قیدی حاصل کیے، اور صائفہ میں علی بن یحیٰی ارمنی کی جنگ ہے جس میں
اُس نے پانچ ہزار فوج اور قریب دس ہزار چوپائے اور گھوڑے گدھے چھین لیے تھے،

اسی سال متوکل اپنے اُس محل کی طرف منتقل ہوا جسے اس نے ماحوزہ میں بنایا تھا،
اسی سال یوم عاشورا میں وہ اُس میں داخل ہوا،

فدیہ اسی سال صفر میں علی بن یحییٰ ارمنی کے ہاتھوں فدیہ ادا ہوا، چنانچہ دو ہزار تین سو سترسٹھ ۲۳۶۷ آدمیوں کا فدیہ ادا کیا گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فدیہ اسی سال جمادی الاولیٰ سے پہلے تمام نہیں ہوا،

نصر بن الازہر شیعی سے کہ فدیئے کے معاملے میں شاہ روم کی طرف متوکل کا قاصد تھا مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ جب میں قسطنطنیہ گیا شاہ میخائیل کے مکان پر مع اپنی فوج اور تلوار اور خنجر اور ٹوپی کے حاضر ہوا تو میرے اور بادشاہ کے ماموں بطرناس کے درمیان جو شاہی شان کا سردار تھا مناظرہ ہونے لگا اور اُن لوگوں نے مجھے مع میری فوج و تلوار کے اندر جانے دینے سے انکار کیا، پھر مجھ سے کہا واپس ہو تو میں واپس ہو گیا، پھر میں راستے سے پلٹا اور میرے ساتھ ہدایا تھے، قریب ایک ہزار نافۂ مشک اور ریشمی کپڑے اور زعفران کثیر اور نادر تحفے تھے اور برجان کے وفود کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے پاس آئے تھے (اندر جانے کی) اجازت مل گئی تھی اور میں نے ان ہدایا کو جو میرے ساتھ تھے اٹھایا اور اُس کے پاس داخل ہو گیا تو وہ ایک تخت بالائے تخت پر بیٹھا تھا اور بطریق (سردار لوگ) اُس کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے، پھر میں نے سلام کیا اور بڑے تخت کے کنارے پر بیٹھ گیا اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ تیار کی گئی تھی اور میں نے ہدایا اُس کے سامنے پیش کر دیئے اور اُس کے سامنے تین ترجمان تھے، ایک غلام فرش بچھانے والا جو مسرور خادم کا تھا اور ایک غلام عباس بن سعید جوہری کا اور اُس کا قدیم ترجمان تھا جسے سرخون کہا جاتا تھا، چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اُس کے (بادشاہ) کے پاس کیا (پیام) پہنچائیں، میں نے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اُس پر تم لوگ کچھ بڑھانا نہیں، پھر وہ لوگ سامنے آگئے جو کچھ میں کہتا تھا اُس کا ترجمہ کرنے لگے پھر اُس نے میرے ہدایا قبول کر لیے اور ان وفود میں سے کسی کے لیے کوئی حکم نہیں دیا اور مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور میرا اکرام کیا اور میرے لیے اپنے نزدیک ایک منزل تیار کرائی، پھر میں نکلا اور اپنی منزل میں گیا اور اُس کے پاس اہل لولوۃ آئے جنھوں نے اُس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اور نصرانیت کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا اور اُنھوں نے اُن مسلمانوں میں سے

دو آدمیوں کو روانہ کیا جو اُس میں مقیم تھے، کہا نصر بن ازہر شیعی نے کہ وہ قریب چار مہینے تک مجھ سے غافل بنا رہا یہاں تک کہ اُس کے پاس مخالفت اہل لولوہ اور اُن کے اُس کے قاصدوں کے گرفتار کر لینے اور عرب کے لولوہ پر غالب آجانے کے بارے میں خط آیا تو پھر دوبارہ انھوں نے مجھ سے گفتگو شروع کی، اور میرے اور اُن کے درمیان میں فدیئے کے بارے میں یہ امر قرار پایا کہ وہ لوگ اُن سب کو دے دیں جو اُن کے پاس ہیں اور میں اُن سب کو دے دوں جو میرے پاس ہیں، اور میرے پاس ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھے اور وہ تمام قیدی جو اُن کے قبضے میں تھے دو ہزار سے زیادہ تھے جن میں بیس عورتیں تھیں جن میں دس بچے تھے،

انھوں نے میرے جواب میں باہم حلف کرنے کو کہا، پھر میں نے اُس کے ماموں سے حلف چاہا چنانچہ اُس نے میخائیل کی طرف سے حلف کیا، پھر میں نے کہا اے بادشاہ آپ کی طرف سے آپ کے ماموں نے حلف کیا ہے لہذا یہ قسم آپ کے لیے بھی لازم ہو گئی، اُس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں، اور میں نے بلاد روم میں داخل ہونے سے نکلنے تک کبھی اُس کو کوئی بات کہتے نہیں سنا، سوائے اس کے کہ ترجمان کہتا تھا اور وہ سنتا تھا پھر سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کہہ دیتا تھا اور کلام نہیں کرتا تھا، اور اس کا ماموں اُس کے کام کا مدبر تھا، میں اُن قیدیوں کو جو اُس کے پاس تھے اچھے حال میں لے کے نکلا، پھر جب ہم لوگ فدیے کے مقام پر پہنچ گئے تو ہم نے یہ سب اور وہ سب رہا کر دیئے اور اُن مسلمانوں کی تعداد جو ہمارے قبضے میں آ گئے دو ہزار سے زیادہ تھی اور ان میں ایک تعداد اُن کی بھی تھی جو نصرانی بن گئے تھے اور جو اُن کے قبضے میں گئے اُن کی تعداد ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھی اور وہ جماعت جو نصرانی بن گئی تھی اُن کے متعلق شاہ روم نے یہ کہا کہ میں تم سے نصرانیت کو قبول نہ کروں گا جب تک کہ تم فدیئے کے مقام پر پہنچ جاؤ پھر جو شخص چاہے کہ میں اُسے نصرانیت میں قبول کروں تو وہ مقام فدیہ سے واپس آجائے ورنہ تاوان دے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا جائے، اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے اہل مغرب تھے اور زیادہ تر

جو نصرانی ہوئے قسطنطینیہ میں ہوئے اور وہاں کے دو سنار تھے جو نصرانی ہو گئے تھے وہ دونوں قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے، پھر ان مسلمانوں میں سے جن پر شاہ روم غالب آگیا تھا بلاد روم میں کوئی نہ رہا سوائے ان سات آدمیوں کے جن میں سے پانچ وہ تھے جو سقلیہ سے لائے گئے تھے جن کا فدیہ اس شرط پر ادا کیا گیا کہ وہ سقلیہ پہنچا دیئے جائیں اور دو شخص لولوۂ کے باشندوں میں سے تھے جنھیں میں نے چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ انھیں قتل کر دو کیونکہ ان دونوں نے نصرانیت کی طرف میلان ظاہر کیا تھا،

اسی سال شعبان و رمضان میں اہل بغداد پر اکیس دن تک پانی برسا یہاں تک کہ اینٹوں پر گھاس اُگ آئی،

اسی سال متوکل نے نماز عید الفطر جعفریہ میں پڑھی، اور عبد الصمد بن موسیٰ نے جعفریہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور سامرا میں کسی نے نماز نہیں پڑھی،

اسی سال یہ خبر آئی کہ اطراف بلخ سے ایک راستے میں جو دہقانوں کی طرف منسوب ہے خون خالص برسا،

اسی سال محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے حج کیا وہی حوادث موسم کا حاکم تھا،

اسی سال اہل سامرا نے رویت کی بنا پر دوشنبہ کو عید اضحیٰ منائی اور اہل مکہ نے سہ شنبہ کو،

واقعات ۲۴۷ھ

متوکل کا قتل

اس کا سبب جیسے یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے وصیف کی اصبہان و الجبل

اور اُس کے مواضع کی جاید اد پر قبضہ کر لینے کے لیے فتح بن خاقان کو خطوط لکھنے کا حکم دیا، اس کے متعلق خطوط لکھ دیئے گئے اور اس بنا پر مُہر کے لئے بھیج دیئے گئے، کہ ۵ شعبان کو پنجشنبہ کا دن آگیا تھا، پھر یہ خبر وصیف کو پہنچ گئی اور اُس کے معاملے میں جو حکم دیا گیا تھا وہ اُسے یقین آگیا اور متوکل نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رمضان کے آخر جمعہ میں لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائے،

شروع رمضان ہی میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ امیر المومنین لوگوں کو آخر جمعۂ رمضان کی نماز پڑھائیں گے، لوگ اس کے لیے جمع ہونے لگے اور اکھٹا ہو گئے، اور بنی ہاشم بغداد سے اپنی درخواستیں پیش کرتے اور اُس سے کلام کرنے نکلے کہ جب وہ سوار ہو تو (پیش کریں)،

جب اُس جمعے کا دن آیا تو اُس نے نماز کے لیے سوار ہونے کا ارادہ کیا، عبید اللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اہل بیت میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے اور بعض دادخواہ ہیں اور بعض طالب حاجت، اور امیر المومنین کو ضیق صدر اور حرارت کی شکایت ہے، اس لئے اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ اپنے ولی عہد کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اور ہم سب اُس کے ساتھ ہوں، تو ایسا کریں، اُس نے کہا میری بھی وہی رائے ہے جو تم دونوں کی رائے ہے منتصر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا،

جب منتصر چلا کہ نماز پڑھانے کے لیے سوار ہو تو اُن دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک رائے اور مناسب سمجھی ہے، اور امیر المومنین کی رائے بہت برتر ہے، اُس نے کہا وہ کیا ہے مجھ سے بیان کرو، اُن دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ابو عبد اللہ المعتز باللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجیے تا کہ وہ اس یوم شریف سے شرف حاصل کریں، کیونکہ اُن کے اہل بیت اور لوگ سب جمع ہیں، اللہ انھیں (اس شرف کو) پہنچائے،

معتز کے یہاں اس سے ایک دن قبل بچہ پیدا ہوا تھا معتز کو حکم دیا پھر وہ سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر منتصر اپنی منزل میں جو جعفریہ میں تھی ٹھہر گیا، اور یہ واقعہ اُن واقعات میں سے ہے جن سے منتصر کے اشتعال میں زیادتی ہوئی،

جب معتز اپنے خطبے سے فارغ ہوا تو عبید اللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان اُس کی طرف کھڑے ہو گئے، پھر ان دونوں نے اُس کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا، معتز نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ لوگ اُن کے ساتھ خلافت کی سواری میں اور سارا عالم اُس کے آگے تھا، یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور وہ دونوں اُس کے ساتھ تھے اور اُسی کے ساتھ داؤد بن محمد بن ابی العباس طوسی بھی داخل ہوا،

داؤد نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں، اس نے کہا، کہو، تو کہا واللہ اے امیر المومنین میں نے امین اور مامون اور معتصم کو بھی دیکھا ہے اور واثق باللہ کو بھی دیکھا ہے، مگر واللہ میں نے کسی شخص کو منبر پر اس قدر اچھا باعتبار حاجت روائی کے اور نہ اس قدر اچھا باعتبار فی البدیہہ تقریر کرنے کے اور نہ اس قدر بلند آواز اور نہ اس قدر شیریں زبان اور نہ اس قدر نصیحت کرتے ہوئے الا المعتز باللہ سے زیادہ نہیں دیکھا، اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ اُنھیں آپ کی بقا کے طفیل میں عزت دے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں اُن کی زندگی سے فائدہ مند کرے، متوکل نے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں خیر سنائے اور ہمیں تمھاری زندگی سے فائدہ مند کرے،

جب یکشنبہ ہوا اور یہی عید الفطر کا دن تھا تو متوکل کو کچھ سستی بیماری محسوس ہوئی اُس نے کہا کہ منتصر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اُس سے کہا کہ اے امیر المومنین لوگ جمعے کے دن بھی امیر المومنین کے دیدار کے منتظر رہے وہ جمع ہوئے اور اکھٹا ہوئے اور پھر امیر المومنین سوار نہ ہوئے، اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین سوار نہ ہوئے تو لوگ اُن کی بیماری کی خبر اڑائیں گے اور اُن کے معاملے میں چرچا کریں گے، اگر امیر المومنین کی یہ رائے ہے کہ وہ اپنی سواری سے دوستوں کو خوش کریں اور دشمنوں کو مایوس کر دیں تو ایسا کریں، اُس نے اُنھیں اپنی سواری کے لیے تیاری اور انتظام کا حکم دیا، پھر سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے مکان میں واپس آگیا، اس دن بھی

اور دوسرے دن بھی اس طرح رہا کہ اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا،
بیان کیا گیا ہے کہ وہ عید کے دن اس طرح سوار ہوا کہ قریب چار میل تک اس کے لیے صفیں کھڑی کر دی گئی تھیں اور لوگ اس کے آگے پیدل چل رہے تھے، پھر اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے محل کی طرف واپس ہوا، پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ میں نے اس گروہ کی کثرت دیکھی اور ان سب کو اپنا زیر دست دیکھا اس لیے میں نے پسند کیا کہ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کروں،
جب عید کی صبح ہوئی (یعنی دوسرا دن ہوا) تو اس دن بھی اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا، پھر جب تیسرا دن ہوا اور اس دن ۳ شوال سہ شنبہ تھا تو صبح کو خوش اور بشاش اور مسرور اٹھا تو کہا کہ شاید میں خون کی بیماری محسوس کرتا ہوں، اس کے دونوں طبیب طیفوری اور ابن الابرش نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کے لیے خیر کرے (علاج) کر ڈالیے چنانچہ (علاج) کیا، پھر اس نے اونٹ کے بچے کی خواہش کی چنانچہ اس کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سامنے لایا گیا، پھر اسے وہ اپنے ہاتھ سے اٹھانے لگا،
ابن حفصی مغنی سے مذکور ہے کہ وہ اس مجلس میں موجود تھا ابن حفصی نے کہا کہ میرے اور عثعث اور زنام اور بنان احمد بن یحییٰ بن معاذ کے غلام کے سوا جو منتصر کے ساتھ آیا تھا اور کوئی کھانے والا موجود نہ تھا، متوکل اور فتح بن خاقان ساتھ کھا رہے تھے اور ہم لوگ ان کے سامنے ایک کونے میں، اور مصاحبین علیحدہ علیحدہ اپنے حجروں میں، اس نے اب تک کسی کو نہیں بلایا
میری طرف امیر المومنین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اور عثعث میرے سامنے کھاؤ اور تمہارے ساتھ نصر ابن سعید الجہبذ بھی کھائے، پھر میں نے کہا کہ اے سردار واللہ نصر تو مجھ کو بھی کھالے گا پھر کیونکر ہوگا جو ہمارے سامنے رکھا جائے گا، پھر اس نے کہا تم سب کھاؤ میری جان کی قسم، چنانچہ کھایا پھر ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ اس سے اٹھا لیے،
ایک مرتبہ پھر امیر المومنین متوجہ ہوئے تو ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ کر کہا کہ تمہیں کیا ہوا جو نہیں کھاتے، میں نے کہا اے سردار جو ہمارے سامنے تھا

ختم ہوگیا، حکم دیا اور دیا جائے، ہیں اُس کے آگے سے چمچہ بھر کے دیا گیا،
امیر المومنین کسی دن اس دن سے زیادہ مسرور نہ تھے، اپنی مجلس شروع کی اور مصاحبین اور گانے والوں کو بلایا وہ حاضر ہوئے، پھر قبیحہ والدۂ معتز نے ایک سبز ریشمی شالی رومال بھیجا کہ جس کے برابر خوبصورت لوگوں نے نہ دیکھا ہوگا، اُسے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اُسے اچھا معلوم ہوا اور اُسے بہت عجیب معلوم ہوا پھر اُس کے حکم سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے، اور اُسے اُس کے پاس لے جا کر دینے کا حکم دیا اس کے قاصد سے کہا کہ کیا اُس کے ذریعے سے اُس نے مجھے یاد کیا ہے، پھر کہا واللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اسے نہ اوڑھوں اور نہ یہ پسند کروں کہ کوئی اُسے میرے بعد اوڑھے، اور اسی لیے میں نے اُسے پھڑوا دیا تاکہ اُسے میرے بعد کوئی نہ اوڑھ سکے،
ہم لوگوں نے اُس سے کہا کہ اے ہمارے سردار یہ خوشی کا دن ہے ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اے امیر المومنین کہ آپ ایسا نہ کہیں،
متوکل شراب اور تماشے میں مشغول ہوگیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں قلیل وقفے میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں، اپنے سرور اور تماشے میں رات تک مشغول رہا،
بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ متوکل نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اور فتح بن خاقان ۵ر شوال یوم پنجشنبہ کو اس لیے اپنا دوپہر کا کھانا عبداللہ بن عمر البازیار کے یہاں کھائیں گے تاکہ دھوکے سے منتصر کو قتل کیا جائے اور ترکوں کے سرداروں اور لیڈروں میں سے وصیف اور بغا وغیرہ کو قتل کیا جائے،
ابن حفصی کے بیان کے مطابق اس دن سے ایک دن پہلے یوم سہ شنبہ کو اپنے بیٹے منتصر کے متعلق اُس نے بہت سی لغو باتیں کیں، کبھی اُسے گالی دیتا تھا اور کبھی اُسے اُس کی طاقت سے زیادہ شراب پلاتا تھا اور کبھی اُس کے چپت لگواتا تھا اور کبھی اُسے قتل کی دھمکی دیتا تھا،
ہارون بن محمد بن سلیمان ہاشمی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا مجھ سے بعض اُن عورتوں نے بیان کیا جو پردے میں تھیں کہ متوکل فتح بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بری ہوں اگر تم اسے

یعنی منتصر کو طمانچہ نہ مارو، فتح بن خاقان کھڑا ہوا اور دو مرتبہ اُسے اس طرح طمانچہ مارا کہ اپنا ہاتھ اس کی گدی پر گزار دیتا تھا، متوکل نے تمام حاضرین سے کہا کہ سب اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے مستعجل کو معزول کر دیا، پھر اس کی طرف متوجہ ہوا، پھر کہا کہ میں نے تیرا نام منتصر رکھا تھا پھر لوگوں نے بوجہ تیری حماقت کے تیرا نام منتظر رکھ دیا، پھر اب تو مستعجل ہو گیا، منتصر نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری گردن مارنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ آسان ہوتا جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں، متوکل نے حکم دیا کہ اُسے پلاؤ، اس کے بعد رات کے کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ حاضر کیا گیا اور یہ واقعہ نصف شب میں ہوا، منتصر اُس کے پاس سے نکلا اور احمد بن یحییٰ کے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہو لے، پھر جو وہ چلا گیا تو متوکل کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگا اور نشے کی حالت میں لقمہ لینے لگا،

ابن حفصی سے مذکور ہے کہ جب منتصر اپنے حجرے کی طرف چلا تو اُس نے زرافہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُس سے کہا کہ میرے ہمراہ چلو، اُس نے کہا اے سردار امیر المومنین (ابھی دربار) سے نہیں اُٹھے، تو اُس نے کہا کہ امیر المومنین کو تو شراب نے روک لیا ہے، اور عنقریب بغا اور مصاحبین نکلتے ہیں، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کا معاملہ میرے سپرد کردو، کیونکہ اوتامش نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اُس کے بیٹے کی شادی تمھاری بیٹی سے اور تمھارے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے کردوں،

زرافہ نے جواب دیا کہ اے میرے سردار ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں آپ ہمیں اپنے حکم سے آگاہ کر دیجئے، منتصر نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے اپنے ہمراہ لے گیا،

اس کے پہلے مجھ سے زرافہ نے یہ کہا تھا کہ اپنے اوپر مہربانی کرو، کیونکہ امیر المومنین نشے میں ہیں اور تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے گا، اور مجھے نمرہ نے بلایا ہے اور مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں تم سے یہ درخواست کروں کہ تم بھی اُس کے پاس چلو، اس لیے ہم دونوں اُس کے حجرے میں چلیں، کہا ابن حفصی نے کہ میں نے اُسے یہ جواب دیا کہ میں تم سے پہلے اُس کے حجرے میں پہنچ جاؤں گا،

زرافہ منتصر کے ساتھ اُس کے حجرے میں چلا گیا،
بنان کا بیان ہے جو احمد بن یحییٰ کا غلام تھا کہ اُس سے منتصر نے کہا کہ میں نے زرافہ کے بیٹے کا اوتامش کی بیٹی سے اور اوتامش کے بیٹے کا زرافہ کی بیٹی سے نکاح کر دیا، بنان نے کہا کہ پھر میں نے منتصر سے کہا کہ اے سردار نچھاور کہاں ہے؟ کیونکہ وہی نکاح کو اچھا کرتی ہے، تو اُس نے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو کیونکہ اب رات ہو گئی،
ابن حفصی کہتا ہے کہ زرافہ نمرہ کے حجرے کی طرف روانہ ہوا جب اُس میں داخل ہوا تو کھانا مانگا کھانا لایا گیا، اُس نے اُس میں سے ذرا سا ہی کھایا تھا کہ ہم نے شور و غل سنا تو کھڑے ہو گئے، پھر کہا بنان نے کہ زرافہ نمرہ کے گھر سے نکلا ہی تھا کہ فوراً ہی بغا منتصر کے سامنے کھڑا ہو گیا، تو منتصر نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے تو اُس نے کہا خیر ہے اے امیر المومنین، اُس نے کہا تجھے خرابی ہو کیا کہتا ہے۔
اس نے کہا ہمارے سردار امیر المومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ آپ کا اجر زیادہ کرے جو اللہ کے بندے تھے، اُس نے انھیں دعوت دی انھوں نے اُسے قبول کر لیا، منتصر بیٹھ گیا اور اُس گھر کا اور مجلس کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور وصیف کے پاس متوکل کی جانب سے قاصد روانہ کیا جس میں معتز اور مؤیّد کے حاضر کرنے کا حکم تھا،
عثعث سے مذکور ہے کہ منتصر کے کھڑے ہو جانے اور اُس کے مع زرافہ نکل جانے کے بعد متوکل نے دسترخوان مانگا، اور بغا صغیر جو شرابی کے نام سے مشہور تھا پردے کے پاس کھڑا تھا، اور اُس دن گھر میں (پہرے پر) بغا کبیر کی باری تھی، اور اُس کا نائب گھر میں (پہرہ دینے پر) اُس کا بیٹا موسیٰ تھا اور یہ موسیٰ وہی ہے جو متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا، اور بغا کبیر اُس دن سمیساط میں تھا،
بغا صغیر مجلس میں آیا اور مصاحبوں کو اپنے حجروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تو فتح نے کہا کہ یہ وقت اُن کے واپس جانے کا نہیں ہے حالانکہ امیر المومنین نہیں اُٹھے بغا نے اُس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب سات بج جائیں تو میں مجلس میں کسی کو نہ رہنے دوں متوکل نے چودہ رطل شراب پی تھی فتح کو اُن کا اُٹھنا ناگوار ہوا تو بغا نے اُس سے کہا کہ امیر المومنین کی بیگمیں پردے کے

پیچھے ہیں اور وہ خود نشے میں ہیں، اس لیے کھڑے ہو اور نکلو، سب نکل آئے، پھر فتح اور عثعث اور اُن میں کے چار خاص خادموں شفیع اور فرج صغیر اور مونس اور ابوعیسیٰ مارد المحرزی کے سوا کوئی نہیں رہا، باورچی نے متوکل کے سامنے دستر خوان بچھادیا، پھر وہ کھانے لگا اور لقمہ لینے لگا اور مارد سے کہنے لگا کہ میرے ساتھ کھاؤ، یہاں تک کہ اُس نے اپنا کچھ کھانا نشے کی حالت میں کھایا پھر شراب بھی پی، عثعث نے بیان کیا کہ ابواحمد بن متوکل بھی جو مؤید کا اخیافی بھائی تھا اُس مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ تھا، متوکل بیت الخلا جانے کو کھڑا ہوگیا،

بغا شرابی نے سوائے دریا کے دروازے کے سب دروازے بند کردئے تھے، اور اسی دروازے سے وہ جماعت گھس آئی جو اُس کے قتل کرنے کو مقرر کی گئی تھی، اُن لوگوں کو ابواحمد نے دیکھا تو اُن پر چلایا کہ یہ کیا ہے اے کمینو، دفعتہً دیکھا تو وہ ننگی تلواروں کے ساتھ تھے، جس جماعت نے قتل کا ذمہ لیا تھا اُس میں سے بغلون ترکی اور باغر اور موسیٰ بن بغا اور ہارون بن صوار تکین اور بغا شرابی پہلے آگئے تھے، جب متوکل نے ابواحمد کی آواز سنی سر اُٹھا کر اُس جماعت کو دیکھا تو کہا اے بغا یہ کیا ہے اُس نے کہا کہ یہ چوکی والے ہیں جو میرے سردار امیر المومنین کے دروازے پر رات کو رہتے ہیں، متوکل کی بغا سے گفتگو کرنے کے وقت وہ جماعت اپنے پیچھے پلٹ گئی، اور واجن اور اُس کے ساتھی اور وصیف کے لڑکے اُن کے ساتھ اب تک نہیں آئے تھے،

عثعث نے کہا کہ میں نے بغا کو اُن سے یہ کہتے سنا کہ اے کمینو تم لوگ تو لامحالہ قتل کیے جاؤ گے، تو عزت کی موت مرو، پھر وہ جماعت مجلس کی طرف واپس آگئی، بغلون نے اُس پر (حملہ کرنے میں) سبقت کی، اُس نے اُس کے شانے اور کان پر ایک ضرب ماری چنانچہ اُسے کاٹ دیا، پھر متوکل نے کہا ذرا ٹھہر خدا تیرے ہاتھ کاٹے، پھر کھڑا ہوگیا اور اُس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہاتھ سے اُس کا مقابلہ کرنا چاہا تو بغلون نے ہاتھ کو جدا کردیا، اور باغر بھی اُس کا شریک ہوگیا، فتح نے کہا کہ تمھاری خرابی ہو امیر المومنین کو مار رہے ہو، بغا نے کہا اے کمینے خاموش نہیں رہے گا؟ فتح نے خود اپنے کو متوکل پر ڈال دیا تو ہارون نے اُس کے اپنی

تلوار پھونک دی، تو وہ موت (موت) چلّانے لگا اور ہارون اور موسیٰ بن بغا نے بھی
اُس پر اپنی تلواروں سے حملہ جاری رکھا، ان دونوں نے اُسے قتل کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا اور عثعث کے سر میں چوٹ لگی، متوکل کے ساتھ ایک چھوٹا خادم تھا جو پردے
کے نیچے چھپ کے بچ گیا اور لوگ بھاگ گئے، اور اُن لوگوں نے جس وقت وہ وصیف
کے پاس آئے تھے یہ کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہماری مراد
پوری نہ ہوئی تو ہم قتل کر دیئے جائیں گے، وصیف نے کہا کہ تمھارے لیے کوئی اندیشہ
نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اچھا اپنے بعض لڑکوں ہی کو ہمارے ساتھ بھیجو، اُس نے
اُن کے ساتھ اپنے لڑکوں میں سے پانچ کو صالح اور احمد اور عبد اللہ اور نصر اور عبید اللہ کو
بھیج دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی مراد تک پہنچ گئے،

زرقان سے مذکور ہے جو دربانوں پر زرافہ کا قائم مقام تھا کہ منتصر جب زرافہ کا
ہاتھ پکڑ کر اُسے گھر سے باہر لے گیا اور جماعت اندر آگئی تو عثعث نے انھیں دیکھ کر متوکل
سے کہا کہ ہم شیروں سے اور سانپوں اور بچھوؤں سے فارغ ہو گئے اور تلواروں
کی طرف پہنچ گئے، جب عثعث نے تلواروں کا ذکر کیا تو متوکل نے اُس سے کہا کہ تجھے
خرابی ہو تو کیا بکتا ہے، اس کا کلام ناتمام ہی تھا کہ وہ لوگ اُس پر گھس پڑے تو فتح اُن کے روبرو
کھڑا ہو گیا، اے کُتّو پیچھے ہٹو، پیچھے ہٹو، بغا شرابی بڑھا اور تلوار سے اُس کا پیٹ
پھاڑ ڈالا، باقی لوگ متوکل کی طرف بڑھے اور عثعث اپنے سامنے کی طرف بھاگ گیا،
ابو احمد اپنے حجرے میں تھا جب اُس نے شور سنا تو نکلا اور اپنے باپ پر گر پڑا، بغلون
نے اُس پر حملہ کیا دو ضربیں ماریں، وہ نکل آیا اور سب کو چھوڑ دیا، جماعت منتصر کی طرف
روانہ ہوئی، پھر اُسے خلافت کی تسلیم کر کے تعزیت کی کہ امیر المومنین مر گئے،

تلوار لے کے وہ لوگ زرافہ کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اُس سے کہا کہ بیعت کر،
اُس نے (منتصر سے) بیعت کر لی، منتصر نے وصیف کو خبر بھیجی کہ وصیف نے میرے
باپ کو قتل کر دیا تو میں نے اُسے اس کے بدلے قتل کر دیا، تم بھی اپنے معزز اصحاب
کے ساتھ حاضر ہو، وصیف اور اُس کے اصحاب آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی،
عبید اللہ بن یحییٰ اپنے حجرے میں تھا قوم کے حال کی اُسے کچھ خبر نہ تھی، وہ احکام
نافذ کرنے میں مشغول تھا،

ذکر کیا گیا ہے کہ ترکی عورتوں میں سے ایک عورت نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اُس نے قوم کے ارادے کی خبر دی تھی، وہ رقعہ عبید اللہ کو ملا، پھر اُس نے اس معاملے میں فتح سے مشورہ کیا، اور یہ رقعہ ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کاتب فتح ابن خاقان کو دیا گیا پھر اُس نے فتح کو اُس کی خبر دی، اُن سب کی رائے متوکل سے پوشیدہ رکھنے پر متفق ہوگئی، اس لیے کہ انھوں نے اُسے خوش دیکھا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ اُسے دن بھر رنجیدہ کریں اور انھیں قوم کا معاملہ حقیر معلوم ہوا اور انھیں یہ بھروسا تھا کہ کوئی شخص نہ اُس پر جرأت کر سکے گا اور نہ اُس پر قادر ہوگا،

بیان کیا گیا ہے کہ اس رات ابو نوح بہانے سے بھاگ گیا، عبید اللہ اپنے کام میں بیٹھا رہا جعفر بن حامد اُس کے سامنے تھا کہ یکایک اس کا کوئی خادم اُس کے پاس آیا اور کہا اے میرے سردار آپ کیوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو، کہا کہ سارا گھر تلوار بنا ہوا ہے، پھر اُس نے جعفر کو نکلنے کا حکم دیا وہ نکلا اور لوٹا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین اور فتح قتل کر دیئے گئے، وہ اپنے خدام اور خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو اُسے خبر دی گئی کہ تمام دروازے بند ہیں، تو اُس نے دریا کی طرف کا راستہ اختیار کیا تو اتفاقاً اس راستے کے دروازے بھی بند تھے، پھر اُس نے وہ دروازے توڑنے کا حکم دیا جو دریا کے متصل تھے، تین دروازے توڑ ڈالے گئے، یہاں تک کہ وہ نکل کر دریا کی طرف آگیا، اور ایک کشتی تک پہنچ گیا، پھر وہ اُس میں بیٹھ گیا اور جعفر بن حامد اور اُس کا ایک غلام اُس کے ساتھ تھا، پھر معتز کے مکان پر گیا اور اُسے دریافت کیا تو اُسے نہ پایا تو کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، اُس نے مجھے بھی مارا اور اپنے کو بھی مارا، پھر اُس پر افسوس کیا،

عبید اللہ کے پاس چار شنبہ کو صبح کے وقت اُس کے ساتھی جمع ہو گئے جو مخلوط النسل عرب اور عجم اور ارمن اور آوارہ گرد اور بدوی اور بے روزگاروں وغیرہ میں سے تھے، بعض نے کہا ہے کہ وہ قریب بیس ہزار سوار کے تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ تیرہ ہزار آدمی تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ تیرہ ہزار سوار تھے، کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ پانچ اور

دس ہزار کے درمیان تھے، اُن لوگوں نے اس سے کہا کہ اسی دن کے لیے آپ ہمارے ساتھ سلوک کرتے تھے، لہٰذا آپ اپنا حکم دیجئے اور ہمیں اجازت دیجئے تو ہم اُس جماعت پر ایک دم سے حملہ کر دیں، منتصر اور اُس کے ہمراہی ترکوں وغیرہ کو قتل کر دیں، اُس نے اُس سے انکار کیا اور کہا کہ اس میں کوئی اچھی تدبیر نہیں کیونکہ وہ شخص یعنی معتز اُن کے قبضے میں ہے،

علی بن یحییٰ منجم سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میں متوکل کے قتل سے چند چند روز قبل اُس کے سامنے حالات جنگ کی پیشین گوئی کی کتاب پڑھا کرتا تھا تو اس کتاب میں میں نے ایک مقام پایا جس میں یہ تھا کہ خلیفۂ دہم اپنی مجلس میں قتل کیا جائے گا تو میں نے پڑھنا بند کر دیا اور اس سلسلے کو منقطع کر دیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ تو کیوں ٹھہر گیا تو میں نے کہا خیریت ہے، تو کہا خدا کی قسم تجھے ضرور پڑھنا ہوگا، تو میں پڑھنے لگا اور خلفا کے ذکر سے باز آگیا، پھر متوکل نے کہا کہ کاش مجھے علم ہو جاتا کہ کون ہے وہ بدبخت جو قتل کیا جائے گا،

سلمۃ بن سعید نصرانی سے مذکور ہے کہ متوکل نے اپنے قتل سے چند روز قبل اُشو ابن حمزہ ارمنی کو دیکھا تو اُسے دیکھ کر گھُرکی دی اور اُس کے نکال دینے کا حکم دیا، کہا گیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ اس کی خدمت کو پسند نہیں کیا کرتے تھے، کہا ہاں، لیکن چند راتوں سے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں اُس پر سوار ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور اُس کا سر خچر کے سر کے مثل ہو گیا ہے، پھر اُس نے کہا کہ تو کب تک ہمیں ایذا دے گا، اب تیری عمر میں صرف کچھ دن کم پندرہ برس باقی رہ گئے ہیں، یہ واقعہ اُس کے ایام خلافت کے شمار کے مطابق تھا،

ابن ابی ربعی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک شخص باب الرسن سے ایک گاڑی پر سوار داخل ہوا اُس کا منہ صحرا کی طرف ہے اور پشت (دگدی) شہر کی طرف ہے اور وہ اشعار پڑھتا ہے،

مذکور ہے کہ حبشی ابن ابی ربعی کی وفات متوکل کے قتل سے دو سال قبل ہوئی،

محمد بن سعید سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ ابوالوارث قاضی نصیبین نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہے اور

اشعار پڑھتا ہے،

۴ شوال شب چارشنبہ کو نصف شب سے ایک گھنٹے بعد قتل کیا گیا، ایک قول یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو قتل کیا گیا، اُس کی خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن رہی، وہ جس روز بھی قتل ہوا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے وہ چالیس برس کا تھا، اور شوال ۲۰۶ھ میں فم الصلح میں پیدا ہوا تھا اور اس کا رنگ گندمی تھا، آنکھیں خوبصورت تھیں، رخسارے اُبھرے ہوئے نہ تھے اور چھریرے بدن کا تھا

متوکل کے بعض حالات و خصائل

مروان ابن ابی الجنوب ابی السمط سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کی شان میں شعر کہے اور اُس میں روافض کا تذکرہ کیا تو اُس نے مجھے بحرین و یمامہ کا حاکم بنا دیا، اور مجھے دربار عام میں چار خلعت دیئے، اور منتصر کو بھی خلعت دیا، اور میرے لیے تین ہزار دینار کا حکم دیا جو میرے سر پر نچھاور کر دیئے گئے، اور اپنے بیٹے منتصر اور سعد ایتاخی کو حکم دیا کہ وہ اُنھیں میرے لیے سمیٹ لیں، اور میں نے انھیں چھوا بھی نہیں، پھر ان دونوں نے انھیں جمع کر لیا، پھر میں وہ سب لے گیا،

ایک اور شعر پر جو میں نے اسی مضمون میں کہا تھا میرے سر پر دس ہزار درہم نچھاور کیے،

اور مروان ابن ابی الجنوب سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب متوکل خلیفہ بنایا گیا تو میں نے ابن ابی دواؤد کو ایک قصیدہ بھیجا جس میں میں نے ابن ابی دواؤد کی مدح کی تھی اور اُس کے آخر میں دو شعر تھے جس میں میں نے ابن الزیات کا حال بیان کیا تھا اور وہ یہ تھے :-

مجھ سے بیان کیا گیا کہ زیات کو موت آگئی — تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس فتح و نصرت لایا

زیات نے بے وفائی سے ایک کنواں کھودا تھا — پھر خیانت و بد عہدی کی وجہ سے وہی اُس میں ڈال دیا گیا،

جب وہ قصیدہ ابن ابی دواد کے پاس پہنچا تو اُس نے متوکل سے اس کا ذکر کیا اور اُسے وہ دونوں شعر سنا دیئے، اُس نے اُسے حاضر کرنے کا حکم دیا، تو اُس نے کہا کہ وہ یمامہ میں ہے، واثق نے اُسے امیرالمومنین سے محبت ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا، کہا اُسے سواری پر بلوایا جائے، تو اُس نے کہا اُس پر قرض ہے، پوچھا کتنا ہے، کہا چھ ہزار دینار، کہا وہ دے دیے جائیں، چنانچہ اُسے دے دیئے گئے اور یمامہ سے سوار کرا دیا گیا،

چنانچہ وہ سامرا پہنچا اور ایک قصیدے میں متوکل کی مدح کی، اس میں کہتا ہے:

شباب رخصت ہو گیا، اے کاش نہ رخصت ہوتا	اور پیری آگئی اور کاش وہ نہ آتی

پھر جب قصیدے کے ان دو شعروں پر پہنچا

جعفر کی خلافت مثل نبوت کے ہے	جو بے طلب اور بے حق جتائے آگئی،
خدا نے اُسے اسی طرح خلافت عطا کی	جس طرح نبی مرسل (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت عطا کی

اُس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا،

ابو یحییٰ بن مروان بن محمد الشتی الکلبی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابو السمط مروان ابن ابی الجنوب نے خبر دی ہے کہ اُس نے کہا جب میں امیرالمومنین متوکل علی اللہ کے پاس گیا تو میں نے ولی عہد کی مدح کی اور یہ اشعار اُسے سنائے:

اللہ تعالیٰ نجد کو سیراب کرے اور سلام ہے نجد پر	اور نجد کیسا اچھا ہے باوجود دوری و بعد کے بھی،
میں نے نجد کی طرف دیکھا حالانکہ بغداد درمیان میں ہے	اے کاش میں نجد کو دیکھتا، اور کس قدر دور ہے نجد
نجد میں ایسی قوم ہے جنہیں میری زیارت محبوب ہے	اور میرے نزدیک بھی اُن کی زیارت سے زیادہ کوئی چیز شیریں نہیں ہے،

اُس نے کہا کہ جب میں نے پورا قصیدہ سنا دیا تو میرے لیے ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑوں اور تین سواریوں میں سے ایک گھوڑے ایک خچر ایک گدھے کا حکم دیا، میں اس وقت تک نہ گیا جب تک میں نے اُس کے شکریے میں یہ اشعار نہ کہہ لئے۔

پروردگار عالم نے لوگوں کے لیے جعفر کا خود انتخاب کیا،	اور اُسے اپنے ہی انتخاب سے بندوں کے حال کا مالک بنا دیا،

اُس نے کہا کہ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

بس، اپنے ہاتھوں کی بخشش کو مجھ سے روک کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سرکش اور متکبر نہ ہو جاؤں
دیجیے اور زیادہ نہ کیجیے،

فرمایا نہیں، خدا کی قسم میں نہ روکوں گا تاوقتیکہ تو میری سخاوت کو نہ جان لے اور تو جانے نہ پائے گا تاوقتیکہ اپنی حاجت نہ مانگ لے، میں نے کہا اے امیر المومنین یمامہ میں جس جائداد کو بطور جاگیر آپ نے مجھے دینے کا حکم دیا ہے، ابن مدبر نے بیان کیا ہے کہ وہ معتصم کی جانب سے اولاد پر وقف ہے، اور اس کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں ہے، اس نے کہا کہ وہ زمین تجھے سو سال کے لیے ایک درہم سالانہ لگان پر دیتا ہوں، میں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ اچھا نہیں ہے کہ ایک درہم دربار میں ادا کیا جائے، ابن مدبر نے کہا کہ ہزار درہم کے عوض میں نے کہا ہاں، اس نے اسے میرے لیے اور میرے وارثوں کے لیے نافذ کر دیا پھر کہا کہ یہ حاجت نہیں ہے یہ تو قبالہ (معاملہ) ہے، میں نے کہا کہ میری وہ جائداد جو واثق نے بطور جاگیر مجھے دی تھی ابن الزیات نے مجھے ہٹا دیا اور میرے اور اس جائداد کے درمیان حائل ہو گیا، لہٰذا آپ اسے بھی میرے لیے نافذ فرما دیجیے، سو درہم سالانہ پر اس کے نافذ کرنے کا بھی حکم دے دیا،

ابی حشیشہ سے مذکور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مامون کہا کرتا تھا کہ جو خلیفہ میرے بعد ہو گا اس کے نام میں عین ہو گا تو گمان ہوتا تھا کہ اس کا بیٹا عباس ہو گا، مگر معتصم ہوا، اور کہا کرتا تھا، اور اس کے بعد ھاء ہو گی گمان ہوتا تھا کہ ہارون ہو گا، مگر واثق باللہ ہوا، اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد زرد پنڈلیوں والا، گمان ہوتا تھا کہ وہ ابو الحنانز عباس ہو گا مگر متوکل اس طرح کا تھا، میں نے اسے دیکھا ہے کہ جب وہ تخت پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیاں کھولتا تھا تو وہ دونوں ایسی زرد دکھیں کہ گویا زعفران میں رنگی گئی ہیں،

یحییٰ بن اکثم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے پاس حاضر ہوا، تو میرے اور اس کے درمیان مامون کا اور اس کے ان خطوط کا جو حسن بن سہل کے نام تھے تذکرہ جاری ہو گیا، میں نے اس کی فضیلت اور تعریف اور اس کی نیکیوں اور علم اور معرفت اور خبرداری کے متعلق بہت کچھ کہا جو بعض حاضرین کے موافق نہ تھا، متوکل نے کہا کہ وہ (مامون) قرآن کے بارے میں کیونکر کہا کرتا تھا،

یں نے کہا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ قرآن کے ساتھ اور کسی علم فرض کی حاجت نہیں (یعنی قرآن کافی ہے) نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے ساتھ کسی اور کے فعل کی طرف جانے کی ضرورت ہے، نہ آپ کے بیان کر دینے اور سمجھا دینے کے بعد (نہ) سیکھنے کے لیے کوئی حجّت ہے نہ دلیل اور حق ظاہر ہونے کے بعد بوجہ حجت ظاہر ہو جانے کے سوائے تلوار کے کچھ نہیں ہے،

متوکل نے کہا کہ میری مراد وہ نہیں جن کی طرف تو گیا'

یحییٰ نے جواب دیا کہ احسانمند پر محسن غائب کی خوبیاں بیان کرنا فرض ہے'

پوچھا: وہ دوران گفتگو میں کیا کہا کرتا تھا، معتصم باللہ مرحوم اُس کے متعلق کچھ کہا کرتا تھا جو میں بھول گیا ہوں'

یحییٰ نے کہا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ میں اُن نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں جن کا شمار تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا، اور میں اُن گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں جن کا احاطہ سوائے تیری عفو کے کوئی نہیں کر سکتا'

متوکل نے کہا کہ اُس وقت وہ کیا کہتا تھا جب اُسے کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا یا اُسے کوئی خوشخبری ملتی تھی، معتصم باللہ نے علی بن یزداد کو حکم دیا تھا کہ وہ اُسے ہمارے لیے لکھ دے اُس نے لکھ دیا تھا اور وہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا مگر پھر ہم اُسے بھول گئے،

یحییٰ نے کہا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا اور اُس کی اشاعت کرنا اور اُس کے انعامات کو شمار کرنا اور اُنھیں بیان کرنا اہل نعمت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اُس میں اُس کے حکم کی فرماں برداری ہے اور اُن نعمتوں پر اُس کا شکر ہے، پس اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس کی نعمتیں بڑی اور انعامات سب پر عام ہیں، ایسی تعریفیں ہیں جن کا وہ اہل اور مستحق ہے جو اُس کے حق کی پوری کرنے والی اور اس کے اس شکر تک پہنچنے والی ہیں جو موجب مزید نعمت ہے، اس قدر تعریفیں ہیں جنھیں اس وجہ سے ہماری تعداد شمار نہ کر سکے اور ہماری یاد احاطہ نہ کر سکے کہ اُس کے احسانات پے در پے ہیں

اور اُس کا فضل مسلسل ہے اور اُس کی بخشش ہمیشہ ہے، تعریف اُس ذات کی ہے جو یہ جانتا ہے کہ یہ نعمتیں اُسی کی جانب سے ہیں اور اُس کا شکر ہے اس پر،

متوکل نے کہا کہ تو نے سچ کہا بعینہٖ یہی کلام ہے اور یہ سب تجربہ کار اور ذی علم کی حکمتیں ہیں، مجلس ختم ہو گئی،

اسی سال صفر میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر مکے سے پلٹ کر بغداد آیا اور یوم النحر میں اختلاف کی وجہ سے جو پریشانی اُسے ہوئی اُس کی شکایت کی،

متوکل نے زر دلقافے میں باب خلافت سے حاکم حج کے پاس رویت ہلال ذی الحجہ کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اُسے روانہ کر دیا جائے جس طرح حج کی خیریت کے متعلق آنے والا لفافہ روانہ کیا جاتا ہے، حکم دیا کہ مشعر حرام (مزدلفہ) اور تمام مقامات حج میں بجائے روغن زیتون کے شمع روشن کی جائے،

اسی سال ۶ ربیع الآخر کو جعفریہ میں والدۂ متوکل کی وفات ہوئی اور منتصر نے نماز جنازہ پڑھائی، جامع مسجد کے قریب دفن کی گئی،

اسی سال ۴ شوال یوم چار شنبہ کو اور ایک قول میں ۳ شوال کو جعفریہ میں منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی، وہ (اُس وقت) پچیس سال کا تھا، بیعت کے بعد دس روز تک وہاں مقیم رہا پھر وہاں سے مع اپنے عیال و سرداران لشکر و فوج سامرا میں منتقل ہو گیا،

منتصر محمد بن جعفر کی خلافت

اُن لوگوں نے جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اُس سے شب چار شنبہ کو

بیعت کی تھی، بعض لوگوں سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب چارشنبہ کی صبح ہوئی تو سردار اور کاتب اور معززین اور شاکریہ اور عام فوج والے اور ان کے علاوہ اور بہت سے آدمی جعفریہ میں حاضر ہوئے، انھیں احمد بن خصیب نے ایک فرمان سنایا جس میں امیر المومنین منتصر کی جانب سے یہ خبر دی تھی کہ فتح بن خاقان نے اُس کے والد جعفر متوکل کو قتل کر دیا تو اُس نے اُس کے عوض اُسے قتل کر دیا، پھر لوگوں نے بیعت کر لی، اور عبید اللہ بن فتح بن خاقان بھی حاضر ہوا اور بیعت کر کے چلا گیا،

ابو عثمان سعید صغیر سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں متوکل قتل کیا گیا تو ہم لوگ منتصر کے ساتھ دار الخلافہ میں تھے، جب فتح باہر جاتا تھا تو منتصر بھی اُس کے ساتھ جاتا تھا اور جب وہ واپس آتا تھا تو اُس کے کھڑے ہونے پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بیٹھنے پر بیٹھ جاتا تھا، اور اُس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا، سوار ہوتا تو اُس کی رکاب پکڑتا تھا اور اُس کے کپڑے جو اُس کے گھوڑے کے زین میں (دب جاتے تھے) برابر کرتا تھا،

خبر ملی تھی کہ عبید اللہ بن یحییٰ نے منتصر کے لیے اُس کے راستے میں ایک جماعت تیار کی ہے کہ لوگ اُس کے پلٹنے کے وقت غفلت کی حالت میں اُسے قتل کر دیں، متوکل نے بھی واپسی کے قبل اُسے بُرا بھلا کہا تھا اور غصہ دلایا تھا اور اُس پر حملہ کیا تھا اس لیے وہ غصے میں پلٹا اور ہم لوگ بھی اُس کے ساتھ پلٹے، جب منتصر اپنے مکان پہنچ گیا تو اس نے اپنے ہمنشینوں اور خاص لوگوں کو بلوایا، اپنی واپسی سے پہلے وہ ترکوں سے متوکل کے قتل کا وعدہ لے چکا تھا جبکہ وہ نبیذ سے بیہوش ہو،

سعید صغیر نے کہا کہ مجھے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پاس قاصد آیا کہ میں حاضر ہوں کیونکہ امیر المومنین کے قاصد امیر کے پاس آئے ہیں اور وہ سواری کے لیے تیار رہیں، میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہم لوگوں میں جو یہ خبر پھیلی تھی کہ وہ لوگ غفلت میں منتصر کے قتل کے درپے ہیں تو بیشک اُس کو اسی لیے بلایا گیا ہے، میں ہتھیار اور آلات حرب لے کے سوار ہوا،

اور امیر کے دروازے پر پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر مارے مارے پھر رہے ہیں، یکایک وجن منتصر کے پاس آیا اور اُسے یہ اطلاع دی کہ اُس کے کام سے فرصت ہو گئی، یہ کہہ کے سوار ہو گیا اور میں کچھ راستے میں اُس کے ساتھ ہو لیا، میں خوف زدہ تھا، اُس نے میری حالت دیکھی تو کہا کہ تیرے لیے کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے واپس جانے کے بعد امیر المومنین کے گلے میں اُس کے پیالے سے پھندا الگ گیا جس سے وہ مر گیا اس پر خدا کی رحمت ہو، میں نے اسے بہت بُرا سمجھا اور یہ مجھے شاق گذرا، ہم چلے اور احمد بن خصیب اور سرداروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی، یہاں تک کہ ہم الجیسر میں پہنچ گئے، اور پے در پے قتل متوکل کی خبریں آنے لگیں، دروازے روک دیے گئے اور اُن پر پہرہ مقرر کر دیا گیا، میں نے کہا اے امیر المومنین اور خلافت کا سلام کیا (یعنی السلام علیک یا امیر المومنین کہا) یہ مناسب نہیں ہے کہ اس وقت ہم ایسی جگہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جہاں آپ کے غلاموں سے آپ کے لیے اندیشہ ہے، کہا اچھا تو اور سلیمان رومی میرے پیچھے رہ، اُس کے لیے ایک رومال بچھا دیا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور ہم لوگوں نے اُسے گھیر لیا اور احمد بن خصیب اور اُس کا کاتب سعید بن حمید بیعت لینے کے لیے آ گئے،

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن خصیب نے اُس سے دریافت کیا کہ تیری خرابی ہو اے سعید کیا تیرے ساتھ دو تین کلمے ہیں جن کے ذریعے سے تو بیعت لیتا ہے، میں نے کہا ہاں کلمات ہیں اور میں نے مضمون بیعت لکھ لیا ہے، حاضرین دو اور دین سب کو وہی دیا، سعید کبیر آیا تو اُسے منتصر نے موید کے پاس بھیجا، سعید صغیر سے کہا کہ تو معتز کے پاس جا اور بلا لا، سعید صغیر نے کہا کہ میں نے اُس سے کہا کہ اے امیر المومنین جب تک آپ اپنے ساتھیوں کی قلت میں ہیں میں خدا کی قسم اُس وقت تک آپ کے پس پشت نہ جاؤں گا جب تک لوگ جمع نہ ہو جائیں، احمد بن خصیب نے کہا کہ یہاں وہ لوگ ہیں جو تیرے بجائے کافی ہیں، تو جا، میں نے کہا کہ میں نہ جاؤں گا جب تک اتنا مجمع نہ ہو جو بجائے میرے

کافی ہو، کیونکہ اُس وقت بہ نسبت تیرے میں اُس کا زیادہ دوست ہوں، جب بہت سے سردار آگئے اور اُنھوں نے بیعت کر لی تو میں روانہ ہوا میری حالت یہ تھی کہ میں اپنی جان سے مایوس تھا، میرے ساتھ دو غلام تھے، جب میں ابونوح کے دروازے پر پہنچا تو یہ حالت تھی کہ لوگ اِدھر اُدھر پھیر رہے تھے جاتے تھے اور آتے تھے، دفعتہً میں نے دیکھا کہ اُس کے دروازے پر بہت بڑا مجمع اسلحہ اور آلات حرب سے مسلح ہے، اُنھوں نے میری آہٹ پائی تو اُن میں سے ایک سوار میرے ساتھ ہو لیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کیونکہ وہ مجھے پہچانتا نہ تھا کہ تو کون ہے، میں نے اپنا حال اُس سے چھپایا اور یہ بتایا کہ میں فتح کے بعض دوستوں میں سے ہوں، میں چلتا رہا یہاں تک کہ معتز کے دروازے پر پہنچ گیا، مجھے دروازے پر کوئی نہ ملا، نہ دربان نہ پہرے والا نہ کوئی نوکر اور نہ کوئی اور مخلوق، یہاں تک کہ میں صدر دروازے تک پہنچ گیا پھر میں نے اُسے بہت زور سے کھٹکھٹایا، بڑی دیر کے بعد مجھے جواب ملا کہ تو کون ہے، میں نے کہا میں سعید صغیر امیر المومنین منتصر کا قاصد ہوں، وہ چلا گیا اور بڑی دیر لگائی، بدی کے اندیشے مجھ پر طاری ہونے لگے، زمین مجھ پر تنگ ہو رہی تھی، پھر دروازہ کھلا اور یکایک بیدون خادم نکل آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آ، میرے لیے دروازہ بند کر دیا، میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میری جان گئی، اُس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا، میں نے اُسے بتایا کہ امیر المومنین کے گلے میں پیالے سے پھندا لگ گیا اور وہ اسی وقت مر گئے، اور سب لوگ جمع ہو گئے اور اُنھوں نے منتصر سے بیعت کر لی، اُس نے مجھے امیر ابو عبد اللہ المعتز باللہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ بھی بیعت میں حاضر ہوں، بیدون اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا اندر چلو، میں معتز کے پاس پہنچا، اُس نے کہا تیری خرابی ہو کیا واقعہ ہے؟

میں نے واقعہ بتایا تعزیت کی رو دیا اور کہا اے میرے سردار چلیے اور اُن پہلے لوگوں میں شامل ہو جیئے جنھوں نے بیعت کر لی کہ آپ اس طریقے سے اپنے بھائی کا قلب اپنے ہاتھ میں لے لیں، اُس نے کہا کہ تیرے لیے

خرابی ہو صبح تک تو ٹھہر پھر اُس سے خوب باتیں بناتا رہا اور بیدون خادم اس میں میرا ساتھ دیتا رہا، یہاں تک کہ اُس نے نماز کی تیاری کی اپنے کپڑے منگائے اور پہنے، گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا میں بھی اُس کے ساتھ سوار ہو گیا میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستے کے علاوہ تھا اور اُس سے باتیں کرتا رہا، اور معاملے کو اُس پر سہل کرتا رہا، اُسے اپنے بھائی کی وہ باتیں یاد دلاتا رہا جنھیں وہ جانتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دروازے تک پہنچے، مجھ سے اُس کے متعلق پوچھا میں نے کہا وہی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے، فتح نے بیعت کر لی ہے، اُس وقت وہ مانوس ہو گیا، اتفاقاً ایک سوار جو ہمارے پیچھے ہو لیا تھا اور بیدون خادم کے پاس چلا گیا تھا اُس نے اُس سے آہستہ کچھ کہا جسے میں نہیں جانتا، بیدون نے اُسے جھڑک دیا، وہ چلا گیا پھر سہ بارہ پلٹا اور ہر مرتبہ بیدون اُسے دھتکار دیتا اور جھڑک دیتا تھا کہ دور ہو، یہاں تک کہ ہم لوگ باب الحیر پہنچ گئے، میں نے اُسے کھلوایا تو مجھ سے پوچھا گیا تو کون ہے، میں نے کہا کہ سعید صغیر اور امیر معتز میرے لیے دروازہ کھول دیا گیا، ہم لوگ منتصر کے پاس پہنچ گئے، جب منتصر نے اُسے دیکھا تو اپنے قریب بلا لیا اور گلے لگا لیا اور تعزیت کی اور اپنی بیعت لی، اس کے بعد مؤید بھی سعید کبیر کے ساتھ آ گیا اُس کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا، صبح ہو گئی منتصر جعفریہ گیا، متوکل اور فتح کے دفن کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں سکون ہو گیا، سعید صغیر نے کہا کہ میں معتز سے خلافت منتصر کی خوشخبری کے انعام کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ دارالخلافت میں نظر بند تھا یہاں تک کہ اُس نے مجھے دس ہزار درہم دیے،

بیعت نامۂ خلافت منتصر کے لیے جو بیعت لی گئی اُس کا مضمون یہ تھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تم لوگ عبد اللہ المنتصر باللہ امیر المومنین سے دل سے اور اعتقاد اور رضامندی اور رغبت اور اپنے باطن کے اخلاص اور دلوں کے انشراح اور سچی نیتوں کے ساتھ بیعت کرتے ہو، نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے نہ تم مجبور کیے گئے ہو بلکہ یہ جانتے ہوئے اقرار کرتے ہو کہ اس بیعت اور اُس کے مضبوط کرنے میں اللہ کی طاعت و تقویٰ ہے، دین الٰہی کا

اعزاز ہے اُس کا حق ہے، اللہ کے بندوں کی پوری بھلائی ہے، کلمۂ ایمان کا اجتماع ہے، شیرازہ بندی ہے، مصائب کا سکون، عواقب کا امن، دوستوں کی عزت، ملحدین کی بربادی، اس بنا پر بیعت کرتے ہو کہ محمد امام المنتصر باللہ اللہ کا بندہ اور اُس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اُس کے حق کا ادا کرنا اور بیعت کا پورا کرنا تم پر فرض ہے جس میں نہ تم شک کرو گے اور نہ نفاق کرو گے، نہ تم اس سے ہٹو گے نہ تردد میں پڑو گے، بیعت کرتے ہو تم اس کا حکم سننے، اُسے ماننے، صلح پر مدد کرنے پر، وفاداری اور استقلال پر، اور خیر خواہی ظاہری و باطنی پر، سفر میں اور حضر میں، ہر وقت عبداللہ امام المنتصر باللہ امیر المومنین جو حکم دے ہر وقت (اُس کی طاعت کرو گے) تم اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اُس کے دوستوں کے دوست، دشمنوں کے دشمن رہو گے خواہ وہ خاص ہوں یا عام قریب ہوں یا بعید، تمہارا باطن اس معاملے میں مثل ظاہر کے رہے گا اور تمہارے قلوب تمہاری زبانوں کی طرح اُن امور پر راضی رہیں گے جواب یا آئندہ امیر المومنین تمہارے لیے پسند کرے گا، تم اپنے اوپر اور اپنی گردنوں میں اس بیعت کی تجدید و تاکید کرنے کے بعد امیر المومنین کو اپنی مکمل قسم رغبت اور خوشی قلب اور نیت اور خواہش کی سلامتی نذر دینے کی بیعت کرتے ہو، جس کی اللہ نے تم پر تاکید کی ہے اُس کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے، کوئی برگشتہ کرنے والا تمھیں اس معاملے میں مدد اور اخلاص اور خیر خواہی و محبت سے برگشتہ نہ کر سکے گا، نہ بدلو گے نہ تم میں سے کوئی رجوع کرنے والا اپنی نیت سے رجوع کرے گا، نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، تمہاری وہ بیعت جو تم نے اپنی زبان اور اپنی ذمہ داریوں کو دی ہے، اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی اطلاع ہے، مافی الضمیر سے وہ آگاہ ہے، یہ بیعت اپنی تمام ذمہ داریوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ تم اخلاص رکھو گے، مدد کرتے رہو گے، محبت کرو گے، تمہاری طرف سے کوئی دغا و نفاق و حیلہ و بہانہ کبھی نہ ہو گا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اُس حالت میں ملو کہ اُس کے عہد کو پورا کرنے والے اور اُس کے اُس حق کو جو تم پر واجب ہے، ادا کرنے والے ہو،

نہ انتظار کرنے والے اور نہ عہد توڑنے والے، کیونکہ تم میں سے وہ لوگ جو امیر المومنین سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوتا ہے، لہذا جس نے عہد شکنی کی اُس نے اپنے ہی اوپر عہد شکنی کی اور جس نے اُسے پورا کیا جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اُسے اجر عظیم عطا کرے گا، تم پر یہ لازم ہے اور وہ بھی کہ جو اس بیعت نے تمھاری گردنوں میں مضبوط کر دیا ہے، جس پر تم نے اپنی سچی قسمیں دی ہیں، اور وہ بھی لازم ہے جس کی تم پر شرط کی گئی ہے، وفائے عہد، مدد، محبت اور کوشش اور خیر خواہی، تم پر اللہ کے عہد کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اُس کے عہد کے متعلق باز پرس کی جائے گی، تم پر اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری پوری کرنا بھی ضروری ہے، جو مضبوط عہد انبیا اور رسل اور اُس کے بندوں سے لیے گئے ان سب سے زیادہ سخت ہے کہ سنو جو تم سے اس بیعت میں عہد لیا گیا ہے اور اُسے نہ بدلو اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو، سچائی اختیار کرو اور شک میں نہ پڑو اور سنبھالے رہو جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو سنبھالے رہتے ہیں اور عہد کرنے والے اور وفادار اپنی وفاداری اور حق کو سنبھالے رہتے ہیں، تمھیں اس سے نہ کوئی خواہش پلٹائے اور نہ کوئی برگشتہ کرنے والا اور نہ کوئی گمراہی تمھیں ہدایت سے کج کرے، تم صرف کرو گے اپنی جان اور کوشش اور مقدم کرو گے دین اور طاعت کے حق کو، جو کچھ تم نے اپنے اوپر لازم کیا ہے، اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفاداری کے اور کچھ قبول نہ کرے گا، جس نے تم میں سے امیر المومنین سے یہ بیعت کی اور اُسے مضبوط کر دیا اور پھر اُس کی عہد شکنی کی باطن میں یا ظاہر میں کھلم کھلا یا بہانہ وحیلہ سے، پھر نفاق کیا اس عہد میں جو وہ اپنی طرف سے اللہ سے کر چکا ہے اور امیر المومنین کے مواثیق میں اور اللہ کے عہود میں جو اس پر ہیں اُس میں بجائے کوشش کے بے پروائی استعمال کرے گا یا باطل کی طرف جھکے گا بجائے حق کی مدد کے اور ہٹ جائے گا اس راستے سے جس سے وفادار لوگ اپنی وفائے عہد کی وجہ سے پناہ پاتے ہیں،

ہر وہ شخص جس نے اس میں خیانت کی ذرا سا بھی عہد توڑا
تو ہر وہ شے جس کا یہ مالک ہو (خواہ) مال ہو یا جائداد مواشی ہوں یا زراعت یا
دودھ والے جانور سب اللہ کے راستے میں مساکین پر صدقہ ہیں اور اس پر
یہ حرام ہے کہ اس میں سے کچھ بھی اپنے مال میں کسی حیلے یا بہانے سے شامل کر لے،
اور جو مال اپنی بقیہ عمر میں حاصل کرے خواہ وہ کم قیمت ہو خواہ اُس کی مقدار بڑی ہو
تو وہ سب اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ اُسے موت آئے اور
اُس کا وقت آجائے، اور ہر وہ غلام کہ جس کا وہ آج سے تیس سال تک مالک ہو
مذکر ہو یا مونث سب اللہ کے لیے آزاد ہیں اور اُس کی عورتیں جس دن سے
اُس کی قسم ٹوٹے اور جن سے وہ بعد میں عقد کرے تیس سال تک سب پر
طلاق بائنہ ہے بطور طلاق حرج وسنت کے کہ جس میں نہ دوسری طلاق ہے
اور نہ رجعت ہے اور اس پر تیس حج کے لیے بیت اللہ الحرام تک
جانا واجب ہے، نہ قبول کرے گا اللہ اُس سے سوائے وفائے بیعت کے،
وہ اللہ و رسول سے بری و بے تعلق ہے اور خدا و رسول اُس سے بے تعلق ہیں،
نہ قبول کرے گا اللہ اُس کے فرض کو یا نفل کو، اور اللہ تم پر اس معاملے میں گواہ ہے،
اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اُس دن کی صبح ہوئی جس میں منتصر سے بیعت
کی گئی تھی تو ماحوزہ میں جعفر کے قتل کی خبر پھیل گئی، اور ماحوزہ وہ شہر ہے جسے جعفر نے
سامرا میں بنایا تھا اور جعفریہ کے باب عامہ پر لشکر اور شاکریہ اور ان کے علاوہ
آوارہ گرد اور عوام جمع ہو گئے مجمع بہت ہو گیا وہ لوگ ایک دوسرے سے
کہنے سننے لگے، بعض پر بعض سوار ہو گئے اور بیعت کے معاملے میں گفتگو کرنے لگے،
اُن کی طرف ابن عتاب نکلا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص اُن کی طرف نکلا وہ زرافہ تھا،
اُس نے انھیں منتصر کی وہ باتیں پہنچائیں جو وہ پسند کرتے تھے، اُنھوں نے
اُسے باتیں سنائیں، وہ منتصر کے پاس گیا اور اُسے خبر دی وہ نکلا اور اُس کے
سامنے ایک جماعت مغربی فوج کی تھی جنھیں اُس نے پکارا کہ اے کتو انھیں
پکڑ لو، اُنھوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور تین دروازوں تک ڈھکیل آئے،

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے اور بعض لوگ بعضوں پر گر پڑے، پھر وہ لوگ ہتھیاروں سے جدا ہوئے، اور جو لوگ بھیڑ اور روندنے سے مر گئے تھے اُن کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ چھ تھے اور بعض کہتے ہیں وہ تین سے چھ تک تھے،

اسی سال اپنی بیعت کے ایک دن بعد منتصر نے ابو عمرہ احمد بن سعید غلام آزاد کردۂ بنی ہاشم کو حاکم فوجداری بنایا کسی کہنے والے نے کہا:

وائے بربادی اسلام جبکہ لوگوں میں عدالت کا ابو عمرہ حاکم بن گیا،

وہ امت پر امین سمجھا گیا .... حالانکہ وہ اونٹ کی ایک مینگنی پر بھی امین نہیں ہے،

اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد نکال دیا اور اُس پر پہرہ مقرر کر دیا،

اسی سال محمد بن زینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۴۸ھ

صائفہ اور وصیف بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ احمد بن خصیب اور وصیف کے درمیان بغض اور ترک کلام تھا، جب منتصر خلیفہ اور ابن خصیب اُس کا وزیر بنایا گیا تو احمد بن خصیب نے منتصر کو اُبھارا اور اُسے اپنی جماعت سے نکال کر سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرنے کا مشورہ دیا، وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ منتصر نے اُسے بلوایا اور جنگ کا حکم دیا، منتصر نے جب اس امر کا قصد کیا کہ وصیف کو سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرے تو اُس سے احمد بن خصیب نے کہا کہ آزاد کردہ غلاموں پر کس کی جرأت ہوگی، تاوقتیکہ آپ وصیف کو جنگ پر جانے کا حکم دیں (یعنی بغیر وصیف کو جنگ پر بھیجے ہوئے اور کوئی بھی اس کے لیے تیار نہ ہوگا اس لیے وصیف کی روانگی ضروری ہے) منتصر نے بعض دربانوں سے کہا کہ جو شخص دارالخلافت پر

حاضر ہوا (سے داندر آنے کی) اجازت دے، باریابوں کو اجازت دی گئی جن میں
وصیف بھی تھا، منتصر نے متوجہ ہو کے اُس سے کہا کہ اے وصیف میرے پاس
(سرکش) بادشاہ روم کے متعلق یہ خبر آئی ہے کہ اُس نے سرحدوں کے ارادے سے
توجہ کی ہے، یہ ایسا امر ہے کہ اس سے بچنا (بغیر اس کے) ناممکن ہے کہ تم یا تو
جنگ کے لیے جاؤ یا میں جاؤں، وصیف نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جاؤں گا،
منتصر نے کہا اے احمد وصیف کی ضروریات پر توجہ کر خواہ وہ جس مقدار میں بھی ہوں،
اور وہ اُس کے لیے مہیا کر احمد نے کہا اچھا اے امیر المومنین، فرمایا، کیا "اچھا"
اسی وقت اُس کے لیے کھڑا ہو،

اے وصیف اپنے کاتب کو حکم دے کہ وہ بھی جن چیزوں کی حاجت ہے
اُن میں اُس کی مدد کرے اور اُس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس معاملے میں وہ تیری
ضرورت رفع کرے احمد بن خصیب بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور وصیف بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تیاری میں
مشغول رہا یہاں تک کہ روانہ ہو گیا مگر اُسے فلاح و کامیابی نصیب نہ ہوئی،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے جب وصیف کو بلا کے جنگ کے لیے حکم دیا
تو اُس سے کہا کہ سرکش یعنی بادشاہ روم نے حرکت کی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ
بلاد اسلام میں سے جہاں سے گزرے گا سب کو ہلاک اور قتل کرے گا اور بچوں اور
عورتوں کو قید کرے گا، جب تو لڑے اور لوٹنے کا ارادہ کرے تو بہت جلد
امیر المومنین کے دروازے کی طرف واپس آنا، سرداروں کی ایک جماعت کو
اُس کے ہمراہ روانگی کا حکم دیا لوگوں کا اُس کے لیے انتخاب کیا، جو لوگ فوج شاکریہ
اور لشکر اور آزاد کردہ غلاموں میں سے اُس کے ہمراہ ہوئے وہ تقریباً دس ہزار
آدمی تھے، مقدمے پر مزاحم بن خاقان برادر فتح بن خاقان ساقہ پر محمد بن رجا میمنہ پر
سندی بن بختاشہ اور دراجے پر (دراجہ وہ لشکر ہے جو قلعہ شکن آلات رکھتا ہے)
نصر بن سعید مولی مامور تھا، وصیف کے نائب کو جو سامرا کا کوتوال تھا منتصر نے لوگوں
اور لشکر پر عامل بنا دیا،

منتصر نے اپنے آزاد کردہ غلام وصیف کو جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت
محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھا جس کی نقل یہ ہے:

فرمان جہاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبد اللہ محمد المنتصر باللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبد اللہ آزاد کردہ غلام امیر المومنین کی جانب،

سلام علیک،

بیشک امیر المومنین تیری سلامتی پر اُس اللہ کی حمد کرتا ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اُس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ پر رحمت بھیجے،

اما بعد، بیشک اللہ تے دا اور اُسی کے لیے تمام محامد ہیں اُس کی نعمتوں پر اور شکر ہے اُس کے عمدہ امتحان پر) اسلام کو انتخاب کیا اور اُسے فضیلت دی اور پورا کیا اور کامل بنایا اور اُسے اپنی رضامندی اور ثواب کا وسیلہ اور اپنی رحمت کا کھلا ہوا راستہ اور اپنے ذخیرۂ کرامت کا سبب بنایا، اُسے مغلوب کردیا جس نے اُس کی مخالفت کی اور اُسے ذلیل کردیا جس نے اُس کے حق ہونے سے انکار کیا اور اُس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا اور اُسے سب سے زیادہ مکمل اور کامل شریعت کی اور افضل اور منصفانہ احکام کی خصوصیت عطا کی اور اُس کے لیے اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر اور اپنے بندوں میں سے سب سے برتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنے نزدیک تمام فرائض میں سے جہاد کا مرتبہ سب سے بڑا کردیا اور رتبے کے اعتبار سے بھی اسے اپنے یہاں بلند ترین بنادیا، اور تمام فرائض میں سے اپنے قریب پہنچنے کا سبب سے واضح وسیلہ اُسی کو بنایا اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو عزت دی اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے والے اہل شرک کو ذلت دی ہے،

اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور اُسے فرض کرتے ہوئے فرمایا چلو بغیر سامان کے یا سامان کے ساتھ، اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کرو، اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے کوئی ایسی حالت مجاھد فی سبیل اللہ پر نہیں گزرتی کہ وہ اللہ کی راہ میں تکلیف کو نہیں برداشت کرتا اور نہ ایذا کو اور وہ کچھ خرچ نہیں کرتا اور وہ دشمن سے قتال نہیں کرتا اور کسی شہر کا راستہ قطع نہیں کرتا اور وہ کسی زمین پر نہیں گزرتا مگر اُس کے لیے ان امور کی وجہ سے ایک امر ہے جو

لکھا ہوا ہے اور ایک ثواب ہے جو بہت ہے اور ایک اجر ہے جس کی امید دلائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ بیشک اُنھیں نہیں پہنچتی ہے پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور وہ کسی زمین پر اس طرح نہیں گزرتے جس سے کفارہ کو غصہ آتا ہے اور اُنھیں دشمن سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ اُس کے عوض ان کے واسطے عمل صالح لکھا جاتا ہے، بیشک اللہ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، اور وہ لوگ کوئی خرچ نہیں کرتے ہیں چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ کوئی میدان و کوہ قطع کرتے ہیں مگر اُن کے لیے لکھ لیا جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اُن کے سب سے اچھے اعمال کی جزا دے،

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اپنے نزدیک مجاہدین کے غیر مجاہدین پر زیادت مرتبہ کی اور جو کچھ اُن کے لیے جزا و ثواب کا وعدہ ہے اُس کی اور جو کچھ اُن کے لیے اُس کے یہاں تقرب ہے اُس کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہے، برابر نہیں ہیں، مومنین میں سے بغیر کسی ضرر کے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو (بے عذر) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کی بزرگی دی ہے، اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر باعتبار اجر عظیم کے فضیلت دی ہے، جہاد کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان و مال خرید لیے ہیں اور اپنی جنت کو اُن کے لیے قیمت بنایا ہے اور اپنی خوشنودی کو اُن کے لیے بدلہ، اُس کے خرچ کرنے پر اُس کی جانب سے ایسا سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ایسا منصفانہ حکم ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، بیشک اللہ نے مومنین سے اُن کے جان و مال کو اُس قیمت کے عوض خرید لیا ہے کہ اُن کے لیے جنت ہے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں یہ وعدہ اس پر واجب ہے، جو توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے، اور اللہ سے زائد اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ لہذا تم اپنی اُس تجارت سے خوش ہو جاؤ جو تم نے

اللہ سے کی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے زندہ مجاہدین کے لیے اپنی نصرت کا اور اپنی رحمت بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور شہدائے مجاہدین کے لیے اُن کی حیات دائمہ اور تقرب الی اللہ کا اور اپنے ثواب میں سے حصۂ کثیرہ کی شہادت دی ہے، فرمایا ہے، تو اُن لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے مردہ نہ سمجھ، وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اُس سے خوش ہیں، اور اُن لوگوں کو جو اُن کے پسماندوں میں سے اُن سے نہیں ملے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ نہ اُن پر (آیندہ کا) کوئی خوف ہے اور نہ انھیں (گزشتہ کا) غم ہے۔
اعمال مومنین میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے سے مومنین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تقرب حاصل کریں اور اُس کے ذریعے سے اپنے گناہ معاف کرانے میں اور عذاب الٰہی سے آزاد کرانے میں کوشش کریں، اور اُس کے ذریعے سے اپنے پروردگار کی جانب سے ثواب کے مستحق بنیں مگر جہاد اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اُس کے نزدیک بہت بلند رتبہ رکھتا ہے اور دُنیا و آخرت میں کامیابی کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اہل جہاد نے اللہ کے لیے اپنی جان کھپائی تاکہ اللہ ہی کا بول بالا رہے اور اُنھوں نے اپنی جانوں کو اپنے پس اُفتادہ بھائیوں اور مسلمانوں کی عورتوں اور اُن کی آبرو پر صرف کیا، اور اپنے جہاد کے ذریعے سے دشمن کو مغلوب کیا۔
امیر المومنین نے اس لیے کہ اُسے دشمن خدا کے جہاد کے ذریعے سے تقرب بارگاہ الٰہی حاصل کرنا اور اُس کے اُس حق کو ادا کرنا جو اُس نے اسے اپنے دین کا محافظ بنا کر مقرر کر دیا ہے، اور اُس کے اولیا کے اعزاز میں اپنے لیے تقرب کا تلاش کرنا، اور اُن پر جو اُس کے دین سے ہٹ گئے اور اُس کے رسولوں کی تکذیب کی اور اُس کی فرماں برداری سے جدا ہو گئے قوت و سزا کا نازل کرنا پسند ہے یہ مناسب سمجھا ہے کہ وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کو اسی سال اللہ کے دشمن کفار روم کے بلاد کی طرف غازی مقرر کرے، اس لیے کہ اُس کی فرماں برداری اور خیر خواہی اور

عمدہ مہارت قواعد جنگ پر اور ہر اُس چیز میں اُس کی خلوص نیت کے متعلق جس نے اُسے اللہ اور خلیفۃ اللہ کا مقرب بنادیا ہے اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو معرفت عطا فرمادی ہے'

امیر المومنین نے یہ مناسب سمجھا ہے اور اللہ ہی اُس کا مددگار اور توفیق دینے والا ہے کہ وصیف کا اور اُس کے اُن آزاد کردہ غلاموں کا اور اُس کے عام لشکر کا اور فوج شاکریہ کا جنھیں امیر المومنین نے اُس کی ہمراہی کے لیے قائم کیا ہے ۱۲ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو جو شہور عجم میں سے نصف حزیران کے مطابق ہے سرحد ملطیہ پر پہنچا ہو اور بلاد دشمنان خدا میں تموز (موسم گرما) کے سب سے پہلے دن وہ داخل ہو، اُسے جان لے اور امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل اپنے علاقے کے اطراف کے کارندوں کو بھی لکھ بھیج' انھیں یہ حکم دے کہ جو مسلمان اُن کے سامنے ہوں اُنھیں پڑھ کر سنائیں' اُنھیں جہاد کی ترغیب دیں' اُس پر برانگیختہ کریں' انھیں جہاد کے لیے روانہ کریں' اُنھیں وہ ثواب بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ نیت والے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنے والے اور جہاد کا شوق رکھنے والے اپنے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے اور اپنے بھائیوں کی نصرت کے لیے سفر کرنے والے اور اپنے دین کی مدافعت کرنے والے اور اپنی حدود سے دشمن کو دور کرنے والے اس فرمان کے مطابق وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے لشکر کے مُلطیہ پر اُس وقت پر پہنچنے پر جس کو امیر المومنین نے اُن کے لیے مقرر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں' والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احمد بن خصیب نے ۷ محرم ۲۴۸ھ کو لکھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے لشکر کے اخراجات و رسد پر اور مال غنیمت اور اُس کی تقسیم پر اُس شخص کو مقرر کیا جو ابو الولید الجریری البجلی کے نام سے مشہور تھا۔ اسی کے ساتھ منتصر نے بھی وصیف کو لکھا کہ جب وہ اپنی اس جنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تو بلاد سرحد پر چار سال تک قیام کرے اور وہاں کے اوقات جنگ میں جنگ کرتا رہے یہاں تک کہ امیر المومنین اپنی رائے سے اُس کو اطلاع دے'

اسی سال مؤید و معتز نے اپنے آپ کو ولایت عہد خلافت سے سبکدوش کر دیا'

اُن کی دستبرداری کو منتصر نے جدید قصر جعفری میں ظاہر کیا،

مؤید و معتز کی دستبرداری

بیان کیا گیا ہے کہ محمد منتصر باللہ کے جب تمام امور خلافت درست ہو گئے تو احمد بن خصیب نے وصیف اور بغا سے کہا کہ ہم لوگ ان دونوں جوانوں سے مطمئن نہیں ہیں جبکہ امیر المومنین مر جائے گا تو معتز حاکم (خلیفہ) بن جائے گا پھر ہم میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے گا اور ہماری اولاد کو بھی مٹا دے گا، رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہ دونوں ہم پر قابو پائیں ہم ان دونوں لڑکوں کے معزول کرنے کی کوشش کریں، تمام ترکوں نے اس معاملے میں کوشش کی اور منتصر سے اصرار کیا کہ اے امیر المومنین ان دونوں کو خلافت سے معزول کر دیجیے اور اپنے فرزند عبد الوہاب کے لیے بیعت لے لیجیے، منتصر اپنے بھائی معتز و مؤید کا اکرام کرتا رہا باوجودیکہ اُس کا میلان مؤید کی طرف زائد تھا، جب اُس کی خلافت کو چالیس دن گزر گئے تو معتز و مؤید کے حاضر کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ دونوں اُس کے پاس سے واپس ہو چلے تھے، پھر بلائے گئے اور ایک گھر میں ٹھہرائے گئے، معتز نے مؤید سے کہا کہ اے بھائی تم جانتے ہو کہ ہم دونوں کیوں بلائے گئے ہیں، اس نے کہا اے بدبخت معزول کرنے کے لیے۔ (معتز نے) پھر کہا کہ مجھے یہ گمان نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیا جائے، وہ لوگ اسی قسم کی باتوں میں تھے کہ معزولی کے پیامبر اُن کے پاس پہنچ گئے، مؤید نے کہا کہ میں نے سنا اور مان لیا، معتز نے کہا کہ میں اس کے لیے تیار نہیں، اگر تم قتل کرنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے،

وہ لوگ منتصر کے پاس لوٹ گئے اور اُسے اس جواب سے آگاہ کیا، پھر سخت غصّے میں واپس آئے معتز کو سختی سے گرفتار کر کے ایک کوٹھری میں بند کر دیا،

یعقوب بن السکیت سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ سے مؤید نے
بیان کیا کہ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا تو میں نے جرأت و زباں درازی سے
اُن سے کہا کہ اے کتو یہ کیا حرکت ہے، تم نے ہمارے خون پر جرأت کی ہے
اسی طرح کا حملہ اپنے آقا پر کر چکے ہو، دور ہو خدا تمھیں بد حال کرے، مجھے چھوڑ دو کہ
میں معتز سے گفتگو کروں، وہ لوگ فوراً کچھ کہنا چاہتے تھے مگر مجھے جواب دینے سے
باز رہے اور تھوڑی دیر ٹھہر گئے، مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو اُس سے مل لے،
مجھے یہ گمان ہوا کہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے، میں اُس کی طرف چلا تو
کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کوٹھری میں رو رہا ہے، میں نے کہا کہ ارے جاہل تو
دیکھتا ہے کہ اُن لوگوں نے تیرے باپ سے اپنی مراد حاصل کر لی اور وہی ہوا جو
وہ چاہتے تھے، پھر بھی تو اُن سے رُکتا ہے، معزول ہو جا، تجھ پر خرابی ہو، اور (اب)
اُنھیں واپس نہ کر، کہا سبحان اللہ، وہ امر جس کا فیصلہ ہو چکا، شہرت ہو چکی، ساری دُنیا
میں پھیل گیا، اُس سے دست بردار ہو جاؤں، میں نے کہا کہ اسی امر نے تیرے
باپ کو قتل کیا، اے کاش وہ تجھے نہ قتل کرے، اُسے دور کر، خرابی ہو تجھ پر،
کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ کے علم میں یہ امر آچکا ہے کہ تو حاکم بنے گا تو ضرور ضرور
بنے گا، معتز نے کہا: اچھا، مؤید نے یہ سُن کے نکل کر کہا کہ اُس نے قبول کر لیا،
لہٰذا امیر المومنین کو اطلاع کر دو، وہ لوگ گئے، پھر پلٹے، اور مجھے دعائے خیر دی،
اُن کے ساتھ ایک کاتب بھی داخل ہوا جس کا وہ کچھ نام لیتے تھے، اُس کے ہمراہ
دوات و کاغذ بھی تھا، وہ بیٹھ گیا، ابو عبد اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم
اپنے قلم سے اپنی معزولی لکھو، جس سے وہ متحیر ہو گیا، میں نے کاتب سے کہا کہ
مجھے کاغذ دے تو جو چاہے گا وہ میں لکھ دوں گا، مجھ سے منتصر کے نام ایک عرضیہ
لکھوایا گیا، جس میں میں نے اُسے اس امر کے متعلق اپنے ضعف کی اطلاع دی کہ
مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لیے مقتدا بننا حلال نہیں، اور یہ بھی ناپسند ہے کہ
میرے سبب سے متوکل گناہگار ہو، جبکہ میں اس امر کے لیے محل نہ ثابت ہوں،
میں نے اُس سے معزولی کی درخواست کی، اور اُسے یہ اطلاع دی کہ میں نے
اپنے آپ کو معزول کر دیا اور لوگوں کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیا، میں نے بالکل

اُس کی خواہش کے موافق لکھ دیا، پھر بن نے کہا اے ابوعبداللہ تو بھی لکھ دے، وہ پھر رکا، میں نے کہا تجھ پر خرابی ہو لکھ دے، آخر لکھ دیا، وہ کاتب ہمارے پاس سے چلا گیا، پھر ہمیں بلانے لگا تو میں نے کہا کہ آیا ہم لوگ اپنے کپڑے بدل لیں یا اسی حالت میں چلیں، کہا بدل لو، میں نے کپڑے منگا کر پہنے اور ابوعبداللہ نے بھی ایسا ہی کیا، اور ہم لوگ روانہ ہوئے، جب پہنچے تو منتصر اپنی مجلس میں تھا لوگ حسب مراتب بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے سلام کیا سب نے جواب دیا، منتصر نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ تم دونوں کا خط ہے، معتز خاموش رہا، میں نے سبقت کر کے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین یہ میرا خط ہے میرے سوال اور میری رغبت کے متعلق معتز سے میں نے کہا بول اُس نے بھی یہی کہا، منتصر ہماری طرف متوجہ ہوا ترک بھی کھڑے تھے کہ کیا تم دونوں یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے تم کو اس طمع میں معزول کر دیا ہے کہ میں اُس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک کہ تیرا لڑکا بڑا ہو اور میں اُس کے لیے بیعت لے لوں، خدا کی قسم میں نے گھڑی بھر کے لیے بھی کبھی اس قسم کا لالچ نہیں کیا، جب اس معاملے میں لالچ نہیں تھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے باپ کے بیٹوں کا حاکم بننا بہ نسبت چچا کے بیٹوں کے حاکم بننے کے زیادہ پسند ہے، لیکن ان لوگوں نے (اُس نے تمام آزاد کردہ غلاموں کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑے اور بیٹھے تھے) مجھ پر تم دونوں کے معزول کرنے میں بہت اصرار کیا مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں نہ کروں تو ان میں سے کوئی تم دونوں کے ساتھ ہتھیار سے پیش آئے، اور دونوں کو قتل کر دے، تو تم دونوں مجھے کیسا خیال کرو گے، خدا کی قسم ان سب کا خون مل کر بھی تم میں سے کسی ایک کے خون کے برابر نہیں، اس لیے مجھ پر ان کی درخواست کا قبول کر لینا زیادہ آسان ہوا، یعقوب نے کہا کہ دونوں اُس پر جھک گئے اور اُس کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اُس نے دونوں کو چمٹا لیا، پھر وہ دونوں واپس چلے گئے،

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوم شنبہ کو ۲۳ر صفر ۲۴۸ھ ہوئی تو معتز اور مؤید نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ہر ایک نے اپنے قلم سے ایک ایک رقعہ لکھا کہ اُس نے اُس بیعت سے جو اُس کے لیے کی گئی تھی اپنے آپ کو معزول کر دیا

لوگ اُس بیعت کے توڑ دینے میں آزاد ہیں، وہ دونوں اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں، دونوں اسی امر کو بیان کرنے کے لیے سب کے درمیان کھڑے ہوگئے، سب لوگ، اور تمام ترک، اور معززین اور مصاحبین اور قاضی اور جعفر بن عبد الواحد قاضی القضاۃ، اور سردار اور بنی ہاشم اور تمام محکموں کے حکام اور جماعت اور دربانوں کے سردار، اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر اور وصیف اور بغا الکبیر اور بغا الصغیر اور تمام حاضرین دربار عام و دربار خاص (سب موجود تھے) اس کے بعد سب لوگ واپس گئے، ان دونوں نے یہ لکھا تھا۔

خلع بیعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے اس امر (خلافت) کو میری گردن میں ڈالا تھا اور میرے لیے بیعت لی تھی، حالانکہ میں بچہ تھا (یہ فعل) بغیر میرے ارادے اور (محض) اُن کی محبت کی وجہ سے ہوا تھا، جب میں نے اپنے معاملے کو سمجھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں اُسے نہیں قائم کر سکتا جو انھوں نے میری گردن میں ڈالا ہے، اور نہ مجھ میں مسلمانوں کی خلافت کی صلاحیت ہے اس لیے جس شخص کی گردن میں میری بیعت تھی وہ اُس کے ٹوٹ جانے سے آزادی میں ہے، میں نے تمھیں اس سے آزاد کر دیا ہے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر دیا ہے، میرا کوئی عہد تمھاری گردن میں نہیں ہے، اور نہ کوئی معاملہ تم لوگ اس سے بری ہو،

اس رقعے کو احمد بن خصیب نے پڑھا تھا، اُن دونوں میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر تمام حاضرین سے کہا کہ یہی میرا رقعہ ہے اور یہی میرا قول ہے لہذا تم لوگ میرے گواہ رہو میں نے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر کے بیعت سے آزاد کر دیا ہے، منتصر نے اس وقت ان دونوں سے کہا کہ خدا تمھارا اور تمام مسلمانوں کا بھلا کرے، اور کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا، پہلے مجمع میں بیٹھا تھا اور ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا تھا، پھر تمام عاملوں کو ان دونوں کی

معزولی کے متعلق ایک فرمان لکھوایا، صفر ۲۴۸ھ میں یہ واقعہ پیش آیا

فرمان معزولی

منشور المنتصر باللہ بنام ابو العباس محمد بن عبداللہ بن طاہر آزاد کردہ غلام امیر المومنین در بارۂ معزولی ابو عبداللہ المعتز و ابراہیم المؤید،

منجانب عبداللہ محمد امام المنتصر باللہ امیر المومنین بنام محمد بن عبداللہ غلام آزاد کردۂ امیر المومنین،

اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے کہ اُسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اس کی نعمتوں پر اور اُس کا شکر ہے اُس کے عمدہ امتحان پر، اپنے خلفا میں سے اہل حکومت کے اُن امور کا قائم کرنے والا جن کے لیے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والا اور اپنے حق کی طرف بلانے والا اور اپنے احکام کو جاری کرنے والا بنا دیا، اپنی اُس بزرگی کو جو خاص طور پر اُنھیں عطا فرمائی اپنے بندوں کے لیے باعث قیام اور اپنے شہروں کے لیے باعث درستی و رحمت بنا دیا جس کے ذریعے سے اُس نے اپنی مخلوق کو آباد کیا، اُن کی فرماں برداری کو فرض کردیا اُسے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت و فرماں برداری سے ملا دیا اُسے اپنے قرآن محکم میں واجب کردیا کیونکہ اسی میں مصائب سے سکون اور خواہشوں کا اجتماع اور پریشانی کی اصلاح اور راستوں کا امن اور دشمن پر غلبہ اور عورتوں کی حفاظت اور سرحدوں کی روک تھام اور تمام امور کا انتظام جمع ہے، فرماتا ہے:
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اللہ کی فرماں برداری کرو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرماں برداری کرو اور اُن حکام کی جو تم میں سے ہوں، لہٰذا اللہ کے اُن خلفا پر جنھیں اُس نے اپنی اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا اپنی بزرگی کے اعلیٰ مرتبے کے لیے اُنھیں مخصوص کیا اور اُن امور کا کہ جنھیں اُس نے اپنی رحمت کا وسیلہ اور اپنی خوشنودی و ثواب کا سبب بنایا ہے انھیں نگہبان بنایا، یہ حق ہے کہ وہ ہر حالت میں جو انھیں پیش آئے اُس کی اطاعت کو اختیار کریں اُس کے حق کو خود اپنے اندر قائم کریں،

امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے اُس کا محتاج اور اُس کی عظمت کے آگے

ذلیل بن کر دعا کرتا ہے کہ وہ اُس کی اُن امور میں مدد کرے، جن میں اُس نے اُسے راعی بنایا، ایسی مدد کرے جس میں اُس کی درستی ہو اور جو بار اس پر ہے اُس سے سرگرانی نہ ہونے پائے، اپنی توفیق سے اپنی اطاعت پر اُس کی اعانت کرتا رہے، بیشک وہی سننے والا اور قریب ہے،

اے ابو العباس اُن خطوط کا اسی وقت علم ہو گیا تھا جب تو یہاں حاضر تھا جو اپنے قلم سے لکھ کر ابو عبداللہ و ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے تھے جس میں اُنھوں نے وہ امور ذکر کیے تھے جن سے انھیں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تھا جو امیر المومنین کی اُن دونوں پر توجہ اور اُس کی اُن دونوں پر کمال مہربانی اور اُس کی اُن پر نیک نظر کے متعلق تھے، امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے ابو عبداللہ کو امیر المومنین کا ولی عہد مقرر کیا تھا اور بعد ابو عبداللہ کے ابراہیم کو ولی عہد مقرر کیا تھا، یہ اُس وقت ہوا تھا جبکہ ابو عبداللہ بچہ تھا تین سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا اُسے سمجھ نہ سکا جو اُس کے لیے مقرر کیا گیا، اور نہ اس سے واقف ہو سکا جو اُس کی گردن میں ڈالا گیا، ابراہیم بھی چھوٹا تھا جوانی کی حد تک نہیں پہنچا تھا، نہ اُن دونوں کے احکام جاری ہو سکتے تھے اور نہ اسلام کے احکام اُن دونوں پر جاری ہوئے تھے، جب وہ بالغ ہو گئے اور اُن اعمال کے جو اُن کی طرف منسوب کیے گئے اور اُس عہد کے قیام سے اپنی عاجزی پر واقف ہوئے ان دونوں پر واجب ہوا کہ یہ اس طور پر اللہ اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی کریں کہ اُس امر سے جو اُن دونوں کے لیے مقرر کیا گیا اپنے آپ کو نکال دیں اور اُن کاموں سے علیحدہ ہو جائیں جو اُن کی گردن میں ڈالے گئے، ہر اُس شخص کو جس کی گردن میں اُن دونوں کی بیعت ہے اور اُس پر قسم ہے آزاد کر دیں، جبکہ وہ دونوں اُن امور کو جن کے وہ اہل سمجھے گئے قائم نہیں کر سکتے اور نہ اُس کے اپنی گردن میں ڈالے رکھنے کی استعداد رکھتے ہیں،

وہ لوگ بھی جو اُن دونوں کے اطراف میں امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور لڑکوں اور لشکر اور شاکریہ میں سے اور تمام وہ لوگ جو

عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بارگاہ خلافت میں خراسان میں اور تمام اطراف میں جو اُن دونوں کے قبضے میں ہیں اُن سب سے ان دونوں کی علامات نکال دی جائیں اور اُن سب سے اُن کے قبضے کا ذکر علیٰحدہ کردیا جائے، وہ دونوں بھی عام مسلمانوں کے طریقے پر رہوں گے، وہ دونوں جو کچھ بیان کرتے ہیں امیرالمومنین سے برابر اسی کے متعلق تذکرہ کرتے رہتے ہیں، اس بارے میں اُس وقت سے اس سے درخواست کر رہے ہیں جب سے اُسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت پر پہنچایا، اُن دونوں نے ولی عہدی سے اپنے آپ کو معزول کردیا اور اُس سے علیٰحدہ ہوگئے، ہر شخص جس پر ان دونوں کی بیعت اور قسم تھی امیرالمومنین کے عہدہ داروں اور اُس کے دوستوں اور رعیت میں سے قریب وبعید حاضر وغائب سب کو اُن دونوں نے آزاد کردیا اور اپنی بیعت وقسم کے متعلق وسعت دے دی کہ وہ بھی انھیں معزول کردیں جس طرح اُنھوں نے خود اپنے آپ کو معزول کردیا، اُن دونوں نے امیرالمومنین کے لیے خود اپنی ذات سے اُس سے بھی سخت اللہ کا عہد لے لیا جو عہد ومیثاق اُس کے ملائکہ اور انبیا اور اس کے بندوں سے لیا گیا تھا، اور اُن تمام قسموں پر بھی جو امیرالمومنین (منتصر) نے اُن دونوں کے لیے اس امر کے متعلق مضبوطی کے ساتھ لی تھیں کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اُس کی فرماں برداری اور خیرخواہی اور دوستی پر ظاہر اور باطن میں قائم رکھیں گے، وہ دونوں امیرالمومنین سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ان دونوں نے کیا ہے اُسے وہ ظاہر اور شائع کردے اور اپنے تمام دوستوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب ان امور کو ان دونوں سے سن لیں، یہ درخواست اُن دونوں کی اپنی طلب ورغبت وطیب قلب سے بغیر جبر واکراہ کے ہے، اُن دونوں کے روبرو اُن کے وہ رقعے پڑھے جائیں جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر پیش کیے ہیں جن میں اُنھوں نے اُس ولی عہدی کا جو بحالت طفلی اُن کے لیے واقع ہوئی، اور بعد بلوغ اپنے آپ کو اُس سے معزول کرنے کا، اور اُن اعمال کے متعلق جن کے وہ متولی بنائے گئے تھے اپنے سے واپس لیے جانے کے متعلق دونوں نے جو درخواست کی ہے اُس کا ذکر کیا ہے کہ اُن لوگوں سے جو اس تولیت کی وجہ سے اُن کے ساتھ کردیے گئے تھے جو اُن کے

اطراف کے سرکاری عہدہ داروں اور لشکر والوں اور غلاموں اور شاکریہ اور تمام لوگوں میں سے تھے جو ان عہدہ داروں کے تحت ہیں اپنی علامات نکال دینے اور ان لوگوں سے اپنے ماتحت ہونے کی علامت کو زائل کرنے کی درخواست کی ہے کہ اُس کے متعلق ایک فرمان تمام اطراف کے عمال کو لکھ دیا جائے،

بیشک امیر المومنین اُن دونوں کے بیان کرنے اور پیش کرنے میں اُن کے صدق پر واقف ہوگیا، اور اپنے تمام بھائیوں اور اپنے اہل بیت کے جو اس کی بارگاہ میں تھے اور اپنے تمام عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور لشکر اور شاکریہ کے امیروں اور اپنے کاتبوں، قاضیوں اور فقہاء وغیرہم کے اور اپنے تمام دوستوں کے جن کے روبرو ان امور کے متعلق اُن دونوں کے لیے یہ بیعت واقع ہوئی تھی بجا لانے میں سبقت کی، ابوعبداللہ اور ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ان دونوں کے رقعے جو اُن کے قلم کے لکھے ہوئے تھے اُن کے حضور میں امیر المومنین کی مجلس میں اُن دونوں کے اور تمام حاضرین مجلس کے روبرو پڑھے گئے اور اُن دونوں نے رقعے پڑھے جانے کے بعد اُن باتوں کو اُسی طرح زبان سے دُہرایا جس طرح انھوں نے لکھا تھا،

امیر المومنین نے اُن کی اس درخواست کو جو اپنے فعل کی اشاعت اور اُس کے اظہار اور اجرا کے متعلق تھی قبول کرنے میں اتفاق کو اس لیے مناسب سمجھا کہ اس میں تین حق ادا ہوتے تھے،

(اول) اللہ عزوجل کا حق اس امر میں کہ اُس نے امیر المومنین کو اپنی خلافت کا محافظ بنایا اور اُس پر اپنے دوستوں کے لیے ایسی نظر رکھنی واجب کی جو حال و استقبال میں بالاتفاق اُن کے قلوب میں الفت پیدا کرے،

(دوم) رعایا کا حق ہے جو اُس کے پاس اللہ کی امانت ہے، اسی لیے اُن کے امور کا اپنی گردن میں (بار) اُٹھانے والا اُس شخص کو ہونا چاہیے جو رات دن اپنی عنایت اور نظر اور مہربانی اور عدل اور رحمت سے اُن کی رعایت کرے، اللہ کے احکام کو اُس کی مخلوق میں قائم کرے، سیاست کی

گرانی اور تدبیر کی درستی سے خوب واقف ہو،
(سوم) ابو عبد اللہ اور ابراہیم کا حق جو امیر المومنین پر اُن کے بھائی ہونے کی وجہ سے اور اُن کے ہم رحم ہونے کی وجہ سے واجب ہے، اس لیے کہ اگر وہ دونوں جس چیز سے جدا ہو گئے یا وجود اپنی عاجزی کے اُس پر باقی رکھے جائیں تو اس سے یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی ایسے امر تک نہیں پہنچے گا جس میں دین کا ضرر ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے خرابی ہے اور اس میں اُن دونوں پر بہت بڑا گناہ ہوگا، لہٰذا امیر المومنین نے اُن دونوں کو معزول کر دیا جیسا کہ خود اُن دونوں نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے معزول کر دیا، اور امیر المومنین کے تمام بھائیوں نے اور جو اہل بیت کہ بارگاہ امیر المومنین میں ہیں اُن سب نے بھی دونوں کو معزول کر دیا، امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور رؤسائے لشکر و شاکریہ اور کاتبوں اور قاضیوں اور فقہا وغیرہم اور امیر المومنین کے اُن تمام موالی نے بھی انھیں معزول کر دیا جن کے روبرو اُن دونوں کے لیے بیعت لی گئی تھی، امیر المومنین نے اپنے تمام عمال کی جانب اس کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دے دیا، کہ وہ لوگ جو کچھ فرمان میں ہے اُس کے مطابق عمل کریں، ابو عبد اللہ و ابراہیم کو ولی عہدی سے معزول کر دیں جیسا کہ خود ان دونوں نے اُس سے اپنے آپ کو معزول کر دیا، دونوں نے خاص و عام اور قریب و بعید اور حاضر و غائب، کو اُس سے آزاد کر دیا، کہ لوگ ولی عہدی کے ساتھ اُن کا ذکر نہ کریں، جو چیزیں ولی عہدی کی نسبت سے اُن کی طرف منسوب ہیں جیسے المعتز باللہ و المؤید باللہ اپنے خطوط اور الفاظ میں اور منبر پر اُن دونوں کے لیے دعا میں ترک کر دیں، اور وہ سب ترک کر دیں جو اُن کے دفاتر میں اُن کے ماتحت لوگوں پر اُن کی قدیم یا جدید علامات ہیں، جھنڈوں اور لفافوں پر جو اُن کا ذکر ہے اُسے بھی مٹا دیں، اور جو گھوڑے شاکریہ اور رابطہ ان دونوں کے ناموں سے ہیں (اُن سے بھی اُن کے نام نکال دیں)۔

تیرا مرتبہ اور حال امیر المومنین کے نزدیک تیرے اس اخلاص کے مطابق ہے جو اللہ نے تجھے امیر المومنین کی اطاعت اور خیر خواہی اور ولا اور پیروی کے متعلق

دیا ہے، تیرا مرتبہ وہی ہے جو اللہ نے تیرے لیے تیرے بزرگوں اور خود تیری ذات کی وجہ سے واجب کیا ہے جو اللہ نے امیر المومنین کو تیری اطاعت اور مبارک حالی اور ادائے حق میں کوشش سے متعلق معرفت دی ہے (تیرا مرتبہ اُس کے مطابق ہے) امیر المومنین نے اپنی ذمہ داری کے لئے اور تجھ سے اور اُن سب سے جو تیرے قریب ہیں اور تمام اطراف میں ہیں ابو عبداللہ کی ماتحتی دور کرنے کے لیے تجھے منتخب کرلیا، امیر المومنین نے اپنے اور تیرے درمیان کسی شخص کو نہیں کیا جو تجھ پر افسر ہو، اس سے متعلق تمام حکموں کے حکام کے پاس حکم روانہ ہوگیا، لہٰذا تو بھی آگاہ ہو جا اور اپنے تمام عمال کو امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل بھیج دے، اور اُنھیں عمل میں اُسی کے مطابق حکم دیتا رہ، انشاء اللہ والسلام بقلم احمد بن الخصیب یوم شنبہ، ۲۰ صفر ۲۴۸ھ

اسی سال منتصر کی وفات ہوئی،

منتصر کا مرض موت، وقت وفات اور مدت حیات

وہ مرض جس کی وجہ سے اُس کی وفات ہوئی زیر اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ یوم پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو اُس کے حلق میں ورم ہوا اور ۵ ربیع الآخر یوم یکشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت مرگیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوم شنبہ ۴ ربیع الآخر بوقت عصر اُس کی وفات ہوئی، بیماری یہ تھی کہ اُس کے معدے میں ورم ہوا جو قلب تک ترقی کرگیا، اُس کی بیماری تین دن یا اسی کے قریب رہی، مجھ سے بعض صاحبوں نے بیان کیا کہ اُسے حرارت ہوئی اپنے کسی طبیب کو جو اُس کا علاج کرتا تھا بلایا، اور اُسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا، اُس نے زہر آلود آلے سے اُس کی فصد کھولی جس میں اُس کی موت ہوگئی، وہ طبیب جس نے اُس کی فصد کھولی تھی اپنے مکان واپس چلا گیا، اور اُسے بخار آگیا، اُس نے اپنے شاگرد کو

بلایا، اور اُسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اور اُس کے آلات اپنے سامنے رکھ لیے تاکہ اُن میں سے سب سے اچھے کا انتخاب کرے، اُنھی میں وہ زہر آلود آلہ بھی تھا جس سے اُس نے منتصر کی فصد کھولی تھی اور وہ اُسے بھول گیا تھا، اُس شاگرد نے اُن آلات میں جو اُس کے سامنے رکھے ہوئے تھے زہر آلود آلے سے زیادہ اچھا کوئی آلہ نہ پایا، اُس نے اُسی سے اپنے اُستاذ کی فصد کھول دی وہ اُس آلے کے حال سے ناواقف تھا، چنانچہ جب اُس نے اس آلے سے اُس کی فصد کھولی تو اُس کے اُستاذ نے اُس کی طرف دیکھا، پھر معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا، اُس نے اُسی وقت وصیت کی اور مر گیا،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر کو اپنے سر میں کوئی بیماری معلوم ہوئی تو ابن طیفوری نے اُس کے کان میں تیل ٹپکایا جس سے اُس کے سر پر ورم آگیا اور فوراً پھیل گیا چنانچہ وہ مر گیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن طیفوری ہی نے اُس کے آلات حجامت کو زہر آلود کر دیا تھا،

میں برابر لوگوں سے سن رہا ہوں جب سے کہ خلافت اُسے پہنچی اُس کے خلیفہ بننے سے مرنے تک یہی کہتے تھے کہ بیشک اُس کی مدت حیات صرف چھ مہینے ہے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ کی جو اپنے باپ کا قاتل تھا مدت حیات (چھ مہینے تھی) ہر خاص و عام کی زبان پر یہ مشہور رہتا،

یسر خادم سے مذکور ہے، اور وہ جیسا کہ مذکور ہے منتصر کے زمانۂ خلافت میں اُس کے بیت المال کا متولی و محافظ تھا، اُس نے بیان کیا کہ ایک روز اپنے زمانۂ خلافت میں منتصر اپنے محل میں سو رہا تھا کہ یکایک روتا اور چلاتا ہوا بیدار ہوا، مجھے اُس سے ہیبت معلوم ہوئی کہ میں اُس سے اُس کے رونے کا سبب دریافت کروں دروازے کے باہر ٹھہر گیا کہ اتفاقاً عبداللہ بن عمر البازیار سے ملاقات ہو گئی اُس نے بھی اُس کی چیخ سنی تھی، مجھ سے کہا کہ اسے کیا ہوا خرابی ہو تجھ پر اے یسر، میں نے اُسے بتایا کہ وہ سو رہا تھا پھر روتا ہوا اُٹھا، عبداللہ اس کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اے امیرالمؤمنین، خدا آپ کی آنکھ کو نہ رلائے، کہا اے عبداللہ میرے قریب آ، وہ اُس کے قریب گیا تو اُس سے کہا کہ میں سو رہا تھا پھر میں نے دیکھا اُس عالم میں کہ سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا متوکل

میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بربادی ہو تیری اے محمد، تو نے مجھ کو قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت چھین لی، خدا کی قسم میرے بعد تو اس سے متمتع نہ ہوگا مگر چند روز پھر تیری روانگی دوزخ کی طرف ہے، میں بیدار ہو گیا نہ میری آنکھ قابو میں ہے اور نہ میری فریاد، عبداللہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور وہ سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ آپ کو عمر دے گا اور آپ کے لیے آسانی کرے گا، اس وقت کو شراب سے ٹالیے اور دل بہلانے کا سامان اختیار کیجیے اور خواب کی پروانہ کیجیے، منتصر نے اس طرح دل تو بہلانا چاہا مگر شکستہ خاطر ہی رہا یہاں تک کہ مرگیا،

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے اپنے باپ کے قتل کے متعلق فقہا کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تھا، اس کے طریقوں سے انھیں آگاہ کیا تھا اور اُس کے متعلق ایسے امور قبیحہ بیان کیے تھے جن کا ذکر کرنا اس کتاب میں بھی مکروہ ہے، انھوں نے اس پر اُس کے قتل کا اشارہ کیا، اُس کے حالات میں بعض وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں،

منتصر ہی سے مذکور ہے کہ جب اُس کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اُس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس نے اُس کا حال دریافت کیا تو کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے دُنیا بھی گئی اور آخرت بھی،

ابن دہقانہ سے مذکور ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ متوکل کے قتل کے بعد ہم لوگ ایک دن منتصر کی مجلس میں تھے کہ مسدود طیفوری نے ایک قصہ بیان کیا، منتصر نے کہا کہ ایسا کب ہوا، اُس نے جواب دیا کہ اُس شب میں کہ نہ کوئی روکنے والا تھا نہ منع کرنے والا، اس جواب نے منتصر کو غصے میں ڈالا،

سعید بن سلمہ نصرانی سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ ہمارے پاس احمد بن خصیب خوش خوش آیا یہ بیان کرتا ہوا کہ امیرالمومنین منتصر نے کسی شب خواب میں یہ دیکھا کہ وہ ایک زینے پر چڑھا یہاں تک کہ وہ اُس کی پچیس سیڑھیوں تک پہنچ گیا تو اُس سے کہا گیا کہ یہ ہے تیری سلطنت، یہ خبر ابن منجم کو پہنچی تو محمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ منجم اسے اس خواب کی مبارکباد دینے آئے، اُس نے کہا کہ واقعہ اس طرح نہ تھا جیسا کہ تم سے احمد بن خصیب نے بیان کیا، لیکن جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا کہ ٹھہر کیونکہ یہی تیری عمر کا آخر ہے، اور اس کی وجہ سے وہ نہایت سخت مغموم رہا اس کے بعد وہ

چند روز ایک سال کے دن پورے کرتے تک زندہ رہا پھر مرگیا اُس وقت وہ پچیس سال کا تھا، کہا گیا ہے کہ جب وہ مرا ہے پچیس سال اور چھ مہینے کا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُس کی عمر چھبیس سال کی تھی اور اُس کی مدت خلافت چھ مہینے تھی اور بعض کے قول میں (چھ مہینے) اور دو دن تھی، اور کہا گیا ہے کہ برابر چھ مہینے رہی، کہا گیا ہے کہ ایک سو اناسی دن رہی، اپنے بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اُس نے کیا اُس کے چوالیس شب کے بعد سامرا کے قصر جدید میں انتقال کرگیا بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے لگا تو اُس نے یہ شعر پڑھا،

میرا جی اُس دُنیا سے خوش نہ ہوا جسے میں نے حاصل کیا، لیکن اپنے کریم پروردگار کے پاس جارہا ہوں،

اس کی نماز جنازہ احمد بن محمد بن معتصم نے سامرا میں پڑھائی، اور وہی اُس کی جائے ولادت تھی،

بڑی آنکھ، سرخ رنگ، پست قد، زیادہ گوشت والا تھا، جیسا کہ بیان کیا گیا مہیب (یعنی رعب دار) تھا، ایک قول کے مطابق وہ بنی العباس کا سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر مشہور ہوئی اور یہ اس لیے ہوا کہ اُس کی ماں نے اُس کی قبر کے بلند کرنے کی خواہش کی، اُس کی کنیت ابوجعفر اور اُس کی ماں کا نام حبشیہ تھا وہ ام ولد (یعنی وہ لونڈی تھی جس کے مالک کی اولاد اُس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی) اور وہ رومی تھی،

منتصر کے بعض خصائل

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر جب خلافت کا والی بنا تو سب سے پہلا جو کام اُس نے کیا وہ صالح کا مدینے سے معزول کرنا اور علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد کو وہاں کا حاکم بنانا ہے،

علی بن الحسین سے مذکور ہے کہ میں منتصر کے پاس اُسے رخصت کرنے گیا تو

مجھ سے کہا کہ اے علی میں تجھے اپنے گوشت اور خون کی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور اپنی کلائی کی کھال کھینچ کر کہا کہ اس طرف تک میں نے تجھے متوجہ کیا، دیکھ تو قوم کے لیے کیسا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے، قوم سے اُس کی مراد آل ابی طالب تھے، میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں ان کے معاملے میں امیر المومنین ایدہ اللہ کی رائے کی پابندی کروں گا، کہا کہ تو اُس وقت اس کی وجہ سے میرے نزدیک سعادت حاصل کرے گا،

محمد بن ہارون سے جو محمد بن علی بَرد الخیار کا کاتب اور ابراہیم مؤید کی جاگیر کے دفتر پر اُس کا نائب تھا، مذکور ہے کہ ایک مقتول اپنے بستر پر پایا گیا جس پر چند زخم تلوار کے تھے، اُس کا لڑکا اُس کے ایک حبشی خادم کو اور وصیف کو بلا لایا، بیان کیا گیا ہے کہ وصیف نے اُس حبشی کو قاتل ٹھہرایا، پھر وہ منتصر کے پاس پہنچا دیا گیا اور جعفر بن عبد الواحد کو حاضر کیا گیا، منتصر نے اُس سے اُس کے مالک کے قتل کا حال دریافت کیا اُس نے اُس کا اقرار کیا اور اُس کے ساتھ اپنے اس فعل کا اور اپنے اُسے قتل کرنے کا سبب بیان کیا، منتصر نے کہا کہ تجھ پر خرابی ہو تو نے اُسے کیوں قتل کیا؟ حبشی نے اُسے جواب دیا کہ اس لیے کہ تو نے اپنے باپ متوکل کو قتل کیا، اُس نے فقہا سے اُس کے معاملے میں دریافت کیا تو انھوں نے اُس کے قتل کا اشارہ کیا، اُس کی گردن ماردی اور جہاں بابک خرمی کو پھانسی دی گئی تھی وہیں اس کو بھی لٹکا دیا،

اسی سال محمد بن عمرو الشاری موصل کی طرف نکل گیا تو منتصر نے اس کی طرف اسحاق بن ثابت فرغانی کو روانہ کیا اُس نے اُسے مع اُس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قید کر لیا وہ لوگ قتل کیے گئے اور لٹکا دیے گئے،

اسی سال یعقوب بن اللیث الصفار سجستان سے حرکت کر کے ہراۃ کی طرف چلا گیا،

احمد بن عبد اللہ بن صالح متولی عید گاہ سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ میرے باپ کا ایک مؤذن تھا جسے ہمارے ایک گھر والے نے خواب میں دیکھا کہ گویا اُس نے کسی نماز کے لیے اذان دی پھر اُس گھر کے قریب گیا جس میں منتصر تھا

پھر اُس نے پکارا کہ اے محمد اے منتصر (ان ربك لبالمرصاد) بیشک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

بنان مغنی سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے منتصر کے مخصوصین میں سے تھا اُس کے باپ کی زندگی میں بھی اور خلیفہ ہوتے کے بعد بھی، اُس نے کہا کہ جب منتصر خلیفہ ہوا تو میں نے اُس سے کہا کہ مجھے ایک دیبا (ریشم) کا کپڑا عطا کر، اُس نے کہا کہ یا دیبا کے کپڑے سے بھی تیرے لیے زیادہ بہتر، میں نے کہا وہ کیا، کہا تو بیمار بن جا تاکہ میں تیری عیادت کروں پھر تجھے ریشمی کپڑے سے زائد ہدایا ل جائیں گے، آخر انھیں دنوں میں مر گیا اور مجھے کچھ نہ ملا۔

اسی سال محمد بن احمد بن المعتصم سے بیعت خلافت کی گئی۔

خلافت ابو العباس المستعین باللہ احمد بن محمد بن المعتصم

مذکور ہے کہ جب منتصر کی وفات ہوئی اور یہ یوم شنبہ بوقت عصر ۴ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو ہوئی تھی تو سب موالی (آزاد کردہ غلام) یوم یکشنبہ کو ہارونی کے پاس جمع ہوئے، اُن میں بغا صغیر و بغا کبیر اور اُتامش اور اُن کے ہمراہی بھی تھے، یہ لوگ ترک سرداروں اور مغربیوں اور اشروسینوں کو اس امر پر حلف دینے لگے جو شخص ان میں سے سب کو حلف دے رہا تھا وہ علی ابن الحسین بن عبد اللہ الاعلیٰ الاسکافی کاتب بغا کبیر تھا، کہ وہ سب لوگ بھی اُس شخص پر راضی ہیں جس پر بغا کبیر و بغا صغیر و اُتامش راضی ہوں، یہ امر احمد بن الخصیب کی تدبیر سے ہوا، ساری جماعت نے حلف کیا، اور سب نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ ناپسند کیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کوئی شخص خلافت کا متولی بنے، اپنے باپ کو قتل کر دینے کی وجہ سے اور ان کے اس خوف کی وجہ سے کہ ان میں سے جو متولی خلافت ہوگا وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا، احمد بن الخصیب اور جو موالی موجود تھے سب نے احمد بن محمد بن المعتصم پر اتفاق کیا

خلافت ہمارے آقا معتصم کی اولاد سے نہیں نکل سکتی، وہ لوگ پہلے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت سے ذکر کر چکے تھے، عشا کے آخر وقت شب دوشنبہ ۶ ربیع الآخر کو اسی سنہ میں سب نے اُس سے بیعت کرلی اور وہ اُس وقت اٹھائیس سال کا تھا اور اُس کی کنیت ابو العباس تھی، پھر اُس نے احمد بن الخصیب کو کاتب بنایا اور اتامش کو وزیر مقرر کیا۔

جب ۶ ربیع الآخر دوشنبہ کا دن ہوا تو قبل طلوع آفتاب عمری کے راستے سے جو باغوں کے درمیان سے تھا دار العامہ (دربار عام) اس حالت میں روانہ ہوا کہ لوگوں نے اُسے طویلہ اور (لباس خلافت) پہنا دیا تھا، ابراہیم بن اسحاق اُس کے سامنے نیزہ لیے ہوئے تھا، واجن الاشروسنی باب العامہ پر بیت المال کے عام راستے سے مل گیا، اُس نے اپنے ہمراہیوں کو دو صفوں میں کر دیا، وہ اور اُس کے چند معزز ہمراہی صف میں کھڑے ہو گئے، دار العامہ میں متوکل کی اولاد اور عباسیوں اور طالبیوں میں سے جو صاحب مرتبہ تھے حاضر ہوئے، وغیرہم، سب اس حالت میں تھے ڈیڑھ گھنٹہ دن بھی گزر چکا تھا، بازار اور سڑک کی طرف سے ایک آواز آئی دفعۃً شاکریہ کے تقریباً پچاس سواروں نے بیان کیا کہ وہ ابو العباس محمد بن عبد اللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور اُن کے ساتھ طبریہ کے سواروں کی بھی ایک جماعت ہے اور لوگوں کی مختلف جماعتیں بھی، ہمراہ آوارہ گرد اور بازاری لوگوں میں سے قریب ایک ہزار کے ہیں، انھوں نے ہتھیار اٹھا لیے اور یا معتز، یا منصور، چلانے لگے، اشروسنیہ کی ان دونوں صفوں پر حملہ کر دیا جنھیں واجن نے قائم کیا تھا، وہ متفرق ہو گئے، بعض اُن میں سے بعض میں مل گئے، شاکریہ کے ساتھ جو سفید فام لشکر والے باب عامہ پر متعین تھے بھاگ گئے، انبوہ ہو گیا، مغربیوں اور اشروسنیوں نے اُن پر حملہ کر کے شکست دی یہاں تک کہ انھیں شاہراہ پر جو زرافہ وعزّون کے نام سے مشہور ہے ڈھکیل لائے اُن میں سے ایک جماعت نے معتزیہ پر حملہ کر کے انھیں شکست دی، یہاں تک کہ عزّون بن اسماعیل کے بھائی کے گھر تک انھیں بھگاتے چلے گئے، وہ اُس وقت تنگ راستے میں تھے، معتزیہ وہاں کھڑے ہو گئے اور اشروسنیہ نے اُن میں سے چند پر تیر چلائے، تلواریں ماریں، اور اُن میں جنگ جاری ہو گئی،

معتزیہ اور آوارہ گرد لوگ تکبیر کہتے ہوئے سامنے آ گئے، آپس میں بہت سے مقتول گرنے لگے یہاں تک کہ دن کے تین گھنٹے گزر گئے، ترک واپس چلے گئے اور انھوں نے احمد بن محمد بن المعتصم سے بیعت کر لی تھی، وہ لوگ اُس راستے سے واپس ہوئے جو عمری اور باغوں کے متصل ہے، اور ہاشمیوں اور دوسرے صاحب مرتبہ لوگوں سے جو دار العامہ میں حاضر تھے آزاد کردہ غلاموں نے ترکوں کی واپسی سے پہلے بیعت لے لی تھی،

مستعین بھی ہارونی کے یہاں واپس جانے کے لیے باب العامہ سے روانہ ہوا رات کو وہیں رہا، اور اشروسنیہ بھی ہارونی کے یہاں چلے گئے، دونوں فریق کی بڑی تعداد مقتول ہوئی، ایک جماعت اشروسنیہ مکانوں میں گھس گئی، اُن پر آوارہ گرد لوگ غالب آ گئے، انھوں نے اُن کی زرہیں اور ہتھیار اور جوشن اور گھوڑے سب چھین لیے، یہ آوارہ گرد اور لوٹنے والے ہارونی کی طرف واپس جاتے ہوئے دار العامہ میں گھس گئے، انھوں نے وہ خزانہ لوٹ لیا جس میں ہتھیار اور زرہیں اور جوشن اور تلواریں تھیں اور سرحدی گھوڑے، اور اُس سے وہ خوب مسلح ہو گئے، بسا اوقات کوئی اُن میں سے جوشن اور نیزے لے جاتا تھا تو وہ بھی کثیر السلاح ہو جاتا تھا، ارش بن ایوب کے گھر میں جو شربت والوں کے سامنے تھا خیزران کی ڈھالیں اور نیزوں کے دستے لوٹ لیے، آوارہ گردوں ــ حمامیوں اور باقلا فروش لڑکوں کے بہت سے نیزے اور ڈھالیں ہاتھ لگیں، اُن کے پاس ترکوں کی ایک جماعت براہ زرافہ آئی، اُن میں بغا صغیر بھی تھا انھیں خزانے سے نکال دیا، چند قتل ہوئے، بہت تھوڑی دیر ٹھیرے پھر دونوں فریق واپس گئے، اور اُن میں مقتول بہت تھے، آوارہ گرد لوگ سامنے آ گئے تھے، ترکوں میں سے جو شخص باب العامہ کے ارادے سے سامرا میں گزرتا تھا عوام اس کے ہتھیار لوٹ لیتے تھے، ترکوں کی ایک جماعت کو مبارک مغربی کے مکان کے قریب اور سامرا کے عام راستوں میں ان لوگوں نے قتل کر دیا، اور اکثر اُن لوگوں میں سے جنھوں نے یہ ہتھیار لوٹے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے شربت والے پانی والے حمام والے، پانی پلانے والے اور بازاروں کے آوارہ گرد و بد معاش تھے، نصف النہار تک ان کی یہی حالت رہی،

اسی دن سامرا میں قیدیوں نے گڑبڑ کی، اُن میں سے ایک جماعت بھاگ گئی،

بعد بیعت پر عطا مقرر کردی گئی' ایک بیعت نامہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس اُسی دن بھیجا گیا جس دن بیعت لی گئی' دوسرے دن محمد کو وصول ہوا' اُسے آتاش کے بھائی اور محمد بن عبداللہ نے ایک باغ میں پہنچایا جو محمد کا تھا دربان وہاں لے گیا اور اُسے اس کا مکان بتایا' وہ اُسی وقت لوٹا' اور ہاشمیوں اور سرداروں اور لشکر کو بھی بھیجا گیا اور اُن کے لیے تنخواہیں مقرر کی گئیں'

اسی سال رجب میں طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کی جو خراسان میں تھا وفات کی خبر مستعین کو پہنچی' مستعین نے اُس کے بیٹے محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مقرر کر دیا' اور محمد بن عبداللہ کو عراق پر' اور حرمین اور پولیس اور اطراف دیہات بھی اُسی کے سپرد کر دیئے اور تنہا اُسی کو اُس پر مقرر کیا' محل شاہی میں محمد بن طاہر ابن عبداللہ بن طاہر کو خراسان اور اُس کے متعلقہ کاموں پر یوم شنبہ ۱۲ھ شعبان کو مقرر کیا'

بغا کبیر جمادی الآخرہ میں بیمار پڑا تو نصف جمادی الآخرہ کو مستعین نے اُس کی عیادت کی' بغا اُسی روز مر گیا تو اُس کے بیٹے موسیٰ کو اپنے اور اپنے باپ کے کُل کاموں پر مقرر کیا گیا اور اُسے ڈاک کے محکمے کا بھی حاکم بنایا گیا'

اسی سال انوجور ترکی ابوالعمود الثعلبی کی طرف روانہ ہوا اُس نے اُسے کَفَر توثی میں یوم شنبہ ۲۵ھ ربیع الآخر کو قتل کر دیا'

اسی سال عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان حج کے لیے روانہ ہوا' اُس کے پیچھے ایک شیعہ قاصد شعیب اُسے حج سے روکنے اور برقہ جلاوطن کرنے کے لیے روانہ کیا گیا'

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مستعین نے معتز اور مؤید سے اُن دونوں کی تمام چیزیں خرید لیں جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی' سوائے اس کے جسے معتز نے مستثنیٰ کر لیا تھا معتز نے اپنے اور ابراہیم کے لیے اسی ہزار دینار سالانہ آمدنی (کی جائداد) لے لی'

جب دوشنبے کو بارھویں رمضان ہوئی تو معتز و مؤید سے اُن کی تمام اشیاء' مکانات' منزلیں' اور محل اور جائداد اور فرش اور آلات وغیرہ سب بیس ہزار دینار میں خرید لی گئیں' دونوں نے اپنے اس معاملے پر گواہ اور عامل اور قاضی وغیرہ کو

شاہد بنایا، کہا گیا کہ اُن کا وہ مال خرید اگیا جو جائداد میں سے تھا، ابوعبداللہ کے پاس اتنا چھوڑ دیا گیا جس کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی اور ابراہیم کے پاس اتنا جس کی آمدنی سالانہ پانچ ہزار دینار تھی،

جو مال ابوعبداللہ سے خرید اگیا (اُس کی قیمت) ایک کرور دینار تھی اور دس موتی، جو ابراہیم سے خرید اگیا (اُس کی قیمت) تیس لاکھ دینار تھی اور تین موتی، فقہا و قضاۃ کو گواہ بنایا گیا، خریداری بتوسط الحسن بن مخلد المستعین کے نام سے ہوئی، یہ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کا واقعہ ہے، وہ دونوں (معتز و مؤید) محل کے حجرے میں قید کر دیئے گئے، اُن پر نگراں مقرر کر دیئے گئے اور اُن کا معاملہ بغا صغیر کے سپرد کر دیا گیا، ترکوں نے جس وقت بدمعاشوں اور شاکریوں نے ہنگامہ برپا کیا تھا ان دونوں کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا، احمد بن الخصیب نے منع کیا کہ ان دونوں کا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہنگامہ کرنے والے اُن کے ہمراہی ہیں ہنگامہ کرنے والے تو صرف ابن طاہر ہی کے ہمراہی ہیں، ان دونوں کو قید کر دو، چنانچہ وہ دونوں قید کر دئے گئے،

اسی سال موالی احمد بن الخصیب سے بگڑ گئے، یہ واقعہ اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ میں ہوا، اور اُس کا اور اُس کے لڑکے کا مال ضبط کر لیا گیا اور اُسے اقریطش میں جلائے وطن کر دیا گیا،

اسی سال علی بن یحییٰ شامی سرحدوں سے واپس آیا اور اسی سال رمضان میں اُسے ارمینیہ و آذربیجان پر مقرر کر دیا گیا،

اس سال اہل حمص نے کید ربن عبید اللہ پر جو حمص پر مستعین کا عامل تھا ہنگامہ کیا اور اُسے وہاں سے نکال دیا، پھر الفضل بن قارن بھیجا گیا جس نے ان سے چالاکی کی یہاں تک کہ انھیں گرفتار کر لیا اور اُن میں سے خلق کثیر کو قتل کر ڈالا اُن میں سے ستو بڑے بڑے آدمیوں کو سامرا بھیج دیا اور اُن کے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کر دیا،

اسی سال موسم گرما میں وصیف نے جنگ کی اور وہ سرحد شام پر مقیم تھا یہاں تک کہ اُسے منتصر کی موت کی خبر پہنچی، پھر وہ بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ فتح کر لیا جس کا نام فروریہ تھا،

اسی سال مستعین نے اُتامش کو مصر اور مغرب پر مقرر کیا اور اُسے وزیر بنایا،
اسی سال بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان اور مہرجان، قذق پر مقرر کیا گیا، مستعین نے
شاہک الخادم کو اپنے گھر اور جائداد اور حرم اور خزانوں اور اپنے خاص کاموں پر مامور کیا
اُسے پیشکار بنایا، اور اُتامش کو سب لوگوں پر مقرر کیا،
اور اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۴۹ھ

صائفہ

منجملہ اُن واقعات کے جو اس سنہ میں ہوئے، جعفر بن دینار کا موسم گرما میں جنگ کرنا ہے، چنانچہ اُس نے ایک قلعہ اور غلے کی چند کھتیاں حاصل کرلیں، اُس سے عمر بن عبید اللہ الاقطع نے بلاد روم کے علاقے میں جانے کی اجازت چاہی تو اُسے اجازت دی اہل ملطیہ میں سے وہ ایک مخلوق کثیر کو اپنے ساتھ لے گیا ایک مقام پر اُسقف کے میدان میں جس کا نام ارز تھا اُس کی بادشاہ سے مڈبھیڑ ہوگئی جو رومیوں کی بڑی جماعت میں تھا، اُس نے اُس سے مع اُس کے ساتھیوں کے نہایت شدید جنگ کی جس میں فریقین کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے، رومیوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی اُسے گھیر لیا، عمر اور دو ہزار مسلمان مارے گئے، یہ واقعہ نصف رجب یوم جمعہ کو ہوا،

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی مارا گیا،

قتل ارمنی

بیان کیا گیا کہ رومیوں نے جب عمر بن عبید اللہ کو قتل کر دیا تو وہ سرحدوں کی طرف روانہ ہوئے، اُن مقامات پر اور وہاں کے مسلمانوں کی عورتوں پر چھپٹ پڑے، اس کی خبر علی بن یحییٰ کو اس وقت پہنچی جب وہ ارمینیہ کے سفر سے میافارقین واپس جارہا تھا، اُس نے اہل میافارقین اور سلسلے کی ایک جماعت کے ساتھ اُن کی طرف کوچ کر دیا، تقریباً چار سو آدمی مارے گئے، یہ واقعہ

رمضان میں ہوا،

اسی سال یکم صفر کو لشکر اور شاکریہ نے بغداد میں ہنگامہ برپا کر دیا،

ہنگامۂ بغداد

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بغداد و سامرا اور اُن کے قریب کے اسلامی شہروں میں عمر بن عبید اللہ الاقطع اور علی بن یحییٰ الارمنی کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، یہ دونوں (گویا) مسلمانوں کے دانتوں میں سے دو دانت تھے جن کا خوف بہت تھا، ان سرحدوں میں کہ یہ دونوں تھے اُن کی وجہ سے سب سے نہایت بیفکری تھی، ان پر یہ شاق گذرا، اُن کے دلوں میں اُن دونوں کا مقتول ہونا نہایت گراں گزرا، اس وجہ سے اور بھی کہ ایک کا قتل دوسرے کے قریب ہی زمانے میں ہوا، اور اس وجہ سے بھی جو کچھ ترکوں سے حرکات شنیعہ انھیں پیش آئیں جیسے متوکل کا قتل کرنا اور مسلمانوں کے معاملات پر اُن کا غالب آجانا، اور خلفا میں سے جسے چاہا قتل کر دینا اور جسے چاہا اُسے خلیفہ بنا دینا، نہ دیانتداری کی طرف لوٹنا نہ مسلمانوں کے نفع پر نظر کرنا،

لوگ بغداد میں جمع ہو کے شور و غل کرنے لگے، عرب مولدین اور شاکریہ بھی اُن میں شامل ہو گئے، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ تنخواہ مانگتے ہیں، یہ یکم صفر کو ہوا، انھوں نے نصر بن مالک کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اُس میں (قید) تھے اور جو باب الجسر کے پل میں تھے سب کو نکال دیا، قید خانے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ایک جماعت خراسان کے بد اطواروں اور اہل الجبال اور المحمرہ وغیرہ کے بدمعاشوں کی تھی، اُنھوں نے پل کا ایک حصہ کاٹ ڈالا اور دوسرے کو آگ لگا دی، اس کی کشتیاں ڈوب گئیں قیدیوں کا دفتر لوٹ لیا گیا، اور دفاتر پھاڑ کے پانی میں ڈال دیے گئے، بشر نصرانی اور ابراہیم نصرانی فرزندان ہارون کا جو محمد بن عبد اللہ کے کاتب تھے گھر لوٹ لیا، یہ سب بغداد کی شرقی جانب ہوا، اور اُس وقت جانب شرقی کا حاکم احمد بن محمد بن خالد بن ہرثمہ تھا، اس کے بعد بغداد اور سامرا کے مالدار لوگوں نے اپنے مال سے بہت سا مال نکالا، اس طریقے سے انھوں نے کم مال والوں کو جنگ روم کے لیے سرحدوں کی طرف جانے کے لیے مدد پہنچائی، بہت لوگ الجبل اور فارس اور دیہات وغیرہ سے جنگ روم کے لیے آگئے، مگر ہمیں اس

امر کی خبر نہیں پہنچی کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابل رومی فوج میں کوئی تغیر ہوا ہو اور نہ ان ایام میں جنگ کے لیے اُن کی طرف لشکر بھیجنے کی اطلاع ملی،

۲۳ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں ایک گروہ نے حملہ کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے، وہاں کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اُس میں (قید) تھے انھیں نکال دیا، موالی کی ایک جماعت کے ساتھ زرافہ اُس گروہ کی تلاش میں روانہ ہوا، عام لوگوں نے حملہ کر کے انھیں شکست دے دی، اتامش اور وصیف اور بغا اور سب ترک سوار ہو کے آئے تو عوام میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، وصیف پر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے ایک پکی ہوئی ہانڈی ڈالی گئی، کہا جاتا ہے کہ بلکہ عام لوگوں کی ایک جماعت نے الشریحہ کے قریب اُس پر پتھر پھینکا، وصیف نے مٹی کا تیل نکالنے والوں کو حکم دیا، انھوں نے وہاں جو تجار کی دکانیں اور لوگوں کے مکانات تھے اُن پر آگ پھینکی، میں نے اُس مقام کو جلا ہوا دیکھا ہے، اور یہ سامرا میں دار اسحاق کے قریب ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ اسی دن مغربیوں نے عام لوگوں میں سے ایک جماعت کے مکانات لوٹے، پھر اُسی دن کے آخر میں حالت میں سکون ہو گیا، عوام کی اور اُس گروہ کی اُس دن میں اُس حرکت کی وجہ سے جس کا میں نے ذکر کیا احمد بن جمیل سامرا میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ ابراہیم بن سہل الدارج حاکم بنایا گیا،

اسی سال اتامش اور اُس کا کاتب شجاع قتل کیا گیا اور یہ یوم شنبہ ۱۴ ربیع الآخر کو ہوا،

قتل اتامش

مذکور ہے کہ جب خلافت مستعین کو ملی تو اُس نے اتامش اور شاہک خادم کے ہاتھ کو بیت المال میں آزاد کر دیا اور ہر اُس فعل کی جسے وہ دونوں بیت المال میں کرنا چاہیں انھیں بھی اجازت دے دی اور اُس کے کرنے کی اپنی ماں کو بھی کسی بات سے جسے ماں کرنا چاہے روکتا نہ تھا، اُس کی ماں کا کاتب سلمہ بن سعید نصرانی تھا، زمانے بھر کے تمام اموال جو بادشاہ کو بھیجے جاتے تھے اُن کا اکثر حصہ انھی تینوں کے لیے ہو جاتا تھا، اتامش نے

بیت المال کے اموال کا قصد کیا، مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو اُتامش کی پرورش میں دے دیا تھا، جو مال ان تینوں سے بچتا تھا وہ عباس کے لیے لے لیا جاتا تھا اور اس کے اخراجات اور اسباب میں صرف کر دیا جاتا تھا، اُس زمانے میں اس کی جاگیر کے دفتر کا منتظم دُلیل تھا، اُس نے بھی اُس میں سے بڑے بڑے مال اپنے لیے لے لیے، موالی (آزاد کردہ غلام) دیکھا کرتے تھے کہ مال اُڑایا جا رہا ہے اور وہ لوگ تنگی میں ہیں، اُتامش ہی جو مستعین پر چھایا ہوا تھا، خلافت کے احکام نافذ کیا کرتا تھا، وصیف اور بغا اُس کی وجہ سے بالکل بیکار تھے، ان دونوں نے موالی کو اُس پر بھڑکایا، دونوں برابر اُس کے خلاف تدبیر کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تدبیر مضبوط کر لی، ترکوں اور فرغانیوں نے اُتامش کو بہت ملامت کی، اسی سال ۱۲ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کو گھر والے اور پانی پہنچانے والے اُس کی طرف روانہ ہوئے سب جمع ہو گئے اور انھوں نے اُس پر چڑھائی کی، وہ محل میں مستعین کے ساتھ تھا اُسے اطلاع ہو گئی، اُس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر موقع نہ ملا، مستعین سے پناہ مانگی مگر اُس نے بھی اُسے پناہ نہ دی، وہ لوگ پنجشنبہ و جمعہ کو اپنے اسی حال پر قائم رہے، جب شنبہ ہوا تو محل میں گھس گئے اور اُتامش کو وہاں سے نکال لائے جہاں وہ چھپا ہوا تھا، پھر وہ بھی قتل کر دیا گیا اور اُس کا کاتب شجاع بن القاسم بھی قتل کر دیا گیا، اتامش کا گھر بھی لوٹ لیا گیا جیسا کہ مجھے اطلاع ملی اُس میں سے بڑے بڑے مال اور اسباب اور فرش و آلات لے لیے گئے،

جب اُتامش قتل کر دیا گیا تو مستعین نے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کو وزیر بنایا، اور

ماہ ربیع الآخر میں الفضل بن مروان دفتر خراج سے معزول کر دیا گیا اور عیسیٰ بن فرخان شاہ اُس کا حاکم بنایا گیا اور وصیف دیہات کا حاکم بنایا گیا اور بغا الصغیر فلسطین کا، بغا الصغیر اور اُس کی جماعت ابو صالح بن یزداد سے ناراض ہو گئی تو ابو صالح شعبان میں بغداد بھاگ گیا، مستعین نے اُس کی جگہ محمد بن الفضل الجرجرائی کو کر دیا، اُس نے محکمۂ خطوط پر سعید بن حمید کو رئیس بنا دیا، اسی کے متعلق حمدونی نے کہا ہے :-

سعید اب تلوار لگائے پھرتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے پھٹے پرانے کپڑے میں بسر ہوتی تھی

جن کے بدلے لینے کی نوبت نہ آتی'

اسی سال علی بن الجہم بن بدر قتل کیا گیا' اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ بغداد سے سرحد کی طرف روانہ ہوا' حلب کے ایک گاؤں میں پہنچا جسے خُساف کہا جاتا تھا تو اُسے کلبوں کا ایک گروہ ملا جنھوں نے اُسے قتل کر دیا' اعراب نے جو (اسباب) اُس کے ساتھ تھا لے لیا' چنانچہ اُس نے (یہ اشعار) روانگی کی حالت میں کہے تھے:-

کیا آج کی رات میں ایک رات اور بڑھا دی گئی' یا کوئی سیلاب صبح کو بہا لے گیا'

مجھے اہل دجیل یاد آرہے ہیں' حالانکہ مجھ سے دجیل کتنی دور ہے۔

اُس کا مکان دجیل کے راستے ہی میں تھا'

اسی سال جعفر بن عبد الواحد قضا کے عہدے سے معزول کیا گیا اور جعفر بن محمد بن عمار البرجمی جو اہل کوفہ میں سے تھا اُس پر مقرر کیا گیا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ۲۵۰ھ میں ہوا'

اسی سال ذی الحجہ میں اہل رے پر سخت زلزلے کی مصیبت آئی' اور ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے رَے کے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک مخلوق ہلاک ہو گئی اور رہنے والوں میں جو بچے وہ شہر سے بھاگ گئے' اور اُنھوں نے اُس کے باہر قیام کیا' اور ۲۵ رجمادی الاولیٰ یوم جمعہ مطابق ۱۶ رتموز کو سامرا میں برق و رعد (چمک اور کڑک) کے ساتھ اچھی بارش آئی' سارے دن ابر گھرا رہا' اور اُس دن آفتاب کے زرد ہونے تک نہایت تیز بارش ہوتی رہی' پھر رُک گئی'

اسی سال ۳ رجمادی الاولیٰ یوم پنجشنبہ کو مغربی لوگوں نے (فساد کے لیے) حرکت شروع کی' اور وہ سامرا کے پل کے قریب جمع ہو رہے تھے' اس کے بعد جمعے کو متفرق ہو گئے'

اس سال عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو مکّے کا والی تھا لوگوں کو حج کرایا'

واقعات سنہ ۲۵۰ھ

منجملہ اُن واقعات کے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جن کی کنیت ابوالحسین تھی کوفے میں ظاہر ہونا ہے اور اسی سال میں اُن کا قتل بھی ہوا،

ظہور یحییٰ

بیان کیا گیا ہے کہ ابوالحسین یحییٰ بن عمر اور ان کی ماں ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبداللہ ابن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو سخت تنگدستی پیش آئی قرض ہو گیا جس نے بہت تنگ کیا، عمر بن فرج سے ملے جو متوکل کے زمانے سے اپنے خراسان سے آنے کے بعد سے اولاد ابی طالب کے معاملات کا محافظ تھا باتیں کیں جن کا جواب سختی سے ملا، یحییٰ بن عمر نے اس کی مجلس ہی میں اسے گالی دی اور وہ قید کر دیے گئے، یہاں تک کہ گھر والوں نے ضمانت کی تو رہائی ملی، مدینۃ السلام (بغداد) روانہ ہوئے وہاں بدحالی کے ساتھ ٹھیرے رہے پھر سامرا گئے اور وصیف سے ملاقات کی کہ عطا جاری کر دی جائے، وصیف نے بھی سختی سے باتیں کیں کہ کس لیے تجھ جیسوں پر جاری کی جائے، وہ اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

ابن ابی طاہر نے بیان کیا کہ ابن الصوفی الطالبی نے اس سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عمر اس کے پاس اس شب میں آئے جس کی صبح کو ان کی روانگی ہوئی، رات اس کے پاس بسر کی اپنے ارادے کے متعلق اُسے کچھ نہیں بتایا، اُس نے کھانا پیش کیا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکے ہیں مگر کھانے سے انکار کر دیا کہ اگر زندہ رہیں گے تو کھائیں گے، (ابن الصوفی) نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے کسی خطرناک کام کا ارادہ کیا ہے، میرے پاس سے چلے گئے اور کوفے کا رخ کیا، یحییٰ بن عمر نے اعراب کی بڑی جماعت جمع کی اور اہل کوفہ کی بھی ایک جماعت مل گئی، الفلوجہ میں آئے پھر

ایک گاؤں کی طرف چلے گئے جو العمد کے نام سے مشہور تھا، ڈاک کے محکمے کے افسر نے خبر لکھ بھیجی، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ایوب بن الحسن اور عبداللہ بن محمود السرخسی کو لکھا عبداللہ بن محمود دیہات کی آمدنی پر محمد بن عبداللہ کا عامل تھا، جس میں دونوں کو یہ حکم تھا کہ وہ یحییٰ بن عمر سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو جائیں کوفے میں خراج پر بدر بن الاصبغ مامور تھا، یحییٰ بن عمر سات سواروں کی جماعت میں کوفے گئے بیت المال میں جو کچھ تھا لے لیا، موجودات تقریباً کچھ اوپر دو ہزار دینار تھے، ستر ہزار درہم تھے، کوفے میں اپنا پورا تسلط کر لیا، دونوں قید خانے کھول دیئے جو لوگ ان میں قید تھے سب کو نکال دیا، کارندوں کو بھی وہاں سے نکال دیا، عبداللہ بن محمود السرخسی ملا جو شاکریہ میں سے تھا، یحییٰ بن عمر نے اس کے منہ پر پیشانی کے بالوں کے پاس ایک ایسی ضرب ماری جس نے اُسے کمزور کر دیا، ابن محمود مع اپنے ہمراہیوں کے شکست کھا گیا، یحییٰ بن عمر نے جو کچھ سواریاں اور مال ابن محمود کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا، پھر کوفے سے دیہات میں چلے گئے، ایک گاؤں کی طرف گئے جسے بستان کہا جاتا تھا جنبلا سے تین فرسخ کے (نو میل کے) فاصلے پر تھا، کوفے میں نہیں ٹھیرے ایک جماعت زیدیہ میں سے بھی ساتھ ہوئی، مدد کے لیے ایک جماعت اس علاقے کے اعراب کی و اہل الطفوف اور اہل سیب الاسفل اور اہل ظہر واسط کی جمع ہو گئی، اس کے بعد وہ بستان میں ٹھہر گئے، جماعت بڑھتی رہی،

محمد بن عبداللہ نے اُن سے لڑنے کے لیے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا، اس کے ساتھ اپنے سرداروں میں سے بہادروں اور طاقتوروں کی ایک جماعت شامل کر دی جیسے خالد بن عمران اور عبدالرحمٰن بن الخطاب جو وجہ الفلس کے نام سے مشہور تھا، اور ابو السنا الغنوی اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور سعد الضبابی اور فوج اسحاقیہ میں سے احمد بن محمد بن الفضل اور ایک جماعت خاصۂ خراسانیہ سے اُن کے علاوہ تھی،

محمد بن اسماعیل روانہ ہو گیا اور یحییٰ بن عمر کے مقابلے میں بھفندی بس اس طرح ٹھہر گیا کہ الحسین بن اسماعیل اور اُس کے ہمراہی اُس پر جرأت نہیں کر سکتے تھے، یحییٰ نے

البحریہ کا ارادہ کیا جو ایک گاؤں ہے کہ اُس کے اور قُسّین کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میل) کا فاصلہ ہے، اگر الحسین چاہتا کہ اُس سے مل جائے تو مل سکتا تھا، یحییٰ بن عمر السیب کی شرقی جانب چلے گئے اور الحسین اُس کے غربی جانب، یہاں تک کہ احمد اباذ تک حسین پہنچ گیا، پھر علاقہ سورا کی طرف روانہ ہوا اور لشکر کو جو کمزور تھا اور یحییٰ سے ملنے سے عاجز تھا ایسا تیار کر دیا کہ وہ ملتے ہی یحییٰ کو گرفتار کریں اور جو لوگ ان گاؤں والوں میں سے یحییٰ بن عمر کے ساتھ ہو گئے ہیں انھیں بھی قید کر لیں،

احمد بن الفرج جو ابن الفزاری کے نام سے مشہور تھا محمد بن عبد اللہ کی طرف سے السیب کی آمدنی پر مقرر تھا، اُس کے پاس السّیب کی جو کچھ آمدنی جمع تھی یحییٰ بن عمر کے داخل ہونے سے پہلے وہ سب احمد اباذ اُٹھا لے گیا، یحییٰ بن عمر اُس پر کامیاب نہ ہوئے،

یحییٰ بن عمر کوفہ روانہ ہوا تو عبد الرحمن بن الخطاب وجہ الفلس سے اُس کی مڈبھیڑ ہو گئی، اُس نے کوفے کے پل کے قریب نہایت شدید جنگ کی، عبد الرحمن بن الخطاب کو شکست ہوئی، اور وہ علاقہ شاہی کی طرف بھاگا، الحسین بن اسماعیل بھی اُسے مل گیا، یحییٰ بن عمر کوفے میں داخل ہوئے زیدیہ اُس کے پاس جمع ہو گئے، یحییٰ نے آل محمد کی دعوت کی، حالت درست ہو گئی، اور اُن کے پاس لوگوں کی ایک جماعت اکٹھا ہو گئی، وہ اُس سے محبت کرتے تھے اور بغداد کے عوام بھی اُن کے ایسے دوست تھے کہ یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ اُن لوگوں نے اہل بیت میں سے اُن کے سوا کسی اور سے بھی دوستی کی ہو کوفے میں اُن سے ایک ایسی جماعت نے بیعت کر لی جو اپنے تشیع میں بصیرت اور تدبیر رکھتی تھی اُن میں وہ مختلف لوگ بھی شامل ہو گئے جن میں دیانت بالکل نہ تھی،

الحسین بن اسماعیل شاہی میں ٹھیر کے سستایا اور اُس کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کو بھی آرام کرایا اور پھر سے اُن میں جان آگئی، دریائے فرات کا شیریں پانی اُنھوں نے پیا، اور اُنھیں امداد اور رسد اور مال بھی پہنچ گیا، یحییٰ بن عمر کوفے میں ٹھہر کر لوگوں کو تیار کرتے رہے تلواریں بناتے رہے لوگوں کو اپنا حق جتلاتے رہے ہتھیار جمع کرتے رہے

زیدیہ کی ایک جماعت نے جو فنی حرب سے واقف نہ تھی یحیی کو الحسین کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور اُن کے عام ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا اصرار کیا، یحیٰی نے کوفے کی پشت سے خندق کے پیچھے شب دو شنبہ ۱۳ رجب کو اُس پر چڑھائی کردی اون کے ہمراہ الہیضم العجلی بنی عجل کے سواروں کے ساتھ اور کچھ لوگ بنی اسد کے اور کچھ پیادے اہل کوفہ سے تھے جن میں کوئی بھی نہ علم (حرب) رکھتا تھا نہ تدبیر نہ شجاعت، وہ رات بھر چلتے رہے، صبح کو حسین اور اُس کی جماعت کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ حسین کے ساتھی مستعد ہو رہے تھے اور تیار تھے، ان لوگوں نے تاریکی میں اُن پر حملہ کردیا اور تھوڑی دیر تک تیر چلائے، حسین کے ہمراہیوں نے اُن پر حملہ کردیا انھیں شکست ہوئی اور اُن پر تلوار چلائی گئی، سب سے پہلا قیدی الہیضم بن العلا بن جمہور العجلی تھا، پھر پیادۂ اہل کوفہ کو بھی شکست ہوئی، اکثر اُن میں سے خالی ہاتھ بغیر ہتھیار کمزور پھٹے کپڑوں میں تھے، گھوڑوں نے اُنھیں روند ڈالا، یحیی بن عمر سے لشکر جدا ہوگیا، وہ تبتی جوشن پہنے تھے، اُس ترکی گھوڑے نے جسے عبداللہ بن محمود سے انھوں نے چھینا تھا اُن کو ایک کنارے پھینک دیا تھا، ابن الخالد بن عمران کو جسے خیر کہا جاتا تھا اُس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُن کو نہیں پہچانا، سمجھا کہ یہ کوئی خراسانی ہے، ابو الغور بن خالد بن عمران کو بھی اس کی اطلاع ہوئی، جب (ابو الغور بن الخالد بن عمران نے) اُن پر جوشن دیکھا تو خیر بن خالد سے کہا کہ اے بھائی یہ تو خدا کی قسم ابو الحسین ہے، حالت یہ تھی کہ اُس کا قلب کھلا ہوا تھا اور وہ پڑے ہوئے تھے، قلب کے کھلنے کا قصہ نہیں معلوم ہوتا تھا، خیر نے محسن بن المنتاب کو حکم دیا جو ہمیشہ ساتھ رہنے والے سرداروں میں سے تھا، وہ اُترا اور اُن کو ذبح کردیا، اُن کا سر لے لیا، اور اُسے بانس کی ٹوکری میں رکھ لیا، عمر بن الخطاب برادر عبدالرحمن بن الخطاب کے ہمراہ اُسے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا، ایک سے زیادہ لوگوں نے اُن کے قتل کا دعویٰ کیا (یعنی ہر ایک اپنے کو اُن کا قاتل بتاتا تھا)

العرس بن عراہم سے مذکور ہے کہ ان لوگوں نے حسین کو اوندھا پایا،

اُس کی انگوٹھی مع تلوار انھوں نے ایک شخص کے پاس پائی جو العسقلانی مشہور تھا، وہ
وہ اس امر کا مدعی تھا کہ اُس نے اُن کو نیزہ مارا اور اُن کا اسباب چھینا، سعد الضبابی
نے دعویٰ کیا کہ اُس نے اُن کو قتل کیا، ابو السنا کے ماموں ابو الحسین سے مذکور ہے کہ
اُس نے تاریکی میں ایک شخص کی پشت میں نیزہ مارا جسے وہ پہچانتا نہ تھا،
لوگوں نے ابو الحسین کی پشت میں نیزے کا زخم پایا، مدعیان قتل کی کثرت کی وجہ سے
یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ کس نے ان کو قتل کیا،

سر اس حالت میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے گھر پہنچا کہ سڑ گیا تھا، ایسے
شخص کی تلاش ہوئی جو گوشت کو جدا کر کے آنکھ کا ڈھیلا اور گردن و سر کے درمیان کا
گوشت نکال دے مگر کوئی نہ ملا، قصاب بھاگ گئے تھے، الخزمیہ کے قصابوں میں
جو قید خانے میں تھے ایسا شخص تلاش کیا گیا جو یہ کام کرے مگر سوائے
ایک شخص کے جو نئے قید خانے کے کارندوں میں سے تھا اور جسے سہل
بن الضعدی کہا جاتا تھا، کوئی دوسرا نہ ملا، سہل اُس کا بھیجا اور آنکھیں نکالنے پر
مقرر ہو گیا اور اُس کا گوشت اپنے ہاتھ سے علیحدہ کر دیا، دھونے کے بعد ایلوا
اور مشک اور کافور بھر کے روئی میں رکھ دیا گیا، بیان کیا کہ اُس کی پیشانی پر نامعلوم
تلوار کا زخم تھا، محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے اُن کا سر جس دن اُسے ملا تھا
اُس کے دوسرے دن مستعین کے پاس لے جانے کا حکم دیا، اُسے اپنے ہاتھ سے
کھولتے اور سامرا کے باب العامہ پر نصب کرنے کو لکھا، لوگ اُس کے لیے
جمع ہو گئے اور افسوس کرنے لگے، نصب کرنے پر ابراہیم الدیرج مقرر کیا گیا، کیونکہ
ابراہیم بن اسحاق ملقب محمد بن عبد اللہ نے اُسے حکم دیا تھا، اُس نے اُسے
تھوڑی دیر کے لیے نصب کر دیا پھر اُتار لیا گیا اور بغداد لوٹا دیا گیا کہ وہاں باب الجسر پر
نصب کر دیا جائے مگر لوگوں کے بکثرت جمع ہو جانے کی وجہ سے محمد بن عبد اللہ کو
یہ امر مناسب نظر نہ آیا، محمد بن عبد اللہ سے بیان کیا گیا کہ وہ لوگ اُسے لینے کے لیے
جمع ہوئے ہیں، اُس نے اُسے نصب نہیں کیا اُپنے گھر میں اسلحہ خانے کے
ایک صندوق میں رکھ دیا،

الحسین بن اسماعیل نے قیدی اور اُن لوگوں کے سر جو ابو الحسین کے ساتھ قتل

کیے گئے تھے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کر دیے جس کا نام احمد بن عصمویہ تھا اور جو اسحاق بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا، اُس نے انہیں ٹھکایا اور بھوکا رکھا اور بُرا برتاؤ کیا، المستعین کے حکم سے سب جدید قید خانے میں قید کر دیے گئے، محمد بن عبداللہ نے اُن کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ اس نے اُن سب سے درگزر کی درخواست کی تھی، مستعین نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا کہ تمام سر دفن کر دیے جائیں، اور نصب نہ کیے جائیں، باب الذہب کے ایک محل میں سب دفن کر دیے گئے،

بعض طاہریوں سے مذکور ہے کہ وہ اس حالت میں محمد بن عبداللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کہ اُسے یحییٰ بن عمر کے قتل کی اور فتح کی مبارکباد دی جارہی تھی، ہاشمیوں اور طالبیوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ اتفاقاً آنے والوں میں داؤد بن الہیثم ابو ہاشم الجعفری بھی آیا، اُس نے لوگوں کو اُسے مبارکباد دیتے سُنا تو کہا کہ اے امیر تجھے ایسے شخص کے قتل کی مبارکباد دی جارہی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی، محمد بن عبداللہ اُسے کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ابو ہاشم جعفری یہ شعر پڑھتا ہوا چلا گیا، (اشعار)

اے بنی طاہر تم اسے مال سمجھ کر کھاؤ، مگر نبی کا گوشت (کھانا تو) مبارک نہیں ہے،
بیشک اللہ تعالیٰ بھی جس انتقام کا طالب ہے وہ وہی انتقام ہے جس کا پورا کرنا مناسب ہو،

مستعین نے کلباتکین کو الحسین کی مدد اور اُس کی اعانت کے لیے بھیجا تھا مگر وہ حسین سے جب ملا کہ اُس قوم کو شکست دی جاچکی تھی، اور یحییٰ بن عمر کو قتل کیا جاچکا تھا، وہ روانہ ہوا اور اُس کے ساتھ کوفے کے ڈاک خانے کا افسر بھی تھا، ایک ایسی جماعت سے ملا جو عمر بن یحییٰ کے ساتھی تھی اور ان کے ہمراہ ستو اور کھانا بھی تھا جو یحییٰ کے لشکر کے ارادے سے جارہے تھے، پھر اُس نے تلوار چلا کے انہیں قتل کر دیا، کوفہ پہنچا تو یہ ارادہ کیا کہ اُسے لوٹ لے اور اُس کے باشندوں کو قتل کر دے مگر الحسین نے اُسے منع کیا، اور وہاں کے کالے گورے سب کو امن دے دی، چند روز قیام کیا پھر وہاں سے

واپس آگیا،

اسی سال رمضان میں الحسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب نکل پڑے۔

واقعات ابن زید

مجھ سے اہل طبرستان وغیرہم کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ہاتھ سے یحییٰ بن عمر کا قتل ہو چکا، لشکر کوفے میں داخل ہوا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تو مستعین نے طبرستان کی خالص شاہی جاگیروں سے کچھ قطعات زمین اُسے بطور جاگیر دیے، اُن قطعات میں جو اُس نے بطور جاگیر دیے تھے وہ قطعہ بھی تھا جو طبرستان کی اُن دونوں سرحدوں کے قریب تھا کہ دیلم سے ملی ہوئی تھیں، وہ دونوں سرحدیں کلار و سالوس تھیں، اُس کے مقابل اُن اطراف کے باشندوں کی ایک زمین تھی جس میں مختلف فوائد تھے، اُسی میں اُن کے ایندھن چننے کی جگہ تھی اور اُن کے مواشی کی چراگاہ تھی، اُس زمین کا کوئی مالک نہ تھا غیر آباد زمین کا ایک صحرا تھا جس میں گھنے جنگل اور درختوں اور چارے کی جگہ تھی،

جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے محمد بن عبد اللہ ابن طاہر نے اپنے کاتب کے بھائی بشر بن ہارون نصرانی کو جس کا نام جابر بن ہارون تھا جاگیر پر قبضہ کرنے کو بھیجا، طبرستان کا عامل سلیمان بن عبد اللہ تھا جو محمد بن طاہر بن عبد اللہ بن طاہر کا نائب اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کا بھائی تھا، سلیمان پر محمد بن اوس البلخی حاوی و مسلط تھا، محمد بن اوس نے اپنے لڑکوں کو طبرستان کے شہروں میں پھیلا دیا تھا، اُن کو اُن شہروں کا حاکم بنا دیا تھا، ان میں سے ہر ایک کو اُس کا ایک ایک شہر سپرد کر دیا تھا، یہ ایسے نوجوان اور بے وقوف تھے کہ اُن سے اور اُن کی بے وقوفی سے زیر دستوں کو بھی اذیت پہنچتی اور رعیت بھی ابتلا میں رہتی، یہی بد اطواریاں تھیں جن کے باعث سب لوگ اُن سے اور اُن کے والد سے اور سلیمان بن عبد اللہ سے بھڑک گئے تھے، اُن کا برا اثر جو رعایا میں تھا اُن لوگوں پر بہت گراں تھا، اُن کے ایسے قصے ہیں کہ بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی، باوجود اس کے جیسا کہ

مجھ سے بیان کیا گیا ہے حدود طبرستان کے قریب اُن کے شہروں میں اپنے دھوکے سے داخل ہونے سے محمد بن اوس نے دیلم پر ظلم کیا، حالانکہ وہ لوگ اہل طبرستان سے میل اور صلح کیے ہوئے تھے، یہ سب کچھ مال غنیمت کی تلاش میں پیش آیا، اُس نے اُن میں سے بعض کو قید بعض کو قتل کیا وہاں سے فارغ ہو کر طبرستان واپس ہوا، یہ ایسا واقعہ ہوا جس نے اہل طبرستان کے غیظ و غضب کو بڑھا دیا، جب محمد بن عبداللہ کا قاصد کہ جابر بن ہارون نصرانی تھا اُس قطعے پر قبضہ کرنے کے لیے جو محمد کو بطور جاگیر دیا گیا تھا طبرستان گیا، جابر بن ہارون نے جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے خالص سلطانی علاقے تک جو بطور جاگیر محمد عبداللہ کو دیا گیا تھا ستون قائم کر دیے تھے اُس نے اُس پر بھی قبضہ کر لیا اور اُس کے متصل کی اُس زمین پر بھی قبضہ کر لیا جس سے لوگ فائدہ اُٹھاتے تھے، وہ زمین جس کے قبضے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اُن دونوں سرحدوں کے قریب تھی جن میں سے ایک کا نام کلار اور دوسری کا سالوس تھا، اُسی علاقے میں اُن دونوں دو شخص بہادری میں مشہور تھے، دیلم کے اُس علاقے کے جس پر جابر نے قبضہ کیا تھا وہی دونوں قابض بیان کیے جاتے تھے، لوگوں کو کھلانے پلانے اور جو اُن کے پاس آئے اُس پر احسان کرنے میں مشہور تھے، ایک کا نام محمد اور دوسرے کا جعفر تھا، دونوں رستم کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے، ان دونوں نے جابر بن ہارون کے فعل کو بُرا جانا اور اُسے اُس سے روکا، اُن اطراف میں رستم کے اُن دونوں بیٹوں کی اطاعت کی جاتی تھی، دونوں نے مل کے جابر بن ہارون کو اُس زمین پر قبضے سے روکنے کے لیے کہ اُس علاقے کے باشندوں کے فائدے کے لیے تھی اور اُس زمین میں داخل بھی نہ تھی جو اُس کے مالک نے بطور جاگیر محمد عبداللہ کو دی تھی، اپنے قریب و جوار کے لوگوں کو جو ان دونوں کی اطاعت کرتے تھے کھڑا کر دیا، سب لوگ اُن دونوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جابر بن ہارون نصرانی اپنی جان کے خوف سے بھاگ کے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر سے ملا، اور محمد و جعفر فرزندان رستم اور اُن لوگوں نے جو اُن دونوں کے ساتھ جابر کو روکنے اُٹھے تھے، اس زمین پر جس کا میں نے ذکر کیا حیلے سے قبضہ کرنے کو

شرارت یقین کر بیٹھے اس لیے کہ پورے طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا اور وہ محمد بن عبداللہ کا بھائی تھا، محمد بن طاہر بن عبداللہ کا چچا تھا جو اُس زمانے میں پورے مشرق اور رَے اور خراسان و طبرستان پر مستعین کا عامل تھا،

جب تمام قوم نے اس (شرارت) کو یقین کرلیا تو اپنے دیلم کے پڑوسیوں کے پاس قاصد بھیجے اور انھیں اُس وفائے عہد کی یاد دلائی جو ان کے اور اُن کے درمیان ہوا تھا کہ اُن کے ساتھ محمد بن اوس نے خیانت و قتل و قید کا طریقہ اختیار کیا، اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا کہ ہمارے ساتھ کیا، اُنھوں نے اُن سے اعانت کی درخواست کی، اہل دیلم نے ان لوگوں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام اطراف کی زمینوں اور شہروں پر جو اُن کی زمین کے متصل ہیں اُن کے عامل صرف یا تو طاہر کے عامل ہیں اور یا اُن کے عامل ہیں جو آل طاہر کی مدد کرتے ہیں بشرطیکہ وہ اُن کی مدد کے محتاج ہوں، جو درخواست اعانت کی اُنھوں نے اُن سے کی ہے اُن کے لیے اُس کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ اُن سے اس امر کا خوف زائل کردیا جائے کہ جب وہ سلیمان بن عبداللہ کے عاملوں کے ساتھ سامنے سے لڑائی میں مشغول ہوں گے تو وہ لوگ اُن کی پشت کی جانب سے حملہ کردیں گے،

ان لوگوں نے جنھوں نے سلیمان اور اُس کے عاملوں سے جنگ کے لیے مدد کی درخواست کی تھی اُنھیں بتایا کہ وہ اس امر کے انتظام سے غافل نہیں رہیں گے، یہاں تک کہ وہ لوگ اُس سے مطمئن ہوگئے جس سے اُنھیں خوف تھا دیلم نے اُن کی درخواست کو قبول کرلیا، اُن لوگوں نے اُن سے اور اہل کلار و اہل سالوس سے سلیمان بن عبداللہ اور ابن اوس کی اور اُن کے علاوہ جو شخص اُن سے لڑائی کا ارادہ کرے اُس کی جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کرلیا،

فرزندان رستم محمد و جعفر نے جیسا کہ بیان کیا گیا اُن طالبیوں میں سے جو اُس زمانے میں طبرستان میں مقیم تھے ایک صاحب کے پاس جن کا نام

محمد بن ابراہیم تھا قاصد بھیجا، وہ بیعت کرنے کے لیے اُنھیں بلاتے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور رُک گئے کہ میں تمھیں اپنے ہیں سے ایسے شخص کو بتاتا ہوں جس کام کے لیے تم نے بلایا ہے وہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے، پوچھا وہ کون ہے، کہا، الحسن بن زید، رَے میں اُن کے مکان کا پتہ بتا دیا،

ابن زید کے پاس قوم نے ایک ایسے شخص کو بھیجا کہ اُنھیں اپنے ساتھ طبرستان چلنے کی دعوت دے، حسن بن زید اُن کے پاس آگئے، اور اہل دیلم اور اہل کلار و سالوس در دیان اُن کی بیعت اور سلیمان بن عبد اللہ کے قتال پر متحد ہو گئے، جب حسن زید اُن کے پاس آگئے تو دونوں فرزندان رستم اور اہل سرحد کی ایک جماعت اور روسائے دیلم کجایا اور لاشام اور دَہسودان بن جستان نے اور اہل رویان میں سے عبد اللہ بن دندامید نے کہ ان کے خیال میں پرہیز گار و عباد تگزار بھی تھے، عاملان ابن اوس کو مار بھگایا جو برسر جنگ تھے، یہ لوگ ابن اوس اور سلیمان بن عبد اللہ سے ملے اور وہ دونوں شہر ساریہ میں تھے،

حسن بن زید کے اور اُن کی اُس جماعت کے ساتھ جن عوام نے بیعت کی تھی وہ شتربان تھے، عام شتربانوں کو جب ابن زید کے ظہور کی خبر پہنچی تو طبرستان کے پہاڑوں کے کما صمغان وخادسبان کے اونٹ والے اور لیث بن قیاذ اور پہاڑ والوں میں سے خشکبستان بن ابراہیم بن الخلیل بن وندا سغجان سوائے اُن لوگوں کے جو کوہ فریم کے رہنے والے تھے سب لوگ شامل ہو گئے، اہل کوہ فریم کے شامل نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ اُس زمانے میں اُن کا مالک و متصرف قارن بن شہریار تھا، وہی اپنے پہاڑ اور اپنے ساتھیوں کو (جنگ سے) روکے رہا اُس نے حسن بن زید کی اطاعت نہ کی اور نہ اُس کے ہمراہیوں نے، یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے مر گیا، باوجودیکہ دونوں کے درمیان بعض حالات میں صلح بھی اور آپس میں محبت اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی اپنے اس فعل سے قارن حسن بن زید اور اُن کے ساتھیوں کے معاملہ کو روکنا چاہتا تھا،

حسن بن زید اور اُن کے اُن سرداروں نے جو اُن اطراف والوں میں سے تھے شہر آمل کی طرف چڑھائی کر دی کہ طبرستان کے شہروں میں سب سے پہلا شہر ہے جو

کلار و سالوس کے پہاڑ سے متصل ہے، ابن اوس شہر ساریہ سے مدافعت
کے ارادے سے سامنے آیا دونوں لشکر آمل کے بعض اطراف میں مل گئے اور
آپس میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی، حسن بن زید اور اُن کے ساتھیوں میں سے
ایک جماعت نے قوم کی لڑائی کا میدان پس پشت چھوڑ کے دوسری جانب کا
رخ کیا وہ سب اُس میں داخل ہو گئے، شہر آمل میں داخل ہونے کی خبر
ابن اوس کو اُس حالت میں پہنچی کہ وہ حسن بن زید کے اُن آدمیوں سے جنگ میں
مشغول تھا جو اُس کے سامنے تھے، اپنی جان بچانے اور ساریہ میں سلیمان سے
مل جانے کے سوا اُس سے کچھ نہ بن پڑا جب حسن بن زید آمل میں داخل ہو گیا تو
لشکر بہت اور حالت مضبوط ہو گئی، اونٹ والے بدمعاش جو فتنے کے خواہشمند
اور لوٹ مار کے طلبگار تھے اُن پر ٹوٹ پڑے،

بیان کیا گیا ہے کہ حسن بن زید آمل میں چند روز مقیم رہے وہاں کے
باشندوں سے خراج جمع کیا اور تیاری کرتے رہے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ
سلیمان بن عبداللہ کے ارادے سے ساریہ کی طرف جنگ کے لیے گئے تو
سلیمان اور ابن اوس بھی مع اپنے لشکروں کے نکل آئے، دونوں فریق میں
شہر ساریہ سے باہر مڈبھیڑ ہو گئی، اُن میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی حسن بن زید
کے بعض سرداروں نے اُس سمت کو جس میں دونوں لشکر مقابلہ کر رہے تھے
پس پشت چھوڑ کر شہر ساریہ کی اور سمتوں میں سے کسی دوسری سمت کی طرف
رُخ کیا، وہ اپنے آدمیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ اُس میں داخل ہو گیا، سلیمان
بن عبداللہ کو اور اُس کے ہمراہی لشکر کو یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے سوا چارہ
نہ رہا،

اطراف کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ
بھاگ گیا اپنے اہل وعیال اور اسباب اور اپنا ہر وہ مال و اثاثہ وغیرہ جو ساریہ میں تھا
بغیر کسی محافظ و نگران کے سب چھوڑ گیا، سوائے جرجان کے اور کوئی جگہ
اُس کو بچانے والی نہ تھی اُس کے اور دوسروں کے لشکر پر حسن بن زید اور اُن کے
ساتھی غالب آ گئے، سلیمان کے اہل وعیال اور اُس کے اثاثے کے متعلق

مجھے یہ اطلاع ملی کہ حسن بن زید نے اُن کے لیے ایک سواری کا حکم دیا جس میں انھیں سوار کرا کے سلیمان کے پاس بھیج دیا جو اُس وقت جرجان میں تھا جو مال سلیمان کے ساتھیوں کا تھا حسن بن زید کے متبعین نے لوٹ لیا۔

حسن بن زید کو سلیمان بن عبداللہ کے جرجان چلے جانے سے پورے طبرستان کی حکومت مل گئی جب پورے طبرستان پر حسن بن زید کی حکومت ہو گئی اور سلیمان بن عبداللہ اور اُس کے ساتھی اُس سے نکال دیے گئے تو ایک لشکر اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو سردار بنا کر رے بھیجا، وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے عامل نے کہ ابن طاہر کی جانب سے تھا مدافعت کی جب وہ شخص کہ طالبیوں کی طرف سے بھیجا گیا تھا رے میں داخل ہو گیا تو وہاں سے عامل بھاگ گیا، طالبیوں میں سے ایک شخص محمد بن جعفر کو نائب بنا کے وہاں سے واپس آ گیا، حسن بن زید کے لیے طبرستان کے ساتھ ہمذان کی حد تک رے بھی مل گیا۔

مستعین کو خبر پہنچی، اُس زمانے میں اُس کے معاملات کا مدبر وصیف ترک اور اُس کا کاتب احمد بن صالح بن شیرزاد تھا اُسی کے تفویض مستعین کی مُہر تھی، مستعین نے اسماعیل بن فراشتہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہمذان کی طرف روانہ کیا اور اُسے وہاں مقام کرنے اور حسن بن زید کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا۔ یہ حکم اس لیے دیا کہ ہمذان کے اُس طرف کی حکمرانی محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کے سپرد تھی، اُس کے ساتھ اُس کے عمال تھے اور اچھا انتظام تھا، جب محمد بن جعفر طالبی رے میں متمکن ہو چکے تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اُن سے ایسے امور ظاہر ہوئے جنھیں اہل رے نے ناپسند کیا، محمد بن طاہر بن عبداللہ نے اپنی جانب سے اپنے ایک سردار کو جس کا نام محمد بن میکال تھا اور جو شاہ بن میکال کا بھائی تھا ایک جماعت پیادہ وسوار کے ہمراہ رے کی طرف روانہ کیا وہ اور محمد بن جعفر طالبی رے سے باہر مل گئے، محمد بن میکال نے محمد بن جعفر کے لشکر کو منتشر کر دیا اور رے میں داخل ہو گیا، وہاں ٹھہر کے خلیفہ کے لیے دعا کی، اُس کے قیام کو وہاں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ حسن بن زید نے اُس کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا سر لشکر

اہل ارز کا ایک شخص واجن تھا، واجن رے پہنچا تو محمد بن میکال اُس کے مقابلے کے لیے نکل آیا، دونوں لڑے، واجن اور اُس کے ساتھیوں نے محمد بن میکال اور اُس کے لشکر کو شکست دی، محمد بن میکال پناہ کی تلاش میں شہر رے کی طرف بھاگا تو واجن اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا، رے پھر حسن بن زید کے ساتھیوں کے قبضہ میں آگیا،

محمد بن میکال کے قتل کے بعد اسی سال جب یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) ہوا تو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا، احمد بن عیسیٰ نے اہل رے کو نماز عید پڑھائی اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت دی، محمد بن علی بن طاہر نے جنگ کی تو اُسے احمد بن عیسیٰ نے شکست دی، پھر وہ قزوین چلا گیا،

اسی سال جعفر بن عبد الواحد پر عتاب ہوا، اس لیے کہ وہ شاکریہ میں مامور ہوا تو وصیف کو گمان ہوا کہ اُس نے شاکریوں کو بھڑکا دیا ہے، ۲۳ ربیع الاول کو جعفر بصرے کی طرف جلائے وطن کر دیا گیا،

اسی سال بنی امیہ میں سے ابن ابی الشوارب اور عثمانیوں کے دار العامہ میں جو مرتبے تھے وہ گھٹا دیے گئے،

اسی سال الحسن بن الافشین قید سے نکالا گیا،

اسی سال عباس بن احمد بن محمد ہٹا دیا گیا اور جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن الموسیٰ المعروف بہ بشاشات کو جمادی الاولیٰ میں مکے پر مامور کیا گیا،

اسی سال اہل حمص نے اور قبیلۂ کلب کی ایک جماعت نے جس کا سردار ایک شخص مسمی عطیف بن نعمۃ الکلبی تھا الفضل بن قارن برادر مازیار بن قارن پر جو اُس زمانے میں حمص پر عامل تھا حملہ کر دیا، اسے رجب میں انھوں نے قتل کر دیا، مستعین نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو اُن کی طرف روانہ کیا، موسیٰ سامرا سے پنجشنبہ ۱۳ رمضان کو روانہ ہوا، جب موسیٰ قریب ہوا تو اہل حمص نے حمص اور رستن کے درمیان اُس سے مقابلہ کیا، موسیٰ اُن سے لڑا اور انھیں شکست دی اور حمص فتح کر لیا،

باشندوں میں اُس نے قتل عظیم برپا کر کے آگ لگادی، روسا کی ایک جماعت کو قید کر لیا،
عطیف بدویوں میں مل گیا تھا،
اسی سال یوم یکشنبہ ۲۳ رمضان کو جعفر بن احمد بن عمار قاضی کی وفات ہوئی،
اسی سال احمد بن عبد الکریم الجواری والتیمی قاضی بصرہ کی وفات ہوئی،
اسی سال حمد بن الوزیر سامرا کا قاضی بنایا گیا،
اسی سال شاکریہ اور لشکر فارس نے عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم پر حملہ کیا،
اُس کا گھر لوٹ لیا محمد بن حسن بن قارن کو قتل کر دیا، عبد اللہ بن اسحاق بھاگ گیا،
اسی سال محمد بن طاہر نے خراسان سے دو ہاتھی بھیجے جو اُس کے پاس
کابل سے بھیجے گئے تھے اور کچھ تصویریں اور کچھ خوشبوئیں،
اسی سال موسم گرما میں بلکاجور نے جنگ کی،
اسی سال جعفر بن الفضل بشاشات نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۱ھ

قتل وصیف و بغا

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ باغر متوکل کے قاتلوں میں سے ایک تھا، اسی وجہ سے تنخواہ بڑھادی گئی تھی اور اُسے بہت سی جاگیریں ملی تھیں، اُن جاگیروں میں سے کچھ جائداد کوفے کے دیہات میں تھی وہ جائداد جو وہاں باغر کو جاگیر میں ملی تھی باغر کے ایک یہودی کاتب سے بارو سما و نہر الملک کے دہقانوں میں سے ایک شخص نے دو ہزار دینار سالانہ پر لے لی، علاقے کے ایک شخص مسمی ابن مارمہ نے باغر کے وکیل پر جو وہاں تھا کچھ ظلم کیا، وکیل باغر نے اُسے گرفتار کر لیا یا اُس کے گرفتار کرنے کے لیے کوئی پوشیدہ کارروائی کی، ابن مارمہ قید اور بند کر دیا گیا، مگر قید ہی میں کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ رہا ہو کے وہ سامرا چلا گیا کہ لیل بن یعقوب نصرانی سے ملا،

دلیل اُس زمانے میں بغا شرابی کا کاتب اور اُس پر حاوی تھا فوج کا کام بھی اُسی کے سپرد تھا، بغا کے مقرب ہونے کی وجہ سے سرداروں اور عاملوں کی سواریاں اُس کے پاس آیا کرتی تھیں، ابن بارمہ دُلیل کا دوست تھا اور باغر بغا کے سرداروں میں سے ایک تھا، دُلیل نے باغر کو احمد بن بارمہ پر ظلم کرنے سے روکا اور اُس کا حق باغر سے دلا دیا، اس فعل نے باغر کے سینے میں غصہ بھڑکا دیا، دلیل اور باغر میں سے ہر ایک نے اس سبب سے مفارقت کرلی، باغر شجاع اور بہادر اور ترکوں میں مشہور مرتبے والا تھا کہ بغا وغیرہ بھی اُس سے ڈرتے اور اُس کے شر سے خائف رہتے،

بیان کیا گیا ہے کہ یوم سہ شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۵۰ھ کو باغر بغا کے پاس آیا، بغا حمام میں تھا، باغر شدید نشے میں تھا وہ اُس کا منتظر رہا، حمام سے نکلا تو اُس کے پاس اندر گیا اور اُس سے کہا کہ خدا کی قسم دُلیل کے قتل سے کوئی چارہ نہیں، پھر اُسے گالی دی، بغا نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بیٹے فارس کے قتل کا ارادہ کرے تو بھی میں تجھے نہ روکوں گا، دلیل نصرانی کی کیا حقیقت ہے، لیکن میرا اور خلافت کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے اتنا انتظار کر کہ میں اُس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرلوں، بغا نے دلیل کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ سوار نہ ہو (یعنی گھر سے نہ نکلے) کہا گیا ہے کہ اُسے بغا کا طبیب ملا جس کا نام ابن سرجویہ تھا اُس نے اس قصے کی خبر دی، تو وہ اپنے گھر لوٹ گیا اور چھپ گیا، بغا نے محمد بن یحییٰ بن فیروز کے پاس بھیجا، ابن فیروز اُس کے قبل اُس کا کاتب رہ چکا تھا، اُس نے اُسے دلیل کی جگہ مقرر کر دیا، باغر یہ وہم کرتا رہا کہ اُس نے دلیل کو معزول کر دیا، پھر بغا نے دلیل اور باغر کے درمیان صلح کرا دی، باغر جب اپنے دوستوں کے ساتھ تنہا ہوتا تھا تو دلیل کو قتل کی دھمکی دیا کرتا تھا، باغر مستعین کی خوشامد میں لگا رہا، دار الخلافت کی خدمت اختیار کرلی مگر مستعین کو اُس کا ہونا پسند نہ تھا، جب بغا کی اپنے گھر میں رہنے کی باری آئی تو مستعین نے دریافت کیا کہ کاموں پر کون ہے، اُسے وصیف نے خبر دی، کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان اعمال کو ابو محمد باغر کے سپرد کردو، وصیف نے کہا کہ بہت خوب، دُلیل سوار ہو کے بغا کے پاس گیا کہ تو اپنے گھر میں ہے اور لوگ تیرے تمام عہدوں سے معزول کرنے کی تدبیریں میں ہیں جب تو

معزول ہو جائے گا تو پھر تیری زندگی کہاں، سوائے اس کے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے، بغا سوار ہو کے اُسی دن کہ اُس کی اپنے گھر میں رہنے کی باری تھی رات کو دار الخلافت گیا اور وصیف سے کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے مرتبے سے گرا دے اور باغر کو لائے پھر اسے میری جگہ کر دے، باغر تو میرے غلاموں میں سے صرف ایک غلام ہے اور میرے آدمیوں سے ایک آدمی، وصیف نے جواب دیا کہ تجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ کا اُس کے متعلق کیا ارادہ ہے، بغا اور وصیف نے باغر کے دار الخلافت سے علیحدہ کرانے اور اُس کے لیے حیلہ تلاش کرنے کا باہم عہد کیا، لوگوں نے یہ خوفناک خبر مشہور کی کہ باغر امیر بنایا جائے گا لشکر اُس سے مل جائے گا اُسے خلعت پہنایا جائے گا دار الخلافت میں وصیف و بغا کی مجلس منعقد کی جائے گی اور اُن دونوں کو امیر کا خطاب دیا جائے گا لوگوں نے یہ خبر سنی تو باغر کی حمایت کی، باغر نے مستعین کا تقرب صرف اس لیے حاصل کیا تھا کہ محفوظ رہے، اُس نے اور اُس کے طرفداروں نے شر محسوس کیا تو متوکل کے قتل پر اُس سے بیعت کرنے والے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کے پاس جمع ہوئے اور گفتگو کے بعد معاملے کو پختہ کر لیا، سب نے عہد کیا کہ جس طرح متوکل کے قتل کے معاملے میں ہماری استواری نمایاں ہو چکی ہے اب بھی ہم ویسے ہی میثاق پر قائم ہیں، باغر نے سب کو حکم دیا کہ دار الخلافت ہی میں رہو کہ ہم مستعین اور بغا اور وصیف کو قتل کر دیں اور علی بن المعتصم یا ابن الواثق کو لائیں اور خلیفہ بنائیں کہ حکومت ہماری ہو جائے جس طرح کہ اس وقت وصیف و بغا کی حکومت ہے، وہ دونوں خلافت پر غالب آ گئے ہیں اور ہم لوگ بیکار ہو گئے ہیں، سب نے اُس کی یہ بات مان لی،

یہ خبر مستعین کو پہنچی تو اُس نے بغا اور وصیف کو بلا بھیجا، یہ دوشنبے کا دن تھا، دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ خواہش نہیں کی تھی کہ مجھے خلیفہ بنا دو، تمھیں نے اور تمھارے ساتھیوں نے مجھے بنایا، پھر تمھیں یہ چاہتے ہو کہ مجھے قتل کر دو، دونوں نے قسم کھائی ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے، خلیفہ مستعین نے واقعہ کہہ سنایا،

کہا گیا ہے کہ باغر کی ایک عورت نے جسے اُس نے طلاق دے دی تھی مستعین کی ماں سے اور بغا سے اس کی چغلی کھائی، صبح سویرے دُلیل بغا کے پاس گیا اور وصیف بھی بغا کے گھر پر حاضر ہوا، وصیف کے ہمراہ اس کا کاتب احمد بن صالح بھی تھا، باغر کے اور اُس کے ساتھ دو ترکوں کے گرفتار کر لینے اور حسب ضرورت جب تک مناسب ہو اُس وقت تک قید رکھنے پر سب نے اتفاق کر لیا، انھوں نے باغر کو بلوایا تو وہ دستۂ سپاہ کے ہمراہ بغا کے گھر آیا، بشر بن سعید المرثدی سے مذکور ہے کہ میں باغر کے داخل ہونے کے وقت موجود تھا، اُسے وصیف اور بغا کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا، بغا کو حمام کی طرف لے جا کے بیڑیاں منگائیں، پہنائیں اور اُسی حمام میں قید کر دیا، یہ خبر ہارونی اور کرخ اور الدور میں ترکوں کو پہنچی تو انھوں نے شاہی اصطبل پر حملہ کر دیا جو گھوڑے اُس میں تھے لے لیے اور لوٹ لیے۔ اُن پر سوار ہوئے اور ہتھیار لے کے محل میں حاضر ہو گئے، جب شام ہو گئی تو وصیف اور بغا نے رشید کو جو وصیف کی بہن سعاد کا بیٹا تھا حکم دیا کہ باغر کو قتل کر دے، وہ ایک جماعت کے ساتھ باغر کے پاس آیا، لوگوں نے کلہاڑیوں سے اُس کا سر توڑا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا، جب مستعین کو اُن سب کا جمع ہونا معلوم ہوا تو وہ اور وصیف اور بغا کشتی میں سوار ہوئے اور سب مل کے وصیف کے گھر گئے، یہ سہ شنبہ کا دن تھا، تمام دن اور رات پھر ہتھیار لیے لوگ آتے تھے اور جاتے تھے، وصیف نے کہا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے سب کے سب یکجا رہو، مخالفین مقابلے پر جمے رہے تو باغر کا سر ہم اُن کے پاس پھینک دیں گے،

بلوائی ترکوں تک اُس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ہنگامے پر جم گئے، یہاں تک کہ انھیں یہ علم ہو گیا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے، وصیف نے مغربیوں کی ایک سوار اور پیادہ جماعت کو ہتھیار اور نیزے دے دیئے تھے، انھیں بلوائیوں کے مقابلے میں روانہ کر دیا، اور شاکریہ کو کہلا بھیجا کہ وقت ضرورت کے لیے تیار رہیں، ظہر کے وقت لوگ ٹھہرے اور سب کام درست ہوئے، چند ترک سردار ہنگامہ کرنے والوں کے پاس گئے اور اُن سے پلٹ جانے کو کہا تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ یوق یوق ای لالا دیسنی نہیں نہیں کبھی نہیں،

جامع بن خالد سے مذکور ہے کہ وصیف کا ایک ترک نائب تھا جو مع چند اُن لوگوں کے جو ترکی زبان جانتے تھے اُن سے بات چیت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، اُن لوگوں نے اُن کو بتایا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے، بلوائی آخر پشیمان ہوئے اور تھک کر رو گرداں ہو گئے،

جب مستعین کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی تو ترک دلیل ابن یعقوب کے مکانوں کی طرف اور اُس کے اعزہ کے مکانوں میں جو اس کے قریب رہتے تھے نیز اُس کے پڑوسیوں کے مکانوں کی طرف گئے، جو کچھ اُن مکانوں میں تھا لوٹ لیا، یہاں تک کہ تختے اور در و ندات گئے اور وہاں جن خچروں پر قابو پایا اُنھیں قتل کر دیا، دانہ چارہ لوٹ کے چوپایوں کو بے چارہ کر دیا، آبدارخانہ ویران کر دیا، سلمہ بن سعید نصرانی کے گھر سے اُس جماعت نے مدافعت کی جنھیں پہلوانوں میں سے اُس نے مقرر کیا تھا اور ان کے علاوہ اُن کے پڑوسیوں نے بھی، اُنھوں نے اُنھیں گھر میں گھسنے سے روکا، ابراہیم بن مہران نصرانی عسکری کے گھر میں گھسنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اُنھیں دفع کر دیا اور سلمہ و ابراہیم لٹنے سے بچ گئے

رائے عام باغر کے قتل اور اُس فتنے کے بارے میں جو اس کی وجہ سے برپا ہوا بعض شعرا نے یہ اشعار کہے، بیان کیا گیا ہے کہ ان اشعار کا کہنے والا احمد بن الحارث الیمامی ہے

میری جان کی قسم اگر باغر کو لوگوں نے قتل کر دیا (تو کچھ حرج نہیں)، البتہ باغر نے ایک عظیم الشان جنگ برانگیختہ کی تھی،

خلیفہ اور دونوں سردار بھاگے رات کو کہ وہ دونوں کشتی تلاش کرتے تھے،

پکارا انھوں نے میسان میں اپنے ملاح کو تو وہ دیکھنے والوں پر سبقت کرتا ہوا اُن کے پاس آگیا،

اُس نے اُنھیں کشتی کے اندر بٹھا دیا، اور اُن کی ناؤ کھینے والے بانس متحرک ہو گئے،

ابن مارمہ کی قدر اتنی نہ تھی، جس کی وجہ سے ہم بڑی بڑی لڑائیاں حاصل کریں،

لیکن دلیل نے ایسی کوشش کی،
جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کو رسوا کیا،

طلوع آفتاب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا،
اس میں وہ داخل ہوا جسے ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں،

اے کاش کشتی ہمارے پاس نہ آتی،
اور اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے سواروں کو غرق کر دیتا،

ترک اور مغربی مقابلے پر آ گئے
اور سیاہ رو فراغنہ آ گئے،

اُن کے گروہ مسلح ہو کر چلتے ہیں،
پیادہ وسوار (ہتھیار) سامنے رکھ کر چلتے ہیں،

ایک ایسا ماہر فن حرب اُن کی جنگ کا سرپرست ہوا،
جسے زمانے نے اُس پر مقرر کیا ہے،

اُس نے دونوں جانب نئی چار دیواری قائم کر دی،
یہاں تک کہ اُن سب کو گھیر لیا،

اُس کے چور دروازوں کو،
چار دیواری پر مضبوط قائم کر دیا جس کی وجہ سے مستعین کی حمایت کرتا ہے،

ایسے خطرناک گوپھن تیار کئے ہیں،
جو جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور تیر کی حفاظت کرتے ہیں،

اُس نے کمانیں اور لشکری تیار کیے ہیں،
جو ہزارہا ہزار ہیں، جب تم شمار کرو گے،

ایسے گوپھن تیار کئے ہیں جو لگے ہوئے ہیں،
فصیل کی دیوار پر یہاں تک کہ اُس نے اہل شہر کو آزاد کر دیا،

مذکور ہے کہ جب وہ لوگ بغداد پہنچے تو ابن مارمہ بیمار ہو گیا، دلیل بن یعقوب نے اُس کی عیادت کی اور اُس سے دریافت کیا کہ تیری بیماری کا کیا سبب ہے، بیڑی کا زخم پھر پیدا ہو گیا، دلیل نے کہا کہ اگر بیڑی نے تجھے زخمی کیا تو تو نے خلافت کو توڑ ڈالا فتنہ برانگیختہ کر دیا، اسی زمانے میں ابن مارمہ مر گیا، ابو علی یمامی حنفی نے مستعین کے بغداد آنے کے بارے میں کہا ہے،

وہ پلٹ تو گیا مگر اپنی سلطنت کے زوال کے بعد
اور پھر اپنی موت و ہلاکت کے بعد،

ترکوں نے لوگوں کو بغداد آنے سے روکا، مذکور ہے کہ انھوں نے ایک ملاح کو گرفتار کیا جس کی کشتی کرائے پر لی گئی تھی، دو سو کوڑے مارے اور اُسے اُسی کی کشتی کی لکڑی میں لٹکا دیا، کشتی والے پار اُتارنے سے رُک گئے مگر پوشیدہ طور پر بڑی دشواری سے اُتار دیتے تھے،

اسی سال فتنہ برپا ہوا اور اہل بغداد و سامرا کے لشکر میں جنگ واقع ہوئی، اُن میں سے جو لوگ سامرا کے تھے اُنھوں نے معتز سے بیعت کرلی اور جو لوگ بغداد کے تھے وہ مستعین کی وفائے بیعت پر قائم رہے،

فتنۂ عزل و نصب

خلع مستعین ہم مستعین اور شاہک خادم اور وصیف اور بغا اور احمد بن صالح بن شیرزاد کا بغداد آنا بیان کرچکے ہیں، وہاں اُن کی آمد تین گھنٹے دن گزرنے کے بعد یوم چارشنبہ ۴ یا بقول بعض ۵ محرم کو اسی سنہ میں ہوئی، جب مستعین وہاں آیا تو محمد بن عبید اللہ بن طاہر کے گھر میں اُترا، وصیف کا نائب بغداد میں آیا جو سلام مشہور تھا، جس قدر معلومات اُس کو تھی مستعین نے دریافت کرلی، وہ اپنے گھر جانے کے لیے سامرا واپس ہوا، سرداران لشکر سوائے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ کے مع بڑے بڑے کاتبوں اور عاملوں اور بنی ہاشم کے بغداد آئے، ان کے بعد اُن ترک سرداروں میں سے جو وصیف کے طرفدار تھے کلبا تکین قائد اور طیغج نائب ترک، اور ابن عجوز نائب نسائی - اُن میں سے جو بغا کے طرفداروں میں تھے بایکباک قائد جو خدمت کے غلاموں میں سے تھے بغا کے چند نائبوں کے ساتھ آئے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف اور بغا نے اُن کے آنے سے پہلے اُن کے پاس ایک قاصد بھیج کے حکم دیا تھا کہ "جب بغداد آئیں تو اُس جزیرے میں چلے جائیں جو محمد بن عبد اللہ

ابن طاہر کے مکان کے سامنے ہے، پل کی طرف نہ جائیں جس سے عام لوگ ان کے آنے سے ڈریں"۔ انھوں نے یہی کیا اور جزیرے کی طرف جاکے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے، کشتیاں آگئیں ان میں بیٹھ کر دریا عبور کیا،

کلباتکین اور بایکباک اور دار الخلافت کے سردار اور ارتاتجور ترک کنارۂ دریا سے بلندی کی طرف چل کے مستعین کے پاس پہنچ گئے، انھوں نے اس کے آگے اپنے کو شار کیا، اپنے پٹکے عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے کے لیے گردنوں میں ڈال لیے اور مستعین سے گفتگو کرنے لگے، معافی مانگی، درگزر کرنے اور راضی ہو جانے کی درخواست کی،

مستعین نے جواب دیا کہ تم لوگ اہل بغاوت اور اہل فساد اور مستقل طور پر نعمتوں کے مالک بنے ہوئے ہو، کیا تم لوگوں نے اپنے لڑکوں کے بارے میں میرے پاس درخواست نہیں پیش کی، پھر میں نے انھیں تمھارے ہی ساتھ شامل کردیا وہ قریب دو ہزار کے تھے، لڑکیوں کے بارے میں تمھاری درخواست پر میں نے انھیں شادی کی عمر والی عورتوں میں شمار کرنے کا حکم دیا، یہ لڑکیاں قریب چار ہزار کے تھیں، اور بالغ اور نابالغ بچوں کے بارے میں بھی تمھاری درخواست منظور کی، میں نے تمھاری ہر بات قبول کرلی، تنخواہیں جاری کیں، سونے چاندی کے برتن بنوا دیے، اپنے آپ کو نفس کی لذت اور خواہش سے روکا، یہ سب تمھیں خوش کرنے اور خوشحال بنانے کے لیے کیا گیا، مگر تم ہو کہ بغاوت اور فساد اور دھمکی اور بیگانگی میں بڑھتے جارہے ہو،

ترکوں نے بہت عاجزی و زاری کی کہ بیشک ہم نے خطا کی اور امیر المومنین اپنے ہر قول میں سچے ہیں، ہم معافی اور اپنی لغزش سے درگزر چاہتے ہیں،

مستعین نے کہا کہ اچھا میں نے تمھیں معاف کیا اور راضی ہوگیا، بایکباک نے کہا کہ اگر آپ ہم سے راضی ہیں اور معاف کردیا ہے تو اٹھیے اور ہمارے ساتھ سوار ہو کے سامرا چلیے، ترک آپ کے منتظر ہیں، محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون کی طرف اشارہ کیا جس نے بایکباک کے منہ پر طمانچہ مارا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ کیا یوں ہی امیر المومنین سے بات کی جاتی ہے کہ کھڑے ہو جائیے اور سوار ہو کے

ہمارے ساتھ چلیے،
مستعین ہنسا کہ یہ عجمی لوگ ہیں انھیں کلام کے حدود معلوم نہیں ہیں، پھر ان سے مخاطب ہوا کہ تم لوگ سامرا جاتے ہو، تمھاری تنخواہیں تم پر جاری رہیں گی، میں اپنے اس جگہ کے کام کو اور اپنے مقام کو دیکھتا رہوں گا، ترک اُس کے پاس سے مایوس واپس ہوئے، محمد بن عبداللہ کے طرز عمل نے انھیں غضبناک کر دیا، بس ترک کے پاس وہ جاتے تھے اُسے اپنے واقعے کی خبر دیتے تھے اور مستعین نے جو جواب انھیں دیا تھا اُس کے معزول کرنے اور بدل دینے پر برانگیختہ کرنے کے لیے اُس جواب کی مخالفت کرتے تھے، اُن کی رائے معتز کے نکالنے اور اس سے بیعت کرنے پر متفق ہوگئی، معتز اور مؤید اس طرح ایک محل کے چھوٹے سے حجرے میں قید تھے کہ ہر ایک کے ساتھ خدمت کے لیے ایک غلام تھا اور اُن پر ایک شخص ترکوں میں سے مقرر تھا جس کا نام عیسیٰ تھا، اس کے ساتھ چند مددگار تھے،

نصب معتز اُسی دن معتز کو نکالا اُس کے بال کترے، اور اُس سے بیعت خلافت اس طرح کی گئی تھی کہ بیعت کے عوض دس مہینے کے خرچ کا حکم دیا گیا تھا، مگر مال پورا نہ ہوا، لوگوں کو مال کم ہونے کی وجہ سے دو ماہہ دیا گیا۔
مستعین نے سامرا کے بیت المال میں وہی مال چھوڑا تھا جو طلمجور قائد اور اساتکین قائد شام کے خزانے میں سے موصل کے علاقے سے لائے تھے جو قریب پانچ لاکھ دینار کے تھا، والدۂ مستعین کے بیت المال میں دس لاکھ دینار کا قیمتی مال تھا اور عباس بن مستعین کے بیت المال میں چھ لاکھ دینار کی قیمت کا مال تھا،

عقد بیعت مذکور ہے کہ جو بیعت لی گئی اُس کا مضمون یہ تھا:-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تم لوگ عبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین سے ایسی بیعت کرتے ہو جو خوشی، اعتقاد، رضا، رغبت، دلوں کے اخلاص، شرح صدر اور نیتوں کی سچائی کے ساتھ ہے، نہ تمھیں مجبور کیا گیا ہے اور نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے اس بیعت کے مضبوط کرنے میں اللہ کا تقویٰ ہے،

اُس کی اطاعت ہے' اُس کے حق اور اُس کے دین کا اعزاز ہے، عام طور پر اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی ہے' سب کا اتفاق ہے' اجماع و اجتماع ہے، مصائب سے تسکین' نتائج میں امن و تسلی' دوستوں کی عزت' اور بے دینوں کی بیخ کنی ہے اُسے جان کر اقرار کرتے ہو کہ ابو عبداللہ المعتز باللہ اللہ کا بندہ اور اُس کا خلیفہ ہے جس کی طاعت اور خیر خواہی اور اُس کے حق اور عہد کا پورا کرنا تم پر فرض ہے' جس میں تمھیں نہ شک ہے نہ نفاق ہے' نہ کسی اور طرف میلان ہے اور نہ تمھیں شبہہ ہے' (اور بیعت کرتے ہو) (اُس کے ہر حکم کے) سننے اور ماننے پر اور دوستی اور وفاداری اور (اس عہد پر) ثابت قدم رہنے پر اور خیر خواہی پر ظاہر میں بھی باطن میں بھی سفر میں بھی حضر میں بھی کہ جس وقت اللہ کا بندہ ابو عبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین جو حکم دے گا اپنے دوستوں سے دوستی کرنے کے متعلق اور اپنے دشمنوں سے دشمنی کرنے کے متعلق، وہ دوست اور دشمن خاص لوگوں میں سے ہوں یا عام لوگوں میں سے، قریب سے ہوں یا بعید سے ہوں (تو اُسے سنو گے اور بجا لاؤ گے) اس طرح سے کہ اُس کی بیعت کو وفائے عہد اور ذمہ داری سے مضبوط پکڑے رہو گے، تمھارے باطن اس معاملے میں مثل تمھارے ظاہر کے ہوں گے' اور تمھارے قلوب اس معاملے میں مثل تمھاری زبانوں کے ہوں گے، اپنی اس بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لینے اور اُسے اپنی گردنوں میں پورے طور پر خوشی اور رغبت اور قلوب اور خواہشوں اور نیتوں کی سلامتی سے مضبوط کر لینے کے بعد تم لوگ بھی اُس امر سے راضی ہو گے جس سے امیر المومنین راضی ہوں گے' اور (بیعت کرتے ہو) ابراہیم المؤید باللہ پر اور امیر المومنین کے لیے مسلمانوں کی ولی عہدی پر' اور اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ کبھی اُس امر کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے جو تم پر مضبوط کیا گیا اور اس امر پر کہ کوئی ہٹانے والا تمھیں مدد اور اخلاص اور دوستی سے ہٹا نہ سکے گا، اور اس امر پر کہ تبدل و تغیر نہ کرو گے اور نہ کوئی رجوع کرنے والا تم میں سے اپنی بیعت سے رجوع کرے گا اور نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، اور اس امر پر کہ جو بیعت کہ تم نے اپنی زبان سے کی اور اُس کا عہد کیا وہ ایسی بیعت ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ آگاہ ہے تمھارے قلوب سے اُس کے اختیار کرنے پر اور اُس پر بھروسہ کرتے پر' اور اُس ذمہ داری کے پورا کرنے پر

جو اُس بیعت میں اللہ کی طرف سے ہے، اور تمہارے اخلاص پر بیعت کی نصرت اور اہل بیعت کی دوستی کے متعلق، کہ اس میں تمہاری جانب سے نہ کسی نفاق کی آمیزش ہے اور نہ دکھاوے کی اور نہ کسی بہانے کی یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تم اُس کے عہد کو پورے کرنے والوں اور اپنے اوپر سے اُس کے حق کو ادا کرنے والوں میں سے ہو نہ شک میں پڑنے والوں میں اور نہ نقض عہد کرنے والوں میں، کیونکہ جو لوگ تم میں سے امیر المومنین سے اُس کی خلافت کی اور اُس کے بعد برادر امیر المومنین ابراہیم مؤید باللہ سے اُس کی ولی عہدی کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے، پھر جو بد عہدی کرے گا وہ صرف اپنی ہی جان پر بد عہدی کرے گا اور جو اُسے پورا کرے گا جو اُس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے اجر عظیم عطا کرے گا،

تم اس بیعت کو مضبوط پکڑو اور اُسے جسے اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا اور اُس پر تم نے اپنی مضبوط قسمیں دے دیں، اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو کیونکہ اللہ کے عہد کا تم سے مواخذہ ہوگا، اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، جس قسم کے عہد و پیمان اللہ تعالےٰ نے اپنے انبیا اور مرسلین اور اپنے کسی اور بندے سے لیے ہیں ویسے ہی اس بیعت میں تم سے لیے گئے ہیں، تم بدلو گے نہیں اور نہ کسی اور طرف جھکو گے تم نے جس امر پر اللہ سے عہد کیا ہے اُسے اسی طرح مضبوط رکھو گے جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو اور اہل وفا اور اہل عہد اپنی وفا کو مضبوط پکڑتے ہیں، نہ تمہیں کوئی خواہش نفسانی اس سے ہٹائیگی اور نہ رغبت، نہ کوئی فتنہ یا گمراہی تمہارے قلوب میں ہدایت سے کجی پیدا کرے گی، اس معاملے میں اپنی جان اور کوشش صرف کرتے رہو گے، دین اور طاعت کا اور اُس عہد کی وفا کا حق جو تم نے اپنے اوپر کیا ہے، مقدم رکھو گے، اللہ تعالیٰ تم میں سے اس بیعت میں سوائے وفا کے اور کچھ قبول نہ کرے گا،

تم میں سے جس شخص نے امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین برادر امیر المومنین سے اس طرح کی بیعت کو جیسی کہ تم سے لی گئی توڑے گا، پوشیدہ یا علانیہ صاف صاف

یا بہانے سے یا حیلے سے اُس عہد میں نفاق کرے گا جو اُس نے اللہ کو دے دیا، جو عہد و پیمان اُس سے لیے گئے اُس کی عہد شکنی کرے گا، اُس راستے سے ہٹے گا جس کی وجہ سے اہل عقل پناہ پاتے ہیں تو ہر وہ چیز جس کا بدعہدی کرنے والوں میں سے کوئی مالک ہے مال یا جائیداد یا مویشی یا زراعت یا دودھ والے جانور ہوں وہ سب اللہ کی راہ میں مساکین پر صدقہ ہے، اُس کے لیے حرام ہے کہ اس میں کی کوئی شے کسی حیلے سے واپس لے، جو مال اُس کی بقیہ عمر میں حاصل ہوگا خواہ وہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا وہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ ہے یہاں تک کہ اُسے موت اُٹھالے اور اجل آجائے، ہر مملوک جس کا آج مالک ہے اور تیس برس تک رہے مذکر ہو یا مونث وہ سب اللہ کی راہ میں آزاد ہیں اور اُس کی عورتیں، وہ جو قسم و عہد ٹوٹنے کے دن ہو اور وہ بھی جن سے بعد کو نکاح کرے تیس سال تک سب پر طلاق ہے کہ نہیں قبول کرے گا اللہ اُس سے مگر وفائے عہد، وہ اللہ و رسول سے اور اللہ و رسول اُس سے بری ہیں، خدا اُس کے نفل و فرض کو قبول نہ کرے، اور اللہ تمھارے اس معاملے پر گواہ ہے، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل،

ولی عہد جیسا کہ بیان کیا گیا بیعت میں ابو احمد بن الرشید کو جسے نقرس تھا ڈولی میں سوار کر کے لایا گیا اور اُسے بیعت کے لیے کہا گیا تو اُس نے انکار کیا اور معتز سے کہا کہ تو رغبت کے ساتھ ہماری طرف آگیا، اُس بیعت سے دست بردار ہو گیا جو تیرے لیے لی گئی تھی، تو نے یہ گمان کیا تھا کہ تو اُسے قائم نہ کر سکے گا، معتز نے کہا کہ مجھے دستبرداری پر مجبور کیا گیا، اور میں نے تلوار کا خوف کیا، ابو احمد نے کہا کہ ہمیں تو معلوم ہوا کہ تجھ پر زبردستی کی گئی ہے ہم اس شخص (مستعین) سے بیعت کر چکے، تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں اور اپنے مال و دولت سے باہر ہو جائیں، ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا، اگر تو مجھے لوگوں کے جمع ہونے تک میرے حال پر چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ پھر وہی تلوار ہے جس کا خوف تیرے لیے باعث دستبرداری ہوا تھا، معتز نے کہا کہ اُسے چھوڑ دو، وہ بغیر بیعت کے اپنے گھر واپس کر دیا گیا،

ابراہیم سے بیعت کرنے والوں میں الدیرج اور عتاب بن عتاب تھا،

عتاب بن عتاب بھاگ کے بغداد چلا گیا، الدیرج کو خلعت دے کے پولیس پر مقرر کیا گیا، سلیمان بن یسار کاتب کو بھی خلعت دے کے دفتر جاگیر پر مقرر کیا گیا، اُس دن وہ ٹھیرا، احکام دیتا اور کام کرتا رہا، رات کو چھپ کے بغداد چلا گیا،

جب ترکوں نے معتز سے بیعت کر لی تو اُس نے اپنے عامل مقرر کیے، سعید بن صالح کو پولیس پر، جعفر بن دینار کو دربانوں پر، جعفر بن محمود کو وزارت پر مقرر کیا، ابو الحجار کو دفتر خراج پر مقرر کیا پھر معزول کر دیا اس کی جگہ محمد بن ابراہیم منقار کو دی، ترکی لشکر کے دفتر پر کاتب سیما الشرابی کو مقرر کیا جو ابو عمر مشہور تھا، متقلد کبد الکلب برادر ابو عمر کو بیت المال اور ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی عطا پر مقرر کیا، ڈاک اور مہر پر سیما السار بانی کو مقرر کیا، ابو عمر کو کاتب بنایا پھر وہ وزارت کی حد میں آ گیا،

جب محمد بن عبد اللہ کو معتز کی بیعت اور اُس کے عمال روانہ کرنے کی خبر پہنچی تو اُس نے اہل سامرا کا غلہ بند کر دینے کا حکم دیا، مالک بن طوق کو اور اُس کے ہمراہ اُس کے اہل بیت و لشکر کو بغداد جانے کو لکھا، نجوبتہ بن قیس کو جو انبار پر تھا سب کے متفق رکھنے اور جمع کرنے کو اور سلیمان بن عمران موصلی کو اپنے اہل بیت کو جمع رکھنے اور کشتیوں اور غلے کو سامرا اُترنے سے روکنے کو لکھا، منع کیا کہ کوئی شے از قسم غلہ بغداد سے سامرا جانے آنے نہ پائے، وہ کشتیاں گرفتار کر لی گئیں جن میں چاول اور ردی سامان تھا، ملاح اُس سے بھاگ گئے اور کشتیاں رہ گئیں جو غرق کر دی گئیں،

مستعین نے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کا حکم دیا، کام شروع کر دیا گیا، ایک دیوار گھیری گئی جو دجلے کے باب الشماسیہ سے سوق الثلاثا تک تھی، یہاں تک کہ اُسے دجلے سے ملا دیا، دجلے کے باب قطیعہ ام جعفر سے لے کے حمید بن عبد الحمید کے محل تک یہ شہر پناہ محیط تھی، ہر دروازے پر ایک سردار کو مع اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کے مقرر کیا، دونوں دیواروں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیا جیسا کہ وہ دیواریں پوری دونوں جانب بنی ہوئی ہیں، کچھ سائبان جس میں گرمی اور بارش میں سوار لوگ پناہ لے سکیں، جیسا کہ بیان کیا گیا

دونوں دیواروں پر اور خندقوں کے کھودنے پر اور سائبانوں پر تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے، باب الشماسیہ پر پانچ دروازے راستے کی چوڑان کے مطابق لگائے گئے جن میں چوکھٹ بازو اور تختے اور خوب لمبی اور ابھری ہوئی کیلیں تھیں، باہر اُس دروازے کے برابر ایک معلق اور موٹا دروازہ بنایا گیا جس پر لوہے کی چادریں چڑھائی گئی تھیں اور رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا کہ جو کوئی اُس دروازے پر پہنچے تو اُس پر وہ معلق دروازہ چھوڑ دیا جائے اور وہ اُس کے نیچے مرجائے، اندر کے دروازے پر پتھر پھینکنے کا آلہ بنایا گیا، اور بیرونی دروازے پر پانچ بڑے گوپھن، اُن میں ایک بہت بڑا تھا جس کا نام انھوں نے الغضبان رکھا تھا چھ پتھر پھینکنے کے آلات جن سے شماسیہ کی دریائی زمین کی طرف پتھر پھینکے جاسکتے تھے، اور باب البردان پر آٹھ پتھر پھینکنے کے آلے بنائے گئے، ہر طرف چار چار، اور چار دروازے، اور اسی طرح بغداد کے ہر دروازے پر شرقی و غربی جانب میں، اور اُس کے ہر دروازے پر مسقف ڈیوڑھیاں بنائی گئیں جن میں سو سو سوار اور سو سو پیادے کی گنجائش تھی، ہر گوپھن اور پتھر پھینکنے والے آلے کے لیے ترتیب وار آدمی مقرر کیے جو اُس کی رسیوں کو کھینچتے تھے، ایک تیر انداز تھا کہ بوقت جنگ تیر چلائے،

بغداد میں فوج کے لیے کچھ عطایا مقرر کیے، اہل خراسان کی ایک جماعت سے جو بقصد حج آئے تھے ان لوگوں نے ترکوں کی جنگ کے لیے مدد چاہی، انھوں نے مدد دی، محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے یہ حکم دیا کہ آوارہ گردوں سے بھی کام لیا جائے، اُن پر ایک سردار مقرر کر دیا جائے، بوریے پر قیر اور نفط لگا کے ڈھالیں بنوائی جائیں، آلات سنگباری تیار ہوں، حسب الحکم ان سب پر عمل ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کام پر محمد بن ابی عون مامور ہوئے، یہ شخص انھیں میں سے تھا جو بوریا بنانے والوں کے پیچھے کھڑا رہتا تھا، اُن میں سے کسی کو کپڑا بننے کا کام کرتے نہیں دیکھا جاتا، اُن پر سو دینار سے زیادہ خرچ کیا، جو شخص بیکار پھرنے والے بوریا بنانے والے رنگریزوں پر نگراں تھا اُس کا نام بینتویہ تھا، دیوار کے کام سے ۲۳ محرم پنجشنبہ کو فراغت ہوئی مستعین نے

ہر شہر اور ہر موضع کے حاکم خراج کو لکھا کہ جو کچھ مال وہ بھیجا کرتے ہیں بغداد بھیجیں اور سامرا کچھ نہ بھیجیں، امداد کے حکام کو ترکوں کے خطوط واپس کرنے کو لکھا کہ اُن کے احکام نہ مانیں، ترکوں اور اہل لشکر کو جو سامرا میں تھے ایک فرمان لکھوایا جس میں انھیں معتز کی بیعت توڑنے اور خود اپنی وفائے بیعت کی طرف مراجعت کرنے کا حکم تھا اپنے وہ عطایا یاد دلائے تھے جو اُن کے پاس سے تھے، نافرمانی اور بیعت توڑنے سے منع کیا تھا، اسی مضمون کا ایک فرمان سپاہ شرابی کو بھی بھیجا گیا،

معتز اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے درمیان مراسلات جاری ہوئے جس میں معتز نے محمد کو بیعت کر کے مستعین کے معزول کرنے کی دعوت دی تھی، اُسے وہ عہد یاد دلایا تھا جو اُس کے باپ متوکل نے اُس کے بھائی منتصر کے بعد لیا تھا، محمد بن عبد اللہ کی معتز کو ایسے امر کی طرف دعوت تھی جس میں مستعین کی طاعت کی طرف رجوع تھا، دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے مخاطب کے مقابلے میں اپنی دعوت کے متعلق وہ استدلال جسے وہ حجت سمجھتا تھا میں نے اُس کا طویل تذکرہ ناگوار سمجھ کر چھوڑ دیا،

محمد بن عبد اللہ نے پلوں کے توڑنے کا اور پانی کے بند توڑنے کا جو طسوج الانبار اور اُس کے قریب طسوج بادوریا میں تھے حکم دیا کہ ترکوں کا راستہ منقطع ہو جائے جبکہ اُن کے انبار آنے کا خوف ہو، نجوبہ بن قیس اور محمد بن حماد بن منصور السعدی اس کام پر مامور ہوئے، محمد بن عبد اللہ کو ترکوں کے شمسہ کے مقابلے کے لیے آنے کی خبر ملی، شمسہ بینوق فرغانی محمد کے ساتھیوں میں سے تھا جو اُس کی حفاظت کرتا تھا،

محمد نے شب چہارشنبہ ۲ محرم کو خالد بن عمران اور بندار طبری کو علاقۂ انبار بھیجا، ان دونوں کے بعد رشید بن کاؤس کو بھیجا، یہ لوگ بینوق اور اُس کے ساتھ کے ترکوں اور مغربیوں سے ملے، خالد و بندار نے انھیں بلایا تھا، بینوق اور اُس کے ساتھی خالد و بندار کے ہمراہ مستعین کے پاس بغداد گئے، محمد بن حسن بن جیلویہ کردی عکبراء کی آمدنی پر والی تھا، راذان پر

مغربیوں میں سے ایک شخص تھا جس کے پاس مال جمع ہوگیا تھا، ابن جبیلویہ نے اُس کے پاس علاقے کا نام بھیجنے کو کہلایا تو اُس نے اُس سے انکار کیا، اُس سے جنگ ہوئی، ابن جبیلویہ نے اُس مغربی کو قید کر کے محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر بھیج دیا، اُس کے ہمراہ اُس علاقے کے مال سے بارہ ہزار دینار اور تیس ہزار درہم تھے، محمد بن عبد اللہ نے ابن جیلویہ کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا،

مستعین و معتز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کو لکھا جو اطراف شام میں قریب جزیرے کے مقیم تھا، اور حمص کی طرف وہاں کے باشندوں سے جنگ کرنے نکلا تھا، ہر ایک نے (ان دونوں میں سے) اُسے اپنی طرف بلایا تھا، دونوں نے اُسے چند جھنڈے بھیجے مستعین نے اُسے بغداد واپس آنے کا اور اپنی رائے سے اپنے عہدے پر نائب بنانے کا حکم دیا تھا، وہ معتز کے پاس واپس آیا اور اُسی کے ساتھ ہوگیا، عبد اللہ بن بغا الصغیر بغداد آیا، وہ سامرا میں پیچھے رہ گیا تھا جس وقت اُس کا باپ مستعین کے ہمراہ وہاں سے آیا تھا مستعین کی طرف ہوگیا اور اُس سے معذرت کی، اور اپنے باپ سے کہا کہ میں صرف اس لیے آپ کے پاس آیا کہ میں آپ کی رکاب کے نیچے مروں، چند روز بغداد میں مقیم رہا پھر اُس نے بغداد کے قریب انبار کے راستے میں ایک گاؤں جانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی، وہاں رات بھر ٹھیر کے شبا شب بھاگ گیا، سامرا کی جانب غربی میں پہنچا، دکھانا یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ اور اُس کے خلاف ہے، معتز سے اپنے بغداد جانے کی معذرت کی کہ بغداد اس لیے گیا تھا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرے کہ جب معتز کے پاس لوٹے تو صحیح حالات معلوم کرا دے، معتز نے عذر کو قبول کر کے اُسے اُس کی خدمت پر واپس کر دیا، الحسن بن الافشین بغداد وارد ہوا تو مستعین نے اُسے خلعت دیا اور اشروسنیہ وغیرہا کی جماعت کثیرہ اُس کے ماتحت کر دی، اُس کی تنخواہ میں سولہ ہزار درہم ماہوار زیادہ کر دیا، اسد بن داؤد سامرا میں برابر مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں سے بھاگا، مذکور ہے کہ ترکوں نے اُس کی تلاش میں علاقۂ موصل و انبار اور جانب غربی کی طرف ہر سمت میں پچاس سوار روانہ کیے، وہ بغداد پہنچ گیا، محمد بن عبد اللہ کے پاس گیا تو اُس نے ابراہیم الدیرج کی جمعیت میں سے

سو سوار اور دو سو پیادے اُس کے ماتحت کر کے باب الانبار پر عبداللہ بن موسیٰ بن ابی خالد کے ساتھ مقرر کر دیا،

اسی سنہ ۲۵۱ھ ۲۳ محرم یوم شنبہ کو معتز نے اپنے بھائی ابو احمد بن متوکل سے مستعین و ابن طاہر کی جنگ کا عہد لیا اور یہ کام اُس کے سپرد کیا، لشکر اُس کے ماتحت کیا اور امر و نہی کا اُسے اختیار دیا، تدبیر جنگ کلباتکین ترک کے سپرد کی، اُس نے قاطول میں پانچ ہزار ترک اور فرغانی اور دو ہزار مغربی جمع کیے، مغربیوں کو محمد بن راشد مغربی کے ماتحت کیا، یہ لوگ ۲۹ محرم شب جمعہ کو عکبراء پہنچے، ابو احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور معتز کی خلافت کے لیے دعا کی، اس کے متعلق معتز کو ایک تحریر بھیجی، اہل عکبراء کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انھوں نے اس حالت میں ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے تمام متبعین کو دیکھا کہ وہ شدید خوف میں تھے، سمجھتے تھے کہ محمد بن عبداللہ نے اُن پر حملہ کیا ہے، وہ لوگ عکبراء اور بغداد کے درمیانی دیہات لوٹنے لگے، عکبراء اور بغداد اور اوانا اور جانب غربی کے تمام دیہات کے لوگ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ گئے، دکانوں اور مکانوں کو خالی کر گئے، مکانات اُجاڑ دیے گئے اور دکانات اور اسباب لوٹ لیا گیا، گھر گرا دیے گئے، راستے میں لوگوں سے مال چھین لیا گیا،

ابو احمد مع اپنے ہمراہیوں کے عکبراء پہنچا تو ایک جماعت اُن ترکوں کی نکلی جو بغداد میں بغا الشرابی کے ساتھ تھے اور اُس کے آزاد کردہ غلام اور اُس کے ماتحت تھے، رات کے وقت بھاگ کے باب الشماسیہ سے گزرے، اُس دروازے پر عبدالرحمٰن بن الخطاب مامور تھا، اور وہ اُن کا حال نہیں جانتا تھا، یہ خبر محمد بن عبداللہ کو پہنچی تو اُس نے بیزاری ظاہر کر کے اس کے ساتھ سختی کی، دروازوں کی حفاظت اور اُن کی نگرانی کی اور جو لوگ اُن پر مقرر تھے اُن کے اخراجات کا انتظام کر دیا،

الحسن بن الافشین بغداد پہنچا تو باب الشماسیہ پر مقرر کیا گیا، ابو احمد اور اُس کا لشکر ۲ صفر شب یکشنبہ کو شماسیہ پہنچا، اُس کا کاتب محمد بن عبیداللہ بن بشر بن سعد المرثدی اور معتز کی طرف سے لشکر کا خبر گیراں الحسن بن عمر بن قماش اور ابو احمد کی جانب سے جعفر بن احمد البیان تھا، بصریوں میں سے ایک شخص نے

جو باذنجانہ مشہور تھا اور اُس کے لشکر میں تھا یہ (شعر) کہا:-

اے بنی طاہر تمہارے پاس اللہ کے لشکر اُس حالت میں آ گئے۔ کہ موت اُن پر سے نثار ہے

ایسے لشکر آ گئے جن کے آگے ابو احمد ہے۔ جو کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے

ابو احمد باب الشماسیہ پر پہنچا تو مستعین نے الحسین بن اسماعیل کو باب الشماسیہ کا والی بنا کے سرداروں کو اُس کے ماتحت کر دیا، زمانۂ جنگ میں وہ برابر وہیں رہا یہاں تک کہ انبار چلا گیا، پھر اُس کی جگہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم والی بنایا گیا، ۱۳ صفر کو محمد بن عبد اللہ کا جاسوس اُس کے پاس آیا کہ ابو احمد نے ایک جماعت کو تیار کیا ہے جو بغداد کے دونوں طرف کے بازاروں کے سائبانوں میں آگ لگائے گی، اُسی روز وہ سائبان اُتار دیے گئے،

مذکور ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے محمد بن موسیٰ المنجم اور حسین بن اسماعیل کو روانہ کیا کہ وہ جانب غربی سے نکلیں اور بالا ہی بالا جائیں یہاں تک کہ ابو احمد کے لشکر پہنچ کے شمار کر لیں کہ اُس کے لشکر میں کتنے آدمی ہیں، محمد بن موسیٰ نے خیال کیا کہ وہ سو آدمی ہوں گے جن کے ہمراہ ایک ہزار چوپایے ہیں، جب ۱۰ صفر دوشنبہ کا دن ہوا تو ترکی لشکر کے مقدمۃ الجیش باب الشماسیہ کے قریب ٹھیر گئے، محمد بن عبد اللہ نے حسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور بندار طبری کو مع اُن کے ہمراہیوں کے بھیجا اور اُس نے بھی اُن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا، شاہ اُس کے پاس واپس آیا اور اُسے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں باب الشماسیہ پہنچا تو جب ترکوں نے نشانات اور جھنڈے دیکھے جن کا رخ اُن کی طرف تھا تو اپنی چھاونی کی طرف واپس گئے، شاہ اور حسین واپس آ گئے اور محمد نے اُس دن کی روانگی ترک کر دی،

جب ۱۳ صفر سہ شنبہ ہوا تو محمد بن عبد اللہ نے القفص کی جانب لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا، کہ ترکوں کو مرعوب کرے، وصیف و بغا بھی زرہ پہن کر اُس کے ہمراہ سوار ہوئے، محمد زرہ پر زرہ پہنے تھا، سامنے کا حصہ طاہر کی زرہ کا تھا اور اُس پر لوہے کی کلائی تھی، اپنے ہمراہ فقہا اور قضاۃ کو بھی لے گیا، اور یہ ارادہ کیا کہ انھیں زیادہ دیر تک سرکشی میں رہنے اور اُس پر اصرار کر کے نافرمانی کرنے سے باز آنے کی دعوت دے، کہلا بھیجا کہ انھیں اس شرط پر امان ہے کہ ابو عبد اللہ مستعین کے بعد

ولی عہد ہو جائے، اگر وہ امان قبول کر لیں (تو خیر) ورنہ ۱۲ر صفر یوم چارشنبہ کی صبح کو
اُن سے قتال کرے گا، پھر باب قطربل کی طرف گیا اور وہ اور وصیف اور بغا
دجلے کے کنارے ٹھیر گئے، لوگوں کی کثرت کی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا،
محمد بن راشد مغربی نے دجلے کی شرقی جانب سے اُن کا مقابلہ کیا، پھر محمد
واپس ہو گیا،

جب دوسرا دن ہوا تو عبدالرحمن بن الخطاب وجہ الفلس اور علاک القائد
اور اُن کے ساتھ کے دوسرے سرداروں کے قاصد اُس کے پاس یہ
بتانے آئے کہ ہماری جماعت اُن کے قریب ہوئی اور وہ اپنے لشکر کی طرف
جو شماسیہ کے دریا کے کنارے کی زمین پر ہے لوٹ گئے، محمد نے ان کے پاس
قاصد بھیجا کہ تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم اُن سے جنگ
نہ کرنا اور آج مدافعت کرنا، ترکوں کے لشکر سے بارہ سوار باب الشماسیہ پر آکے
اس دروازے کے سامنے ٹھیر گئے اور دروازے والوں کو گالی دینے لگے
اور تیر چلانے لگے، جو لوگ باب الشماسیہ پر تھے وہ بالکل خاموش تھے، جب
وہ زیادتی کرنے لگے تو علاک نے گوپھن والے کو ان پر سنگباری کا حکم دیا،
پتھر پھینکے تو اُن کے ایک آدمی کو لگا اور اُسے ہلاک کر دیا، اُس کے ساتھی
اُس کے پاس آئے، اُسے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف باب الشماسیہ میں
واپس چلے گئے، عبداللہ بن سلیمان آیا جو مکے کے راستے میں راستے کے
انتظام کے لیے مع ابوالساج کے شاکریہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ
بھیجا گیا تھا، محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اُس نے اُسے پانچ خلعت دیے
اور جو اُس کے ہمراہ تھے اُنھیں چار خلعت دیے، اسی دن ثعلبیہ کے بدویوں
میں سے ایک شخص آیا جو حصہ مانگتا تھا، اُس کے ہمراہ پچاس آدمی تھے،
شاکریہ بھی وارد ہوئے جو سامرا سے آ رہے تھے، متفرق سرداروں کی
ماتحتی میں اور چالیس آدمی تھے اُنھیں انعام دیے اور ٹھیرانے کا اُس نے
حکم دیا، اُنھیں انعام دیا گیا،

اسی دن ترک باب الشماسیہ پر آئے تو اُنھیں تیروں اور گوپھن اور

پتھر پھینکنے والے آلات سے مار آگیا، اُن میں مقتول و مجروح بہت ہوئے، اس جنگ کا افسر و امیر حسین بن اسماعیل تھا، پھر مطلبین کے چار سو اشخاص سے اُس کی مدد کی گئی جو ابوالسنا الغنوی کی ہمراہی میں تھے، تقریباً تین سو اعراب کی ایک جماعت سے ترکوں کی مدد کی گئی،

اسی دن جو لوگ جنگ میں مبتلا تھے اُنھیں پچیس ہزار درہم اور سونے چاندی کے طوق اور کنگن بطور صلے کے بھیجے گئے، یہ سب حسین بن اسماعیل اور عبدالرحمن بن الخطاب اور علاک اور یحییٰ بن ہرثمہ اور حسن بن الافشین اور امیر جنگ حسین بن اسماعیل کے پاس پہنچ گیا، اہل بغداد کے زخمی دو سو سے زائد انسان تھے اور چند مقتول، اسی طرح مقتول و مجروح ترکوں میں بھی تھے کہ اکثر اُن میں گوپھنوں سے تھے بغداد کے اکثر لوگوں کو شکست ہوئی، بوریا والے ثابت قدم رہے، سب کے سب اس حالت میں واپس ہوئے کہ مقتولین و مجروحین میں تقریباً مساوی تھے جیساکہ بیان کیا گیا ہے ان میں بھی دو سو مجروح ہوئے اور اُن میں بھی، فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، اسی دن فرغانیوں اور ترکوں کے سواروں کی جماعتیں خراسان کے مشرقی دروازے پر آئیں کہ اُس دروازے سے داخل ہوں، محمد بن عبداللہ الصریح میں آیا، مقابلے میں اشراف بھی ثابت قدم رہے اور اوباش بھی، اُنھوں نے اُنھیں دفع کردیا محمد نے حکم دے دیا تھا کہ اُس سمت کی زمین کھود دی جائے، جب اُن لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو زیادہ تر اُن کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے، اور اُن میں سے اکثر بچ گئے، ترک گوپھن لائے تھے، یہ لوگ اُس پر اُن کے مقابلے میں غالب آگئے اور اُس کے پایوں میں سے ایک پایہ توڑ ڈالا، شماسیہ کے حجاج میں سے دو آدمی قتل کردیئے گئے، محمد نے قصر الطین پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو علاقۂ باب الشماسیہ کی طرف تھا، باب الشماسیہ کو فتح کرلیا، اور اُس کا سامان لاکے دیوار کے اُس جانب لے گئے،

محمد بن عبداللہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ ترکوں کی ایک جماعت نہروان کے

علاقے کی طرف چلی گئی، اُس نے اپنے دو سرداروں کو جن کا نام عبد اللہ بن محمود السرخسی
اور یحییٰ بن حفص عرف جبوس تھا اس جانب پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ بھیجا،
پھر سات سو آدمی اور بھیجے، اور اُنھیں وہاں ٹھیرنے اور ترکوں کے روکنے کا
حکم دیا کہ جو اُدھر کا ارادہ کرے اُس کو روک دیں، یہ دوسری جماعت اس علاقے
میں ۷، رصفر یوم جمعہ کو پہنچی،

شب دو شنبہ ۱۷، رصفر کو ترکوں کی ایک جماعت نہروان پہنچ گئی، اُن
لوگوں کی ایک جماعت نکلی جو عبد اللہ بن محمود کے ساتھ تھے، یہ لوگ
بھاگتے ہوئے پلٹے، ان کے گھوڑے وغیرہ گرفتار کر لیے گئے جو بچ گئے
وہ شکست خوردہ بغداد واپس چلے گئے، تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیے گئے،
اُن لوگوں نے ساٹھ گھوڑے اور چند خچر کہ اُن پر اسلحہ تھے گرفتار کر لیے،
یہ حلوان کے علاقے سے آئے تھے، وہ اُنھیں سامرا لے گئے، لشکر کے
مقتولین کے سر بھی سامرا لے گئے، اس جنگ میں یہ سب سے پہلے سر تھے
جو سامرا پہنچے،

عبد اللہ بن محمود شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واپس آگیا،
خراسان کا راستہ ترکوں کے قبضے میں ہو گیا، بغداد سے خراسان کا راستہ
منقطع ہو گیا، اسماعیل بن فراشہ کو ہمدان میں قیام کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا
پھر اُسے واپس آنے کو لکھا گیا، وہ واپس آگیا، پھر اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو
جو اُن کا واجب الادا تھا دیا گیا،

معتز نے ایک لشکر ترکوں اور مغربیوں اور فرغانیوں کا اس طرح بھیجا کہ
ترکوں اور فرغانیوں پر الدرعمان الفرغانی اور مغربیوں پر ریلہ مغربی سردار تھا
یہ لوگ بغداد کے مغربی جانب گئے پھر قطربل سے بغداد کی طرف پہنچ گئے، قطربل
اور قطیعۂ ام جعفر کے درمیان اپنے لشکر کو خیمہ زن کیا، یہ ۱۸، رصفر شب سہ شنبہ کا واقعہ تھا،

صبح کو چار شنبہ ہوا تو محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال کو باب القطیعہ سے
اور بندار اور خالد بن عمران کو مع اُن کی پیادہ و سوار جماعت کے روانہ کیا شاہ
اور اُس کے ہمراہی اُن کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے، تیر اندازی و سنگباری

ہونے لگی، شاہ نے باب القطیعہ کے قریب ایک تنگ مقام میں پناہ لے لی، اشراف بغداد کا انبوہ ہو گیا، ان سب نے مل کے ایک ایسا حملہ کیا کہ انھوں نے ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے ہمراہیوں کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا اور انھیں جنگل کی طرف بھگا دیا، طبریوں نے اُن پر حملہ کیا اُن میں گھس گئے، بندار اور خالد بن عمران نے گھاٹی سے اُن پر حملہ کر دیا وہ قطربل کے قریب چھپے ہوئے تھے، اُن لوگوں نے ابو احمد کے ترکی اور غیر ترکی ساتھیوں پر تلوار چلائی اور انھیں شدت سے قتل کیا، ان میں سے بہت کم مقتول ہوئے، لشکر کو اور جو کچھ اُس میں اسباب اور عورتیں اور سامان اور خیمہ تھا سب کا سب لوٹ لیا، تلوار سے جو بچ گئے اُنھوں نے اپنے آپ کو دجلے میں گرا دیا کہ ابو احمد کے لشکر سے مل جائیں، ماہی گیر کشتی بانوں نے اُنھیں پکڑ لیا، کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں، یہ سب قید کیے گئے اور قتل کیے گئے، ان کے سر چھوٹی کشتیوں میں بھر دیے گئے، کچھ ان میں سے دونوں پلوں پر اور محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر نصب کر دیے گئے،

محمد بن عبد اللہ نے اُن لوگوں کے لیے جو اُس دن مصیبت میں مبتلا ہوئے تھے کنگنوں کا حکم دیا، لشکر وغیرہ کی بڑی جماعت کو کنگن پہنائے گئے، پھر شکست کھانے والے بلائے گئے، بعض اُن میں کے ادان چلے گئے بعض دجلے کے پار ابو احمد کے لشکر کے قریب چلے گئے، اور بعض سامرا روانہ ہو گئے، بیان کیا گیا کہ ترکی لشکر جس دن اُنھیں باب القطیعہ پر شکست ہوئی چار ہزار تھا، شکست کے دن اُس مقام پر اُن میں سے دو ہزار قتل کر دیے گئے، باب القطیعہ سے قفص تک تلوار چلائی گئی، جنھیں قتل کر دیا اُنھیں قتل کر دیا اور جو غرق ہو گئے وہ غرق ہو گئے، اُن میں کی ایک جماعت قید کر لی گئی، محمد بن عبد اللہ نے بندار کو چار خلعت دیے جو ریشمی اور منقش اور سیاہ اور ادان اور ریشم ملے ہوئے تھے، ایک سونے کا طوق پہنایا، ابو السنا کو چار خلعت دیے، خالد بن عمران اور تمام سرداروں میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیے، جنگ سے ان کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی تھی، خچر روک لیے گئے کہ اُن میں سر لادے

بغداد لائے جائیں، ہر وہ شخص جو محمد کے گھوڑ سوار ترکی یا مغربی کا ایک سر لاتا تھا اُسے پچاس درہم دیے جاتے تھے، بغداد کے بیکار پھرنے والے قطربل گئے اور اہل قطربل کا اسباب جو ترک چھوڑ گئے تھے اور اُن کے مکانوں کے دروازے لوٹ لیے،

محمد نے اُسی دن کے آخر میں اپنے بھائی ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ اور منظفر بن سیسل کو بغداد کی حفاظت کے خیال سے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا کیونکہ وہ اُن کے پلٹنے سے بے خوف نہ تھا، دونوں قفص پہنچے اور سلامت واپس آئے، جو پیدل چلنے والے اور آوارہ گرد وہاں مقیم تھے انہیں قطربل کے علاقے میں بھگا دیا، محمد بن عبد اللہ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ دوسرے روز بھی ایک لشکر سے اُن کا تعاقب کرے، اُس نے انکار کیا اور کسی پیچھا کرنے والے کو نہیں بھیجا، یہ حکم نہیں دیا کہ کسی زخمی پر سختی کی جائے، جو امان کا خواہاں ہوا اُس کو قبول کر لیا، سعید بن حمید کو حکم دیا، اس نے ایک فرمان لکھا جس میں اس واقعے کا ذکر تھا، بغداد کی جامع مسجد میں وہاں کے باشندوں کو پڑھ کر سنایا گیا، وہ یہ ہے:-

شورش نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اما بعد تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو نعمت دینے والا ہے، کوئی شخص اُس کی نعمت کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا، ایسا قادر ہے کہ اُس کی قدرت میں اُس کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا، ایسا غالب ہے کہ اپنے کام میں عاجز نہیں ہوتا، ایسا فیصلہ کرنے والا اور عدل کرنے والا ہے کہ اُس کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا، ایسا مدد کرنے والا ہے کہ اُس کی مدد صرف حق اور اہل حق ہی کے لیے ہوتی ہے، تمام اشیا کا ایسا مالک ہے کہ کوئی شخص اُس کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا، رحمت کی طرف ہادی ہے کہ جو شخص اُس کی طاعت کے لیے جھک گیا وہ گمراہ نہیں ہوتا، جس نے دین کو اپنے بندوں کے لیے رحمت بنا دیا، اپنی خلافت کو اپنے دین کا محافظ بنا دیا، اپنے خلفا کی فرماں برداری کو تمام امت پر فرض و واجب کر دیا، وہی لوگ ان امور کے محافظ ہیں، اُس نے اپنے رسول بھیجے جو مخلوق پر

اُس کے امین ہیں، خلفا اُنھیں کے نائب ہیں، وہی اُنھیں حق کے راستے پر چلانے والے ہیں کہ اُن میں کوئی ایسا راستہ نہ بن جائے جو اُس کے راستے کے مخالف ہو، وہی ہدایت کرنے والا ہے تاکہ اُنھیں اُس راستے پر جمع کر دے جس کی طرف اُس نے اپنے اُن بندوں کو دعوت دی ہے جن کی وجہ سے گمراہوں اور مخالفوں سے دین کی حفاظت ہوتی ہے، وہ امتوں پر اُس کتاب اللہ کی حجت قائم کرنے والے ہیں جس کا اُس نے اُنھیں عامل بنایا، امت کو اللہ کے اُس حق کی طرف بلانے والے ہیں جس کے لیے اُس نے اُنھیں منتخب کیا، اگر وہ جہاد کرتے ہیں تو اللہ کی حجت اُن کے ساتھ ہوتی ہے، اگر جنگ کرتے ہیں تو اللہ اُن کی مدد کا حکم دیتا ہے، اگر کوئی مکار اُنھیں دھوکا دیتا ہے تو اللہ اُن کی مدد کرتا ہے"

اللہ نے خلفا اپنے دین کے غالب کرنے کے لیے قائم کیے ہیں لہٰذا جس نے اُن سے عداوت کی اُس نے اُس دین سے عداوت کی جس کو اللہ نے اُن کے ذریعے سے غالب و محفوظ کیا ہے، جس نے اُن سے عداوت کی تو اُس نے صرف اُس حق پر طعن کیا جس کی وہ اُن کی حمایت کے ذریعے سے حفاظت کرتا ہے، اُن کے لشکروں کی نصرت و غلبہ سے مدد کی جاتی ہے، اُن کی جماعتیں اللہ کے غلبے سے اُن کے دشمنوں سے محفوظ ہیں، اُن کے ہاتھ اللہ کے دین سے مدافعت کرنے والے ہیں، اُن کے فرماں بردار اُن کی مدد کی وجہ سے حق میں غالب ہیں، اُن کے دشمنوں کے گروہ اُن سے سرکشی کرنے کی وجہ سے تباہ ہیں، اُن کی حجت اللہ کے نزدیک اور اُس کی مخلوق کے نزدیک جاری ہے، اُن کے وسیلۂ مدد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں، جو اُنھیں اختلاف کے موقعوں پر جمع کر دیتے ہیں، اللہ کے احکام اُن کی مدد ترک کرنے کے بارے میں واقع ہیں، اُس کی قدرتیں اُن کے اسلام کے ذریعے سے اپنے اولیا کی طرف نافذ ہیں، اُن کی عادتیں گزشتہ امتوں اور اگلے زمانوں کے بارے میں جاری ہیں کہ اہل حق وعدۂ سابق کے پورا ہونے پر بھروسا کریں، اُس کے دشمن پہلے سے اُنھیں ڈرا دینے کی وجہ سے شرمندہ ہوں، اُن کے لیے

اللہ کا انتقام اُس کے دوستوں کے ہاتھوں جلد پورا ہوگا، پروردگار کے پاس ان کے لیے عذاب ہے، رسوائی دنیا ہی میں ان کی پیشانیوں سے ملا دی گئی، عذاب آخرت ان کے پیچھے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناانصافی نہیں کرتا،

رحمت کاملہ بھیجے اللہ اپنے نبی مصطفیٰ پر، اپنے پسندیدہ رسول پر، گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانے والے پر، ایسی رحمت جو کامل ہو جس کی برکتیں بڑھنے والی ہوں، جس کا اتصال ہمیشہ ہو اور سلام کامل نازل کرے،

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس کی عظمت کے آگے جھک کر، اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس کے رب ہونے کے اقرار کے طور پر، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اُس قصور کے اعتراف کے لیے کہ اُس کی بخشش کے مرتبوں میں سے ادنیٰ مرتبے کے شکر کا بعید مرتبہ بھی ادا نہ ہو سکا، سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جو اپنی اُس حمد کا راستہ بتانے والا ہے جو باعث مزید انعام ہے جو اُس کے مکرر احسانات کا احاطہ کرنے والی ہے، ایسی تعریف ہے جسے وہ پسند کرے اور قبول کرے، اور جو اُس کی بخشش و فضل کو واجب کرے، تمام تعریفیں اُسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اُن لوگوں کی ترک نصرت کا حکم دیا جو اُس کے اہل دین پر بغاوت کریں اور جس نے اپنے حق کے مددگاروں میں سے جس کے خلاف بغاوت کی جائے اُس کی مدد کا وعدہ کیا اور اس کے متعلق اپنی کتاب عزیز کو باغیوں کی نصیحت کے لیے نازل کیا، اگر وہ لوگ باز آجائیں تو یہ تذکرہ اُن کے لیے مفید ہو، اُس کے لیے اللہ کے نزدیک حجت ہو جو اُس تذکرے کو اُن میں قائم کرے، بعد تذکرہ و اصرار کے اُن سے جہاد کرنے کو واجب کر کے ارشاد فرمایا جس میں اپنے وعدے کو مقدم کیا اور اپنی حجت کو ظاہر کیا "اور جس پر بغاوت کی جائے گی ضرور ضرور اللہ اُس کی مدد کرے گا، یہ اللہ کی طرف سے سچا وعدہ ہے" اُس کے ذریعے سے اُس نے اپنے خلیفہ کے دشمنوں کو اُس کی نافرمانی سے روکا اور اُس کے دوستوں کو اُس کے راستے پر ثابت قدم کیا، اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا،

اللہ ہی کے لیے امیر المومنین کی جانب جو اُس کی دعوت کا رئیس ہے اُس کی دولت کی تلوار ہے، جو اُس کے غلبے کی وجہ سے محفوظ ہے اور اُس کے

بھروسے کامل ہے، اُس کی طاعت میں، اور اُس کے اولیا کی خیر خواہی میں آگے بڑھنے والا ہے، اُس کے حق کی مدافعت کرنے والا ہے، اُس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے، جو محمد بن عبد اللہ مولی امیر المومنین ہے، ایسی نعمت ہے کہ اللہ سے اُس کے کامل کرنے کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس کے شکر کی توفیق اور مزید فضل کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے آبا کے لیے آبائے امیر المومنین کی دعوت اولی کا قیام مقدر کر دیا پھر اُس کے لیے اُن کے آثار دولت ثانیہ پر قائم کر کے جمع کر دیے،

جس وقت کہ اللہ کے دشمن اُس کے دین کے علامات مٹانے کے لیے اور اُسے محو کرنے کے لیے مکاری کر رہے تھے تو اُس نے اللہ کے اور اُس کے خلیفہ کے حق کو اُس سے مدافعت کر کے اور سازشوں کو اُس سے دور ہٹا کے قائم کر دیا، اس طور پر کہ بعید کو اپنی رائے اور غور سے حاصل کیا اور قریب کو اپنی توجہ اور حضور سے نزدیک تر کر لیا، ہر اُس امر میں جو باعث قرب الٰہی وموجب تقرب خدا ہو اُس میں اپنی جان کو کھپاتا رہا، عنقریب اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کی وجہ سے ایسا ولی جو حق کا مددگار ہوگا اور ایسا ناصر جو خیر کا معین ہوگا اور ایسا پشت پناہ جو دین کے دشمنوں سے جہاد کرنے والا ہوگا بنا دے گا،

امیر المومنین کے اُس فرمان سے تم واقف ہو چکے جو تمھارے پاس اُس واقعے کے متعلق آیا تھا کہ اسی فرقے نے اُس واقعے کو پیدا کیا تھا کہ صراط مستقیم الٰہی سے گمراہ ہے، اُس کے دین کی پناہ سے جدا ہے، اللہ اور اُس کے خلیفہ کی اُن نعمتوں کا منکر ہے جو اُس کے پاس ہیں، امت کی اُس جماعت میں جدائی ڈلوانے والا ہے جس کے نظام کو اللہ نے اپنی خلافت سے جمع کر دیا ہے اور اجتماع کلمہ کے بعد اُس کے متفرق کرنے کے لیے حیلہ تلاش کرنے والا ہے، جو اپنی بیعت کو توڑنے والا ہے جو اپنی گردنوں سے اسلام کی رسی کو نکالنے والا ہے، یہ آزاد کردہ غلام ترک ہیں، اُنھوں نے ایک لڑکے کو مدد دینے کی حرکت کی جو ابو عبد اللہ بن متوکل

مشہور ہے یہ حرکت امیر المومنین کے مدینۃ السلام جانے کے بعد سرزد ہوئی کہ وہ اُس لڑکے کو امیر المومنین کے مقام خلافت پر قائم کریں، یہ اُن کی وہ خیانت ہے جس کا امیر المومنین نے مقابلہ تو کیا، مگر اُن کے معاملے میں تحمل اختیار فرمایا، ان بیعت توڑنے والوں نے ایک ایسی جماعت ترکوں اور مغربیوں کی اور دوسرے شاملین و لاحقین کی جمع کی جو گمراہی کے مجموعوں میں سے فتنے کی موافقت کرنے والی تھی اور اُن پر ایک ایسے شخص کو رئیس بنایا جو ابو احمد بن المتوکل مشہور ہے، یہ لوگ مدینۃ السلام (بغداد) کی جانب شرقی بغاوت اور اقتدار کا اعلان کرتے ہوئے اور سرکشی اور اصرار ظاہر کرتے ہوئے روانہ ہوئے، امیر المومنین نے انھیں مہلت دی، اور اُن پر مہربانی کر کے اُنھیں وسعت دی، ایک فرمان کا حکم دیا جس میں اُنھیں ہدایت تھی اور جو بیعت وہ کر چکے تھے یاد دلائی گئی تھی اللہ کا حق جو اُن پر ہے اور اُس معاملے میں جو امیر المومنین کا حق ہے اُنھیں سمجھایا گیا تھا کہ اُس بیعت سے اُن کا نکلنا جس میں وہ خوشی سے داخل ہوئے تھے اللہ کے دین سے نکلنا ہے، اللہ اور اُس کے رسول سے علیحدہ ہو جانا ہے، اپنی عورتوں اور اپنے مالوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے، اُن کے اس بیعت کو تھامے رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے، نعمت کی بقا ہے، اُن پر عذاب آنے سے حفاظت ہے، اُن کی جانب سے جو مصیبت پیش آئی اُس کے عوض میں اعلیٰ درجے کے عطایا اور بلند ترین مرغوب اشیا اور اعلیٰ مراتب کے ساتھ اُنھیں مخصوص کرنے اور مجلسوں میں اُنھیں سب کے آگے رکھنے کا حکم نافذ فرمایا، باایں ہمہ ان کی سرکشی نہ گئی، پھر امیر المومنین نے اپنے خیر خواہ، امین، وعقیدتمند غلام آزاد محمد بن عبد اللہ کو اُن کے معاملات کے درست کرنے اور اُنھیں حق کی طرف بلانے کے لیے مقرر کیا کہ وہ اُس کی طرف رجوع کریں، اگر اُن کی سرکشی باقی رہے اور وہ اپنی گمراہی میں عجلت کرتے رہیں تو پھر اُن سے لڑیں،

محمد بن عبد اللہ نے ان سرکشوں کو مہلت دینے، سمجھانے اور ہدایت کرنے میں دیر نہیں کی، حالانکہ اس معاملے میں یہ لوگ اہل بغداد کا اُن کا خون بہانے کی، اُن کی عورتوں کو قید کرنے کی اور اُن کے اموال لوٹنے کی دھمکی دینے میں

اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے، قبل اس کے جو کچھ اُن راستوں پر جنھیں اہل شرک استعمال کرتے ہیں لوٹ مار کے لیے اُن کی روانگی ہوا کرتی تھی، جب اُنھیں اپنے لیے لوٹ کا امکان ہوتا تھا تو اس طرف جھک پڑتے تھے، جس آبادی پر گزرتے ویران کر دیتے، جو مسلم یا غیر مسلم عورت ملتی اُسے حلال سمجھتے، جو عاجز مسلمان نظر آتا اُسے قتل کر دیتے، جو ذمّی دکھائی دیتا اُسے گرفتار کر لیتے تھے، یہاں تک کہ بہت سے لوگ ان خبروں کو سُن سن کے وطن چھوڑ بھاگے، اپنے مکانات اور گھر چھوڑ گئے، اور امیر المومنین کے دروازے پر اُن کے شر سے بچنے کے لیے فریاد کی کہ ان سرکشوں نے وتیرہ بنا لیا ہے کہ امیر سامنے آیا تو اُس کا لباس امارت چھین لیا، پردہ دار پر گزرے تو عورتوں اور بچوں کا پردہ چاک کر دیا، نہ کسی مومن کے بارے میں عہد اور ذمے کی حفاظت کرتے ہیں نہ کسی مسلمان کی پردہ دری اور اُس کے ناک کان کاٹنے میں توقف روا رکھتے ہیں، اور نہ اُس خون اور حرمت سے باز آتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے، نصیحت کا اُنھوں نے جنگ سے استقبال کیا، وعظ کا مقابلہ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا حق کی تعلیم کا معارضہ اُنھوں نے باطل پر مستقل رہنے سے کیا، باب الشماسیہ کے قریب آ گئے،

محمد بن عبد اللہ ولی امیر المومنین نے باب الشماسیہ، نیز بغداد کے اُن سب دروازوں پر جن کا راستہ اُدھر سے گزرتا ہے، پوری تعداد میں لشکر اور اُس کے معاون ترتیب وار مقرر کر دیے تھے، اپنے پروردگار پر توکل جن کی جائے پناہ تھی، اُس کی طاعت کو مضبوط پکڑنا جن کے قلعے تھے، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا)، دشمن کے مقابلے میں جن کا طریقہ تھا، محمد بن عبد اللہ اُنھیں اُن چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا تھا جو اُن کے قریب تھی، اور جنگ سے بچنے کا جب تک کہ گنجائش ہو، اُنھیں نصیحت شروع کی اور بگڑا اُن بیعت شکن گمراہوں نے بالمقابل جنگ شروع کر دی، چند روز تک اپنی جماعتوں اور لشکروں کے ذریعے سے زیادتی کرتے رہے اپنی کثرت تعداد پر نازاں تھے کہ اُن پر کوئی غالب آنے والا نہیں، اللہ کو نہیں جانتے تھے کہ اُس کی قدرت اُن کی

طاقت سے زیادہ ہے، تقدیر الٰہی اُن کے ارادے کے خلاف نافذ ہو چکی اور اُس کے احکام انصاف کرنے والے اہل حق کے لیے جاری ہو چکے،

نصف صفر یوم شنبہ ہوا تو وہ لوگ مع اپنی تمام جماعتوں کے باب الشماسیہ پر آ گئے، اپنے جھنڈے اُنھوں نے پھیلا دیے تھے، اور آپس میں اپنا شعار پکار پکار کے بیان کر رہے تھے، ہتھیار سنبھال رہے تھے، اور اُنھیں سے اُس پر ابتدا ہوئی جس نے اُنھیں دیکھ لیا اُسی سے ابتدا کر دی، بجز خوں ریزی اور عورتوں کے قید کرنے اور مال کو مباح سمجھنے کے اور کوئی کام نہ تھا، نصیحت شروع کی جو اُنھوں نے نہ سُنی، عوض میں جنگ شروع کر دی اور کچھ توجہ نہ کی، اور کھلم کھلا جنگ شروع کر دی، آخر اولیائے خلافت نے بھی اُن کی طرف جلدی کی، اللہ سے اُن کے مقابلے میں مدد مانگی، اللہ کے ساتھ اُن کا بھروسہ مضبوط ہو گیا، اور اس کی وجہ سے اُن کی بصیرتیں تام و کامل ہو گئیں، اُس دن عصر کے وقت تک اُن کے درمیان برابر جنگ رہی، اللہ تعالیٰ نے اُن کے حامیوں اور سواروں اور رئیسوں اور اُن کے باطل کے پیشواؤں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، بہتیروں کو زخم شدید پہنچا،

جب اللہ کے اور اللہ کے دین کے دشمنوں نے یہ دیکھا کہ اُن کے گمان جھوٹے کر دیے گئے اور اُن کے اور اُن کی آرزوؤں کے درمیان حسرتیں حائل ہو گئیں اور وہی اُن کا انجام بنا دی گئیں، تو اُنھوں نے سامرا سے ترکوں اور مغربیوں کا ایک لشکر جو تیار ہی اور جماعت اور قوت اور ہتھیاروں میں تھے، غربی جانب کے ارادے سے بلوایا کہ اپنے بھائیوں کو شرقی جانب دشمنوں کے مقابلے میں مشغول کر کے یکایک غربی جانب کے باشندوں پہ پہنچ جائیں، محمد ابن عبد اللہ غلام آزاد کردۂ امیر المومنین نے دونوں جانبوں کو آدمیوں اور لشکر سے بھر دیا تھا، ہر طرف اُن لوگوں کو مقرر کر دیا جو اُس کی حفاظت و نگرانی قائم رکھیں اور اُن کے دشمنوں کے شر کو رعیت سے روکیں، دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک سردار کو مع جماعت کثیرہ کے مقرر کر دیا، دیوار پر اُن لوگوں کی باری مقرر کر دی جو رات میں اور دن میں اُس کی نگرانی کریں، آدمیوں کو پھیلا دیا کہ

وہ اللہ کے دشمنوں کی خبروں سے اُن کی حرکات اور اُن کے اُٹھنے اور قیام کرنے اور اُن کے تصرف کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں، تاکہ وہ اُن کے ہر حال کا ایک ایسے حال سے معاملہ کرے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اُن کے بازوؤں میں کمزوری پیدا کر دے"

۱۹ر صفر چارشنبہ کو وہ لشکر پہنچ گیا جس کی نسبت تجویز تھی کہ باب قطربل کے مغربی جانب مقیم ہو، وہ لوگ دجلے کے شرقی جانب بیعت توڑنے والے لشکریوں کے مقابلے میں ٹھہر گئے جو اتنی تعداد میں تھے جن کی فضا اور خلا ہی میں گنجائش نکل سکتی اور کشادہ میدان کی وسعت و پہنائی ہی میں اُن کی سمائی تھی، انھوں نے آپس میں یہ قرار دے لیا تھا کہ ایک دم سے سب دروازوں کے قریب پہنچ جائیں تاکہ وفادار فوج مختلف سمتوں سے اُن کی جنگ میں مشغول ہو کر اُن سے کمزور ہو جائے اور وہ اپنے حق پر اپنے باطل کے ذریعے سے غالب آجائیں، یہ ایسی امید تھی جسے اللہ نے جھوٹا کر دیا اور ایسا نامراد گمان تھا جس میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا تھا"

محمد بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عون اور بندار بن موسیٰ طبری آزاد غلام امیر المومنین اور عبد اللہ بن نصر بن حمزہ کو اُن کے قریب باب قطربل کی جانب کھڑا کر کے ہدایت کر دی تھی کہ اللہ سے ڈریں، اُس کی طاعت کریں، احکام الٰہی پر کاربند رہیں، کتاب اللہ پر عمل پیرا رہیں، جنگ سے اُس وقت تک توقف کریں جب تک کہ نصیحت کانوں تک پہنچے اور حجت اُن کے عاجلانہ شر اور اصرار کے مقابلے میں نازل ہو جائے، وہ ایک جماعت میں گھس گئے جو اُن کی جماعت کے مقابل تھی اس طرح سے کہ اللہ کا حق اُن پر ظاہر کر رہے تھے اور اپنے دشمن کے مقابلے میں جلدی کرتے تھے، اور اُن کی خطا کا یقین رکھتے تھے، اُن کا چلنا ثواب آخرت اور جزائے دُنیا کے بھروسے پر تھا، اُنھیں اور اُن کے ہمراہیوں کو اللہ کے دشمن اس حالت میں ملے کہ اُنھوں نے اپنے گھوڑے اُن کی طرف چھوڑ دیے تھے، اُن کے سینوں کے لیے اپنے خنجر تیار کر لیے تھے اُنھیں اس میں شک نہ تھا کہ وہ لوگ لوٹنے والے کی لوٹ ہیں اور چھیننے والے کی غنیمت،

انھوں نے اُن لوگوں کو نصیحت کی ایسی ندا دی جو اُن کے کانوں تک پہنچنے والی تھی
جسے اُن کے کانوں نے بہا دیا اور اُن کی آنکھیں اُس سے نابینا ہو گئیں،
مقابلے میں اولیائے خلافت نے کمال دلجمعی و یقین کے ساتھ اللہ کی
تصدیق کی کہ اللہ اُن کے بارے میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا،
اُن پر گھوڑے دوڑنے لگے اور بار بار اُن پر لوٹنے لگے، نیزوں سے کونچنا اور
تلوار سے مارنا اور تیروں کا چلنا شروع ہو گیا، جب انھیں زخم لگا اور محسوس ہوا،
جنگ نے اپنے دانتوں سے انھیں زخمی کر دیا، اور لڑائی کی چکی انھیں پیسنے لگی
تو انھوں نے اپنی پشت پھیر لی، اللہ نے اُن میں اپنا خوف ڈال دیا، ایک جماعت کثیرہ
مقتول ہوئی جو بذریعۂ توبہ اللہ کے عذاب سے نہ بچے اور نہ بذریعۂ امانت
اُس کی دار و گیر سے محفوظ رہے، دوسری جماعت نے مقابلہ کیا، کشتی میں سوار
ہو کر اُن کے لشکر کے گمراہ گروہ جو اُن کے منتخب لوگوں میں سے تھے ایک ہزار
آدمی اُن کی گمراہی پر مددگار بن کر باب الشماسیہ پر عبور کر آئے، محمد بن عبداللہ نے
خالد بن عمران اور شاہ بن میکال آزاد غلام طاہر کو مامور کیا، وہ ایسی بصیرت کے ساتھ
گھس گئے جس کو کوئی کمزوری کم کرنے والی نہ تھی، اور ایسی نیت کے ساتھ جس میں
کوئی خطا شامل نہ تھی اُن دونوں کے ہمراہ عباس بن قارن آزاد غلام امیر المومنین بھی تھا،
شاہ مع اپنی ہمراہ جماعت کے جب اللہ کے دشمنوں تک پہنچ گیا تو
اُس نے اُن مقامات پر پہرے بٹھا دیے جہاں چھپ چھپ کے داخل ہونے کا
اندیشہ تھا پھر اُس نے اور اُس کے ہمراہ جو نامور تجربہ کار سردار گئے تھے انھوں نے
حملہ کر دیا جنھیں نہ کوئی وعید اور دھمکی بہکا سکتی تھی اور نہ انھیں اللہ کی جانب سے
مدد اور تائید میں شک تھا، انھوں نے اُن میں اپنی تلواریں چلا دیں جو اللہ کے احکام
اُن پر جاری کر رہی تھیں، یہاں تک کہ انھیں اُن کی اُس چھاؤنی سے ملا دیا جہاں وہ
جمع ہو کے گناہ کر رہے تھے، اُن کی ہر شے ہتھیار اور چوپائے اور آلات حرب
سب اُن سے چھین لیے، کتنے ہی مقتول تھے جس کا جسم اُس کے مقتل میں
چھوڑ دیا گیا تھا اور اُس کا سر ایسی جگہ منتقل کر دیا گیا تھا جہاں دوسرے کے لیے
عبرت تھی، کتنے ہی شخص تلوار سے غرق کی طرف پناہ لینے والے تھے اللہ نے

اُنھیں اُن کے خوف سے پناہ نہ دی، کتنے ہی اسیر گرفتار تھے جو اولیاء اللہ اور اُس کے گروہ کے مکان کی طرف ہنکائے جا رہے تھے، کتنے ہی بھاگنے والے زخموں کی وجہ سے جن کی روح پرواز کر رہی تھی ایسے تھے کہ اللہ نے اُن کے قلب میں خوف بٹھا دیا تھا،

بحمد اللہ انتقامی عقوبت دونوں فریق پر واقع ہوئی جو اُن میں سے جانب غربی سے آیا اور جو شرقی جانب عبور کر کے اُن کے پاس اعانت کو آیا، ان میں سے کسی نجات پانے والے کو نجات نہ ملی، نہ کوئی پناہ مانگنے والا توبہ کی وجہ سے پناہ پا سکا، نہ کسی رجوع کرنے والے نے اللہ کی طرف رجوع کیا، چار فرقے تھے جنھیں دوزخ نے گھیر لیا اور فوری عذاب اُن پر آگیا، یہ نصیحت و عبرت ہے اہل عقل کے لیے، سب لوگ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہو گئے سوائے نبی، کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا، اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اُتار دیا، وہ سب اُس میں داخل ہوں گے، اور وہ کس قدر بُرا ٹھکانا ہے،

اولیاء اللہ اور اُس فرقے کے درمیان جو شرقی جانب تھا اُس وقت تک جنگ برابر جاری رہی اور قتل اُن کے سرداروں میں مجتمع رہا اور زخم بھی اُن میں پھیلتے رہے، یہاں تک کہ جب اُنھوں نے وہ ہلاکت دیکھ لی جو اللہ نے اُن کی جماعتوں پر نازل کی تھی اور جو عذاب و مصیبت اُن میں پہنچا نہ کہ کوئی اللہ سے اُن کا بچانے والا نہ تھا، اور نہ اُس کے اولیا سے کوئی پناہ اور رجوع کی جگہ، تو اُنھوں نے اس حالت میں پشت پھیر لی، شکست خوردہ اور زخمی اور مصیبت زدہ تھے، اللہ نے اُنھیں اپنے گمراہ بھائیوں اور گمراہ کرنے والے فرقوں میں عبرتیں دکھا دی تھیں، جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا سب جاتا رہا جبکہ اُنھوں نے اللہ کی مدد اُس کے لشکر کے ساتھ اور اُس کا غلبہ اُس کے اولیا کے ساتھ دیکھا سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ گمراہوں کو، اپنے دین سے پھرنے والوں کو، باغیوں کو، عہد کے توڑنے والوں کو، اُن گمراہوں کو مٹانے اور میٹ دینے والا ہے جو اہل حق کے گروہ سے خارج ہیں، ایسی تعریف جو اُس کی رضا تک پہنچانے والی ہے

اور اُس کی بہتر اور زیادہ رضامندی کی باعث ہے، اللہ رحمت کاملہ نازل کرے ابتدا میں بھی انتہا میں بھی محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو اُس کے راستے کی طرف ہدایت کرنے والے اور اُس کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والے ہیں اور سلام کامل نازل فرمائے، سعید بن حمید نے (یہ مضمون) ۷ ۔ صفر یوم شنبہ سال ۲۵۱ ھ کو لکھا،

انجام ہنگامہ محمد بن عبداللہ بن طاہر ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو سواری پر باب الشماسیہ گیا اور بغداد کی دیوار (شہر پناہ) کے علاوہ باب الشماسیہ سے تین دروازوں تک جتنے مکانات، دکانیں اور باغ تھے سب کے کھودنے اور کھجوریں اور دوسرے درخت کاٹنے کا حکم دیا کہ وہ جانب اُس شخص پر وسیع ہو جائے جو اُس میں جنگ کرے، علاقۂ فارس و اہواز سے ستر سے زائد مال کے گدھے بغداد بھیجے گئے، جیسا کہ بیان کیا گیا منکجور بن قارن الاشروسنی قائد لا رہا تھا، ترکوں اور ابو احمد نے ابن بابک کو تین سو سوار و پیادہ کی جماعت میں طارستان روانہ کیا کہ جب وہ مال پہنچے تو اُسے لے لیں، محمد بن عبداللہ نے اپنے ایک قائد یحییٰ بن حفص کو مال لانے کے لیے بھیجا، اُس نے ابن بابک کے خوف سے وہ مال طارستان سے پلٹا دیا، جب ابن بابک کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مال اُس سے بچ گیا تو اپنے ہمراہیوں کو لے کر نہروان گیا، اُس کے ہمراہی لشکر نے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے اکثر کو نکال دیا، پل کی کشتیوں کو جلا دیا جو بیس سے زائد تھیں اور سامرا واپس آگیا، محمد بن خالد بن یزید آیا جسے مستعین نے جزیرے کی سرحدوں کا حاکم بنا دیا تھا، شہر بلد میں ٹھہر کر وہ اُس لشکر و مال کا منتظر تھا جو اُس کے پاس پہنچنے والا تھا، جب ترکوں کی حالت میں اضطراب اور مستعین کا دخول بغداد میں ہو گیا اُس وقت سوائے رقہ کے راستے کے اُسے بغداد جانا ناممکن ہو گیا، وہ اپنے خاص خاص لوگوں کے ہمراہ جو قریب چار سو سوار و پیادہ تھے اُس طرف گیا، وہاں سے بغداد اُتر گیا جہاں ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو پہنچا، محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر گیا تو اُس نے اُسے پانچ خلعت دیے جو ریشمی اور سنہری تار کے اون و ریشم ملے ہوئے نقشی اور سیاہ تھے، ایک بڑے لشکر کے ساتھ ایوب بن احمد کی

جنگ کے لیے روانہ کیا، چنانچہ اُس نے اُسے فرات کے کنارے پالیا، اُس سے جنگ کی جو ایک قلیل جماعت میں تھا، محمد بن خالد کو شکست ہوئی، یہ اپنی جائداد کی طرف سواد میں چلا گیا،

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ کو محمد بن خالد کی شکست کی خبر پہنچی تو اُس نے کہا کہ عرب میں سے کوئی فلاح نہیں پا سکتا مگر یہ کہ اُس کے ہمراہ نبی ہو کہ اللہ اُس کے وسیلے سے اُس کی مدد کر دے، اُسی دن باب الشماسیہ پر ترکوں کو شکست ہوئی، جو اُس دروازے پر گئے تھے، اُس پر اُنھوں نے نہایت سخت جنگ کی یہاں تک کہ اُنھیں شکست دے دی جو اُس دروازے پر تھے، اُس گوپھن پر جو باب الشماسیہ کے بائیں جانب نصب تھا مٹی کا تیل اور آگ ڈالی مگر آگ اُس میں کارگر نہ ہوئی جو لشکر اُس دروازے پر تھا وہ اس پر غالب آگیا یہاں تک کہ اُن کی قیام گاہ سے اُنھیں ہٹا دیا اور اُس دروازے سے اُنھیں نکال دیا، وہ اہل بغداد کی ایک قلیل جماعت کو قتل اور جماعت کثیر کو تیروں سے زخمی کر چکے تھے، اُس وقت محمد بن عبد اللہ نے وہ عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) اُن کی طرف بھیجے جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں لدے ہوئے تھے، ان لوگوں نے نہایت سختی سے پتھر مارے، اُن میں سے ایک جماعت کثیرہ کو جو قریب سو آدمی کے تھے قتل کر دیا، وہ لوگ دروازے سے کنارے ہٹ گئے، ایک مغربی نے دیوار شماسیہ میں میخ گاڑ دی اور اُس سے لپٹ گیا اور چڑھ گیا تو اُسے دیوار کے محافظوں نے گرفتار کر لیا اور اُسے قتل کر کے اُس کا سر گوپھن میں رکھ کر ترکوں کے لشکر میں پھینک دیا، اُس وقت وہ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے،

مذکور ہے کہ اُس دن ایک شخص کو جو نیم عرب لوگوں میں سے باب الشماسیہ پر محافظ مقرر تھا اُن ترکوں اور مغربیوں کی کثرت نے جو باب الشماسیہ پر اُتر آئے تھے اُسے گھبرا دیا، وہ لوگ اپنے جھنڈوں اور ڈھولوں کے ساتھ اُس دروازے کے قریب ہو گئے تھے، ایک مغربی نے دیوار پر ایک میخ لگائی تو محافظ دیوار نے یہ ارادہ کیا کہ وہ یا مستعین یا منصور کہہ کر چلائے مگر غلطی کی اور

یا معتز یا منصور چلانے لگا، دوسرے محافظ دروازہ نے مخالف سمجھ کے اُسے قتل کر دیا، اُس کا سر محمد بن عبداللہ کے گھر بھیج دیا، جس نے اُس کے لٹکانے کا حکم دیا، اُس کی ماں اور بھائی اُس کا دھڑ محمل میں رکھ کر چلاتے ہوئے اور اُس کا سر مانگتے ہوئے آئے مگر انھیں نہیں دیا گیا، اور باب الجسر پر لٹکا رہا یہاں تک کہ جب اور سر اُتارے گئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ اُتارا گیا،

۲۳ صفر شب جمعہ کو ترکوں کی ایک جماعت باب البردان پہنچی، اُس کا وکیل محمد بن رجا تھا، یہ واقعہ اُس کے علاقۂ واسط جانے سے قبل ہوا، اُن میں سے چھ آدمی مقتول اور چار گرفتار ہوئے، الدرغمان شجاع اور بہادر تھا، کسی دن ترکوں کے ساتھ باب الشماسیہ گیا تو اُس پر گوپھن کا پتھر پھینکا گیا جو اُس کے سینے پر لگا، اُسے سامرا واپس کیا گیا مگر وہ بصری اور عکبرا کے درمیان مر گیا، لاش سامرا بھیجی گئی، یحییٰ بن العلی قائد مغربی نے بیان کیا کہ وہ کسی دن الدرغمان کے پہلو میں تھا کہ یکایک اُس پر ایک تیر آیا جو اُس کی آنکھ میں لگا پھر ایک پتھر لگا جس نے اُس کا سر اُڑا دیا، آخر مردہ لاد کے لایا گیا،

علی بن حسن راحی سے مذکور ہے کہ رامیوں یعنی منجنیق چلانے والوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ کی دیوار پر جمع تھی، ایک مغربی اُس دروازے کے قریب آ رہا تھا، نیچے کا حصہ کھول دیا تھا، ہوا خارج کر رہا تھا اور چلا رہا تھا کہ میں نے ایک تیر نکال کے ایسا مارا کہ نیچے سے نکل کے حلق سے جا نکلا اور مر کے گر پڑا، اُس دروازے سے ایک جماعت نکلی جس نے اُسے مصلوب کی طرح لٹکا دیا، بعد کو مغربی آئے اور اُسے اُٹھا لے گئے،

بیان کیا گیا ہے کہ قطربل کے دن ترکوں کی شکست کے بعد بدمعاش لوگ سامرا میں جمع ہوئے اور معتز کی حکومت میں کمزوری دیکھی تو انھوں نے زیور اور تلوار والوں اور صرافوں کا بازار لوٹ لیا، جو سامان پایا سب لے لیا، تجار معتز کے بھائی ابراہیم موید کے پاس جمع ہوئے، اُس سے اس واقعے کی شکایت کی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ ہمارا مال حکومت کی حفاظت میں تھا، اہل حکومت ضامن تھے کہ محفوظ رہے گا، موید نے نہایت ناگوار چشم و ابرو سے جواب دیا کہ تمھیں مناسب

یہ تھا کہ اپنا سامان اپنے گھروں کو لے جاتے۔

نجوبہ بن قیس بن ابی السعدی ۲۲ صفر یوم شنبہ کو اُن اعراب کو لایا جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا، وہ چھ سو پیادے اور دو سو سوار تھے، اسی دن اہل طرسوس کے معززین میں سے دس آدمی آئے جو بلکا جور کے شاکی تھے اور گمان کرتے تھے کہ معتز کی بیعت کی خبر اُسے مل گئی، بلکا جور فرمان پہنچنے کے دو گھنٹے بعد نکلا اور معتز کی بیعت کی دعوت دی، اور سرداروں اور سرحد والوں سے بیعت لے لی، اکثر نے بیعت کر لی اور بعض اُن میں سے رُکے رہے، رُکنے والوں پر مار پڑی بیڑیاں پہنائی گئیں اور قید کر لیے گئے، بیان کیا گیا ہے کہ جب اُس نے زبردستی بیعت کے لیے اُنھیں پکڑا تو وہ رُکے اور بھاگ گئے، وصیف نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اُس کو دھوکا دیا گیا ہے، جو شخص اُس کے پاس معتز کا فرمان لایا تھا وہ لیث بن بابک تھا اُس نے اُس سے بیان کیا کہ مستعین مر گیا تو لوگوں نے معتز کو اُس کا جانشین کر دیا، پھر وہ گروہ بہت جمع ہو گیا جو بلکا جور کا شاکی تھا کہ اُس نے عمداً ایسا کیا، یہ بھی شکایت کرتے تھے کہ وہ بنی واثق میں دیکھا گیا تھا،

۲۶ صفر چار شنبہ کو بلکا جور کا خط ایک شخص کے ہمراہ آیا جس کا نام علی الحسین اور عرف ابن الصعلوک تھا، خط میں تھا کہ اُس کے پاس ابو عبد اللہ ابن المتوکل کا فرمان آیا ہے کہ وہ خلیفہ بنا دیا گیا اور اُس کے لیے بیعت ہو گئی، جب اس امر کی تصدیق میں اُس کے پاس مستعین کا فرمان آیا تو اُس نے اُن لوگوں سے بیعت کی تجدید کی جنھوں نے اُسے قبول کر لیا تھا، وہ اُس کے مطیع و فرمانبردار ہیں، قاصد کے لیے ایک ہزار درہم کا حکم دیا جو اُس نے لے لیے، محمد بن علی ارمنی معروف بہ ابو نصر کے شامی سرحدوں پر والی بنانے کا فرمان لکھا جا چکا تھا، پھر جب بلکا جور کے لیے فرمان آ گیا تو محمد بن علی ارمنی کی ولایت کا فرمان روک لیا گیا،

اسی سنہ میں ۲۴ صفر یوم دوشنبہ کو اسماعیل بن فراشہ تین سو سواروں کی جماعت میں علاقۂ ہمدان سے آیا، اُس کا لشکر پندرہ سو تھا، کوئی پہلے آیا اور کوئی پیچھے، سب متفرق ہو گئے تھے، اپنے ہمراہ معتز کے ایک قاصد کو لایا تھا جو اُس کے پاس بیعت لینے کے لیے بھیجا گیا تھا، اُس نے اُس قاصد کو قید کر لیا،

اور ایک خچر پر بدون چار جامے کے مدینۃ السلام (بغداد) لے گیا۔ اسماعیل کو پانچ خلعت عنایت ہوئے،

ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ وہ علوی ہے جو رے وطبرستان کے علاقے میں وہاں کے علویوں کے پاس جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا، اُس کے ساتھ چوپائے اور غلام تھے، اُسے چند مہینے دار العامہ میں قید رکھا گیا، پھر ضمانت لے کے رہا کر دیا گیا،

اُسی روز موسیٰ بن بغا کا خط پڑھا گیا جس میں یہ ذکر تھا کہ معتز کا فرمان آیا، اُس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا، حادثے کی خبر دی اور اُنھیں اپنے ہمراہ بغداد واپس چلنے کا حکم دیا، وہ تو نہ مانے مگر شاکریہ اور ابناء نے قبول کر لیا، ترکوں اور اُن کے مددگاروں نے اُس سے کنارہ کشی اختیار کی اور اُنھوں نے اُس سے جنگ کی، اُن میں سے ایک جماعت قتل کی گئی اور چند قید کیے گئے جو اُس کے ہمراہ آرہے تھے، خط پڑھنے کے وقت ابن طاہر کے گھر میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا،

۲۵ صفر کو بصرے سے دس جنگی جہاز آئے، ہر ایک میں ایک ایک اندازہ گیر اور تین مٹی کے تیل والے، ایک بڑھئی، ایک نانبائی، اور انتالیس جنگ آور جہاز راں تھے، ایک ایک میں، کشتیاں اُس جزیرے کی طرف لائی گئیں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا، پھر اسی شب شماسیہ کی طرف کھینچی گئیں، جو لوگ اُن میں سوار تھے اُنھوں نے ترکوں پر آگ برسائی، پھر اپنی شماسیہ کی چھاؤنی سے پُل والے ابو جعفر کے باغ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، لشکر کے روپیا ایسے موضع میں اُٹھ گئے جہاں آتشباری سے ضرر نہ پہنچ سکے،

۲۹ صفر کو ترک اور مغربی شرقی جانب سے بغداد کے دروازوں پر گئے، دروازے اُن کے روبرو بند کر دیے گئے اور اُنھیں تیروں اور منجنیقوں سے مارا گیا، فریقین کے لوگ مقتول ہوئے ایک بڑی جماعت مجروح ہوئی، عصر تک اسی طرح کرتے رہے،

اسی سال سلیمان بن عبداللہ جرجان سے طبرستان کی واپسی کے لیے روانہ ہوا، آمل سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک جماعت کثیرہ اور گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ نکلا، حسن بن زید کنارے ہٹ کے دیلم چلے گئے، اُس نے اپنے بھائی محمد بن طاہر کے بیٹے السلطان کو اپنے طبرستان جانے کو لکھا، یہ خط بغداد میں پڑھ لیا گیا، مستعین نے بغا صغیر آزاد غلام امیرالمومنین کو اُس کی ایک نقل محمد بن طاہر کے ہاتھ پر فتح طبرستان اور حسن بن زید کی شکست کے متعلق لکھی کہ سلیمان بن عبداللہ ساریہ میں سلامت حال کے ساتھ داخل ہو گیا، قارن بن شہریار آزاد کردہ غلام امیرالمومنین کے دونوں بیٹے جو رستم و مازیار کہلاتے ہیں کم و بیش پانچ سو آدمیوں کے ساتھ اس فتح میں اُس کے پاس آئے، اہل آمل کی حاضری وفادارانہ تھی جو اپنی وفاداری کو ظاہر اور اپنی جگہ سے منتقل کیے جانے کی درخواست کرتے تھے، اُن کے پاس اتنی جماعت بھیج دی جس نے اُن کے سکون و وثوق میں ترقی کی، لشکر اُس کے سامنے کے دیہات اور راستوں پر گشت کرنے کے لیے روانہ کر دیا، قتل کرنے اور اسباب چھیننے کی ہر ایک کو پہلے ہی ممانعت کر دی، جو اس سے تجاوز کرے وہ سزا کا مستوجب ٹھیرا، اسد بن جندان کا خط علی بن عبداللہ طالبی مسمی مرتعش کی مع اُس کے ہمراہیوں کے جو دو ہزار سے زائد تھے اور مع اسحٰیل کے دو رئیسوں کے جو بڑی جماعت کے ساتھ تھے ہزیمت کے متعلق اسے اُس وقت ملا جس وقت انھیں حسن بن زید کی شکست اور اُس کے وفاداروں کو اس علاقے میں داخل کرنے کی خبر ملی تھی، شہر آمل میں بڑے اچھے طریقے اور نمایاں عزت و سلامت کے ساتھ داخل ہوا، فتنے کے اسباب اُس سے جدا ہو گئے،

اسی سال ۱۵ محرم کو علاء بن احمد کا خط آیا جو خراج و جائداد پر آرمینیہ میں بغا شرابی کا عامل تھا جس میں اُس علاقے کے دو آدمیوں کے حملے کی خبر تھی جن کا اُس نے نام بھی لکھا تھا، ان دونوں کے ساتھ اپنے قتال کا ذکر کیا تھا کہ دونوں نے ایک قلعے میں پناہ لے لی تو اُس نے اُس قلعے پر گوپھن لگا دیے یہاں تک کہ قلعے کو ہلا دیا، دونوں قلعے سے بھاگنے کے لیے نکل گئے، اُن کا حال پوشیدہ رہا، اور وہ قلعہ قبضے میں آگیا،

اسی سال ۱۹ محرم کو ایک مورخ کا خط آیا جس میں اہل اردبیل کی شکست کا

اور اُن کے نام طالبی کے ایک خط کا ذکر تھا، طالبی نے اُن کے شہر کے چودہ دروازوں پر چودہ لشکر بھیجے کہ اُن کا محاصرہ کرلیں۔

اسی سال ایک مخبر کا خط اُس جنگ کے بارے میں آیا جو عیسیٰ بن الشیخ اور الموفق خارجی کے درمیان ہوئی، عیسیٰ کے موفق کو قید کرلینے، مستعین سے ضروری ہتھیار روانہ کرنے کی درخواست کی تھی کہ شہر میں ایسا ذخیرہ فراہم ہوجائے جس سے لشکر کو جنگ پر قوت حاصل ہو، حاکم کنارۂ نہر کو ایسی چار کشتیاں مع اُن کے سامان کے بھیجنے کو لکھ دے کہ وہ سامان اُن کشتیوں کے مقابلے کا ہو۔

اسی سال محمد بن طاہر کا عریضہ اُس طالبی کے بارے میں آیا جو رے اور اُس کے قرب وجوار میں نکلا تھا، جو لشکر اُس کے لیے تیار کیے گئے، جو فوج اُس کی طرف بھیجی گئی محمد بن طاہر کے محمدیہ جانے کے وقت حسن بن زید کا بھاگ جانا ابن طاہر کے لشکر کا محمدیہ کا احاطہ کرلینا محمدیہ میں ابن طاہر کے داخل ہونے کے وقت راستوں اور کوچوں پر پہرہ مقرر کرنا، حسن بن زید کے آدمیوں کا پھیل جانا، یہ سب واقعات مذکور تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن طاہر کو محمد بن جعفر کی گرفتاری میں بغیر کسی ذمہ داری کے کامیابی دی، جو شخص محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد علویوں میں سے رے میں دوبارہ آیا وہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے، یہ وہی ہیں جو حجاج کی روانگیٔ مکہ کے وقت نکلے تھے، وہ جو طبرستان میں ہیں، وہ الحسن بن زید ابن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں (رحمۃ اللہ علیہم ورضوانہ)

اسی سال موسیٰ بن عبد اللہ الحسینی کے بھانجے یوسف بن اسماعیل علوی نے خروج کیا،

عیّاری

اسی سال ربیع الاول میں محمد بن عبد اللہ نے یہ حکم دیا کہ بغداد کے عیاروں کے لیے کافرکوب (ہتھیار) بنائے جائیں، اُس میں آہنی میخیں لگائی جائیں، مظفر بن سیسل کے گھر میں یہ کام ہو، وہ لوگ جنگ میں

بغیر ہتھیار آجاتے تھے، دشمن کو اینٹ سے مارا کرتے تھے، منادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی کہ جو شخص ہتھیار لینا چاہے وہ دار المظفر میں حاضر ہو، ہر طرف کے عیار وہاں پہنچ گئے، وہ ہتھیار اُن میں تقسیم کر دیے گئے اور اُن کے نام لکھوا دیے گئے، اُن پر ایک شخص کو رئیس بنایا گیا جس کا نام ینتویہ اور کنیت ابوجعفر تھی، کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں ایک کو دونل، دوسرے کو دحال، تیسرے کو ابونملہ، اور چوتھے کو ابوعصارہ کہا جاتا تھا، ان میں سے سوائے ینتویہ کے اور کوئی ثابت قدم نہیں رہا، ینتویہ برابر جانب غربی کے عیاروں پر سردار رہا یہاں تک کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا، جب عیاروں کو کافر کوب دے دیے گئے تو وہ بغداد کے دروازوں پر پھیل گئے، ترکوں اور اُن کے پیروی کرنے والوں میں سے قریب پچاس آدمیوں کو اُسی روز قتل کر ڈالا، خود اُن کے دس آدمی مقتول ہوئے، اُن میں سے پانچ سو تیر انداز نکالے گئے اُنھوں نے ترکوں سے دو جھنڈے اور دو سیڑھیاں لے لیں،

آشوب ترک

اسی سال نجوبہ بن قیس کی علاقۂ بزوغی میں ترکوں کی ایک جماعت سے جنگ ہوئی، اُس نے اور محمد بن ابی عون وغیرہما نے اُن کا مقابلہ کیا، ترکوں میں سے اُنھوں نے سات گرفتار اور تین قتل کیے، بعض ان میں سے اپنی جان لے کے پانی میں بھاگے پھر بعض ڈوب گئے اور بعض بچ گئے،

شور عجم

احمد بن صالح بن شیرزاد سے مذکور ہے کہ اُس نے قیدیوں میں سے ایک شخص سے اُس جماعت کی تعداد دریافت کی جس کا نجوبہ نے مقابلہ کیا تھا، اُس نے کہا کہ ہم لوگ چالیس آدمی تھے، ہم لوگوں نے نجوبہ اور اُس کے ہمراہیوں سے صبح کے وقت مقابلہ کیا، ہمارے تین آدمی مارے گئے، تین غرق ہوئے، آٹھ قید ہو گئے، اور باقی چھپ گئے، عامل اوانا کا جھنڈا، جوشن اور اٹھارہ گھوڑے گرفتار کر لیے گئے، عامل اوانا ہارون بن شعیب کا بھائی تھا، واقعۂ اوانا چارشنبہ کو ہوا، اور نجوبہ اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کے لشکر نے اسلحہ سے آراستہ ہو کے قطربل میں قیام کیا،

فتنۂ عرب

جیسا کہ مذکور ہے، ینتویہ اور اُس کے ساتھ والے عیار انھیں ایام میں کسی دن باب قطربل سے نکلے، ترکوں کو گالیاں دیتے ہوئے

روانہ ہوئے یہاں تک کہ قطربل سے بڑھ گئے، اُن کے مقابلے کے لیے ترکوں میں سے جسے کشتی میں سوار ہونا تھا وہ تیر چلاتا ہوا سوار ہوا، اُن میں سے ایک آدمی کو قتل اور دس کو زخمی کر دیا، عیار ایک دم سے اُنھیں پتھر مارنے لگے، سب کو زخمی کر دیا، وہ لوگ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے نیتویہ کو ابن طاہر کے گھر میں بلا کے حکم دیا گیا کہ وہ سوائے یوم جنگ کے اور کسی دن حملہ نہ کرے، اُسے کنگن پہنایا گیا اور اُس کے لیے پانچ سو درہم کا حکم دیا گیا،

۱۴ ربیع الاول کو علاقۂ الرقہ سے مزاحم بن خاقان آیا، اُس نے سرداروں اور بنی ہاشم اور دفتری حکام کو اپنی ملاقات کا حکم دیا، وہ خراسانی اور ترک اور مغربی جو اُس کے ماتحت تھے سب اُس کے ہمراہ آئے، قریب ایک ہزار آدمی کے تھے، ہمراہ ہر قسم کے آلات حرب تھے، مزاحم بن خاقان اس طرح بغداد میں داخل ہوا کہ دست راست پر وصیف، دست چپ پر بغا، عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر بغا کی بائیں جانب اور ابراہیم بن اسحاق اُن کے پیچھے تھا، اس نمایاں تمکنت و وقار کے ساتھ جب وہ پہنچا تو اُسے سات خلعت دیے گئے، ایک تلوار اُس کے گلے میں ڈالی گئی، اُس کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ خلعت دیے گئے، حکم دیا گیا کہ اُس کے لیے تین ہزار آدمی پیادہ و سوار مقرر کیے جائیں،

معتز نے موسیٰ بن اشناس اور اُس کے ہمراہ حاتم بن داؤد بن بیجور مع تین ہزار پیادہ و سوار کے روانہ کیا، اُس نے غربی جانب باب قطربل پر یکم ربیع الاول کو ابو احمد کے لشکر کے مقابل لشکر جمع کر دیا، ایک شخص عیاروں میں سے جو دیکویہ مشہور تھا ایک گدھے پر اور اُس کا نائب ایک دوسرے گدھے پر نکلا، اُن کے ساتھ ڈھالیں اور ہتھیار تھے، دوسرا شخص نکلا جس کی کنیت ابو جعفر تھی اور حجزمی مشہور تھا پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کھلے ہوئے ہتھیار اور ڈھالیں تھیں، تلواریں اور چھریاں اُن کے پٹکوں میں تھیں، ہاتھ میں ہاکا فر کوب لیے تھے، سامرا سے آنے والا لشکر بغداد کی غربی جانب کے قریب ہو گیا، محمد ابن عبد اللہ کے ہمراہ چودہ سردار تھے، اُن کی فوج سوار ہو کے نکلی تماشائیوں میں سے

مخلوق کثیر نکل آئی، ابو احمد کے لشکر کے مقابل پہنچے، پانی میں اُن لوگوں کے درمیان ایک جماعت حائل تھی جو ابو احمد کے لشکر میں سے قتل ہوئی تھی، یہ پچاس آدمی تھے، عرب آگے بڑھے، یہاں تک کہ ڈیڑھ میل لشکر سے آگے بڑھ گئے، ابو احمد کے لشکر کے کشتی والے کشتی میں سوار ہو کر ان کی طرف آئے، دونوں کے درمیان جنگ ہونے لگی، عربوں نے چند کشتی والے گرفتار کر لیے جن میں جنگ کرنے والے اور ملاح تھے، اُن سے تاوان لیا گیا،

محمد بن عبد اللہ واپس آگیا، ابن ابی عون کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو واپس کر دے، ابن ابی عون تماشائیوں اور عوام کی طرف متوجہ ہوا جنھیں وہ واپس کرنا چاہتا تھا، انھیں سخت سست کہا، گالیاں دیں، انھوں نے بھی اُسے گالیاں دیں، اُس نے اُن میں سے ایک آدمی کو مارا جو مر گیا، انھوں نے اُس پر حملہ کر دیا مگر وہ اُن کے ہاتھوں سے بچ گیا، بغداد کے چار کشتی والے پیچھے رہ گئے تھے، جب ابن عون عوام سے شکست کھا کے واپس ہو رہا تھا تو ابو احمد کے لشکر والوں نے کشتی والوں کو دیکھ لیا، انھوں نے اُن کی تلاش میں کشتی والے روانہ کیے، انھوں نے انھیں گرفتار کر لیا، ایک کشتی کو جلا دیا جس میں اہل بغداد کا عرادہ (پتھر پھینکنے والا آلہ) تھا، عوام فوراً ابن ابی عون کے گھر گئے کہ اُسے لوٹ لیں، انھوں نے بیان کیا کہ ابن ابی عون ترکوں سے مل گیا ہے، اُن کی مدد کی ہے اور اپنے آدمیوں کو شکست دے دی ہے، اس کے منحرف ہو جانے کے بارے میں محمد بن عبد اللہ سے گفتگو کی اور غل مچایا، محمد بن عبد اللہ نے مظفر بن سیسل کو اُس کے ماتحتوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ عوام کو واپس کر دے، انھیں ابن ابی عون کے سامان میں سے کچھ لینے سے روکے اور اعلان کر دے کہ اس کو معزول کر کے یہ خدمت اپنے بھائی عبید اللہ بن عبد اللہ کے سپرد کر دی ہے، مظفر گیا اور لوگوں کو محمد بن ابی عون کے گھر سے واپس کیا،

۱۹ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو سامرا سے بغداد آنے والا ترکی لشکر عکبراء پہنچا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں میں سے بندار طبری اور اپنے بھائی عبید اللہ اور ابو السنا اور مزاحم بن خاقان اور اسد بن داؤد سیاہ اور خالد بن عمران وغیرہم کو باہر روانہ کیا، وہ روانہ ہو کے قطربل پہنچے، اُس میں ترکوں کی پوشیدہ جماعت تھی،

جو اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُن کے درمیان جنگ جاری ہو گئی، ترکوں نے انھیں اتنا ڈھکیلا کہ وہ دونوں دیواروں تک پہنچ گئے جو قطربل کے راستے میں تھیں، ابو السنا اور اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، ان دونوں میں سے ہر ایک نے چند ترکوں اور مغربیوں کو قتل کیا، ابو السنا لوٹا، اور لوگ بھی اُس کے ساتھ تھے، اُس نے ایک ترک سردار کو جس کا نام سُور تھا قتل کر کے اُس کا سر اُٹھالیا، فوراً ابن طاہر کے مکان آیا اور اُسے لوگوں کی شکست کی خبر دے کے مدد مانگی، ابن طاہر نے مدد کا حکم دیا، ابو السنا کے گلے میں زیور پہنایا گیا، ہر طوق کا وزن تیس دینار تھا اور ہر کنگن ساڑھے سات مثقال کا، (ایک مثقال = ۴ ½ ماشہ) ابو السنا اُن لوگوں کی طرف مع اُس امدادی فوج کے جو تمام دروازوں سے نکالی گئی تھی واپس ہوا،

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے ابو السنا کو اپنا مقام چھوڑنے اور سر کو خود لانے پر ڈانٹا کہ تو نے لوگوں کے ساتھ برائی کی، خدا تیرے ساتھ برائی کرے، یہ سر دیکھ اور اسے لانا دیکھ، محمد بن عبدوس (ابو السنا) واپس چلا گیا۔ لوگوں سے جدا ہو جانے کے بعد اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، وہ قتل کر دیا گیا، ترکوں سے اُس کا سر لے لینے کے بعد اہل بغداد کی ایک جماعت نے اُس کی جگہ جمع ہو کے ترکوں سے اُس کے جسم کو بچالیا اور اُسے ایک کشتی میں بغداد اُٹھالے گئے، ترک باب قطربل پہنچ گئے، لوگ اُن کے مقابلے میں نکلے، اُنھوں نے اُن کو نہایت سختی سے دروازے سے ڈھکیل دیا اور اُن کا تعاقب کر کے ایک کنارے کر دیا، ابن طاہر کے مکان پر چند سر آئے جو اُن لوگوں کے تھے کہ اُس دن ترکوں اور مغربیوں میں سے قتل کیے گئے تھے، حسب الحکم باب الشماسیہ پر لٹکا دیے گئے، ترک اور مغربی اہل بغداد پر قطربل کی طرف سے پلٹ پڑے، بغدادیوں میں سے بھی ایک مخلوق کثیر قتل ہوئی اور ترکوں میں سے بھی ایک مجمع عظیم مقتول ہوا، بندار اور اُس کے ہمراہی رات تک اُن سے قتال کرتے رہے، بندار جس وقت لوگوں کو واپس لایا دروازے بند ہو چکے تھے، ابن طاہر کے حکم سے مظفر بن سیسل اور رشید بن کاؤس جن کے ہمرکاب ایک اور سردار بھی تھا، پانچ سو سواروں کو لے کر باب قطربل سے ابن اشناس کے لشکر کے علاقے کی طرف گئے، اُن کو انھوں نے امن و سکون کی حالت میں پایا، اُن میں سے قریب تین سو کے قتل اور ایک جماعت کو

قید کر کے واپس آگئے،

مذکور ہے کہ اُسی دن ترک اور مغربی باب القطیعہ پہنچے، اُس حمام کے قریب نقب لگائی جو باب القطیعہ سے منسوب تھا، جو شخص سب سے پہلے نقب سے نکلا وہ قتل کر دیا گیا، آج کے دن زیادہ تر ترک اور مغربی مقتول اور بغدادی مجروح ہوئے،

کودکے بر ہدف زند تیرے

ایک جماعت سے میں نے سنا کہ اس جنگ میں ایک نابالغ لڑکا نکلا جس کے پاس ایک جھولی میں پتھر بھرے تھے، ایک ہاتھ میں گوپھن تھا جس سے وہ پتھر پھینکتا تھا، قادر اندازی کا یہ عالم تھا کہ اُس کا نشانہ ترکوں اور اُن کے گھوڑوں کے منھ سے کبھی خطا نہ کرتا، چار ترک جنگ کرنے والے سوار اُسے پتھر مار رہے تھے مگر سب نشانے سے خطا کر رہے تھے وہ انہیں پتھر مار رہا تھا اور مطلق خطا نہیں کرتا تھا، گھوڑوں نے انھیں گرا دیا تھا،

برنیاید زپیر تدبیرے

ایک لڑکے کی یہ جوانمردی ترکوں نے دیکھی تو جا کے اپنے ہمراہ چار مغربی پیادے لائے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں تھیں، سب کے سب مل کے اس لڑکے پر حملہ کرنے لگے، دو آدمی اُس کے قریب آ گئے، اُس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، وہ دونوں بھی اُس کے پیچھے گھس گئے مگر اُسے نہ پایا، شرقی جانب پیر کے وہ نکل گیا، نکل کے اپنے حملہ آوروں کو للکارا، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، لوگوں نے بھی تکبیر کہی، آخر خائب وخاسر واپس گئے، اُس کے قریب تک نہ پہنچ سکے،

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من

بیان کیا گیا ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے اُسی دن پانچ سرداروں کو بلا کے ہر ایک کو ایک طرف مقرر کیا، لوگ جنگ کے لیے روانہ ہو گئے، اُس نے دروازے کی طرف پلٹ کے عبد اللہ بن جہم سے کہا جو باب قطربل کی حفاظت پر مقرر تھا کہ خبردار جوان میں سے کسی کو تو نے شکست کھانے کے بعد اندر آنے دیا، معرکۂ جنگ گرم ہوا، زور و شور کا رن پڑا، پراگندہ مزاجوں میں انتشار پھیلا، آخر کو شکست ہو گئی،

ایں منم کاندر میان خاک وخوں بینی سرے

اسد بن داؤد ثابت قدم رہا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا، اپنے ہاتھ سے اُس نے تین آدمی مارے تھے، دور سے ایک تیر آیا جو اُس کے گلے میں لگا، اُس نے پشت پھیر لی کہ دوسرا

تیر آیا جو گھوڑے کی سرینوں میں لگا، گھوڑا الف ہو گیا اور ابن داؤد کو گرا دیا، اُس کے ہمراہ کوئی نہ ٹھیرا، ایک بیٹا رہ گیا مگر وہ بھی زخمی ہو گیا تھا، شکست کھا کے بھاگنے والوں پر دروازے کی بندش دشمنوں کے حملے سے بھی زیادہ سخت نکلی،

بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد میں سے سترّ قیدی بھیجے گئے اور تین سو سر، قیدی جب سامرا کے قریب پہنچے تو اُس شخص کو جو اُن کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا یہ حکم دیا گیا کہ قیدیوں کو بغیر منھ ڈھانکے سامرا میں نہ لائے، اہل سامرا نے جب انھیں دیکھا تو بہت فریاد و زاری کی، اُن کی اور اُن کی عورتوں کی آوازیں نالہ و فریاد کے ساتھ بلند ہوئیں، یہ خبر معتز کو پہنچی، اُس نے ناپسند کیا کہ اپنے ہم نشینوں کے دل ناراض کر دے، اس لیے ہر قیدی کے لیے دو دینار کا حکم دیا، قتال کا انتقام ترک کر دیا، سروں کے متعلق حکم دیا، سب دفن کر دیے گئے،

قیدیوں میں محمد بن نصر بن حمزہ کا ایک بیٹا بھی تھا، اور ام حبیب کی باندی کا ایک بھائی بھی، پانچ آدمی معززین بغداد میں سے جو تماشائیوں کی جماعت میں سے تھے، ابن محمد بن نصر اپنے باپ کی جگہ قتل کر دیا گیا اور باب الشماسیہ کے سامنے لٹکا دیا گیا،

۲۶ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو ابو الساج تکّے کے راستے سے قریب سات سو سواروں کی جماعت میں آیا، اُس کے ہمراہ اٹھارہ محمل تھے جن میں چھتیس بدوی بجرم خیانت قید تھے، بغداد میں اچھی صورت اور کھلے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے، دار الخلافت گیا تو اُسے پانچ خلعت دیے گئے، تلوار گلے میں حمائل کی گئی، ہمراہیوں کے ساتھ اپنے مکان واپس آیا، اُس کے ہمراہیوں میں سے چار شخصوں کو خلعت دیے گئے تھے،

آخر ربیع الاول یوم دوشنبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ پہنچی، اُن کے ہمراہ معتز کا ایک فرمان محمد بن عبداللہ کے نام تھا، انھوں نے اس کے پاس پہنچانے کو کہا، تو حسین بن اسماعیل نے پہلے تو انکار کیا، پھر مشورے کے بعد مان لیا، جمعہ کو تین سوار پہنچے، حسین بن اسماعیل نے ایک آدمی ساتھ کر دیا جس کے پاس ڈھال تلوار تھی، فرمان ملفوف تھا، اُس نے لے لیا جو لفافے میں تھا اور محمد کے پاس پہنچا دیا گیا، اُس میں محمد کو اس قدیم عہد و پیمان کی حفاظت اور احترام کی نصیحت تھی جو اُس کے اور معتز کے درمیان ہوا تھا، اُسے سب سے پہلا شخص ہونا چاہیے تھا

جس نے اُس کے معاملے اور اُس کی خلافت میں کوشش کی،
بیان کیا گیا ہے کہ جنگ کے بعد یہ پہلا فرمان تھا جو معتز کی جانب سے آیا،
۵ ؍ ربیع الآخر یوم شنبہ کو حبشون بن بغا الکبیر بغداد پہنچا، اُس کے ساتھ یوسف بن یعقوب قوصرہ آزاد کردہ الہادی مع اُس لشکر شاکریہ کے تھا جو موسیٰ بن بغا کے ماتحت تھا، تیرہ سو کے قریب شاکری جو رقہ میں مقیم تھے وہ بھی شامل ہو گئے تھے، اُسے پانچ خلعت اور یوسف کو چار خلعت دیے گئے، قریب بیس سرداران شاکری اپنے مکانات واپس گئے،
ایک شخص بغداد میں آیا، بیان کیا کہ اُن ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے چیلوں کی تعداد جو غربی جانب ہیں بارہ ہزار ہے، ان کا سردار بایکباک قائد ہے، ان لوگوں کی تعداد جو ابواحمد کے ہمراہ شرقی جانب ہیں سات ہزار ہے جن پر الدرغمان الفرغانی ابواحمد کا نائب افسر ہے، سامرا میں ترک قائدوں میں سے یا مغربی قائدوں میں سے کوئی نہیں، صرف چھ آدمی ہیں جو دروازوں کی حفاظت پر مقرر کیے گئے ہیں،
فریقین کے درمیان ۷ ؍ ماہ ربیع الآخر یوم چارشنبہ کو ایک جنگ ہوئی، بیان کیا گیا ہے کہ معتز کے آدمیوں میں سے مع اُن کے جو غرق ہوئے چار سو مقتول ہوئے، ابن طاہر کے مقتولین مع اُن کے جو غرق ہوئے تین سو تھے جن میں سوائے لشکری کے کوئی نہ تھا، یہ اس وجہ سے ہوا کہ اُس روز عیاروں میں سے کوئی نہیں نکلا، الحسن بن علی الخسری قتل کیا گیا، دونوں فریقوں پر یہ دن بڑا سخت گزرا،
بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ بن خاقان نے اسی جنگ میں موسیٰ بن اشناس کو ایک تیر مارا جو اُس کے لگا، وہ مجروح ہو کے واپس گیا، ابواحمد کے لشکر سے تقریباً بیس ترک و مغربی سردار گم ہو گئے،
۱۶ ؍ ربیع الآخر پنجشنبہ کا دن ہوا تو ابوالساج کو پانچ خلعت دیئے گئے، ابن فراشہ کو چار خلعت، اور یحییٰ بن حفص جیبوس کو تین خلعت، ابوالساج نے سوق الثلثا (بازار سہ شنبہ) میں لشکر جمع کیا، لشکر کو شاہی خچر دیئے جن پر پیادے سوار کیے جا رہے تھے،
مزاحم بن خاقان باب حرب سے باب السلامت کی طرف بدل دیا گیا، مزاحم کی جگہ خالد بن عمران طائی موصلی چلا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ ابوالساج کو جب ابن طاہر نے آنے کا حکم دیا تو اُس نے جواب دیا کہ یا امیر، ایک مشورہ ہے جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں

اُس نے کہا اے ابوجعفر بیان کر، تو معتبر ہے، عرض کی، اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس قوم سے اپنا حق طلب کرے، تو رائے یہ ہے کہ اپنے سرداروں کو علیحدہ نہ کر، متفرق نہ کر انھیں جمع رکھ یہاں تک کہ وہ لشکر جو تیرے مقابلے میں مقیم ہے پارہ پارہ ہوجائے کیونکہ جب تو ان لوگوں سے فارغ و بیفکر ہوجائے گا تو سامنے والوں پر تجھے کون قادر کرے گا، اس نے کہا کہ میرے لیے ایک تدبیر ہے، اللہ کافی ہے، انشاء اللہ، ابو السلاج نے کہا کہ میں سنتا ہوں اور مانتا ہوں، یہ کہہ کے اپنے کار خدمت پر چلا گیا

شہر آشوب مذکور ہے کہ معتز نے ابو احمد کو (ایک قصیدہ لکھا) جس میں اہل بغداد کے قتال میں قصور کرنے پر ملامت تھی،

اموات کے لیے ہم پر ایک راستہ ہے، زمانے کے لیے اُس میں تنگی بھی ہے اور وسعت بھی،

ہمارے دن لوگوں کے لیے عبرتیں ہیں، انھی میں سے صبح کا آنا ہے اور انھی میں سے شام کا آنا،

انھی میں ایسے دن ہیں جو بچے کو بوڑھا کرتے ہیں، اور انھی میں دوست دوست کی مدد ترک کردیتا ہے،

چوڑی دیوار ہے جس کے لیے اس قدر بلند پشتہ ہے، جو آنکھوں کو عاجز کردیتا ہے، اور گھرا دیا ہے،

قتال مہلک ہے اور تلوار جو (قتل کے لیے) تیار ہے، خوف شدید ہے، اور قابل وثوق قلعہ ہے،

صبح کے پکارنے والے (مؤذن) کی آواز دراز ہے، کہ ہتھیار، ہتھیار، مگر کوئی بیدار نہیں ہوتا،

یہ مقتول ہے اور یہ مجروح ہے، یہ آتش زدہ ہے اور یہ غرق،

یہ مقتول ہے اور یہ پھاڑا ہوا اور ایک دوسرا ہے جسے منجنیق نے توڑ دیا ہے،

کہیں غصب ہے اور کہیں لوٹ ہے، مکانات ویران ہیں جو کبھی آباد تھے،

جب ہم کسی کوچے کی طرف اُٹھتے ہیں، تو اپنے راستے کو بند پاتے ہیں،

خدا کی قسم ہم اُس چیز تک پہنچیں گے جس کی ہم امید کرتے ہیں، خدا کی قسم ہم اُسے دفع کردیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں،

عذر گناہ

محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل جواب دیا، یا اُس کی جانب سے کہہ دیا گیا،

خبردار جو شخص اپنے حال سے کج ہو گیا
اور اُسے ہدایت سے ہٹا کے دوسرے راستے پڑ گیا
تو اُسے وہی حالت پیش آئے گی جو تو نے بیان کی،
یہ اس قسم کے لوگوں کے لیے امر قدیم ہے،
خاصکر جو بیعت کو توڑنے والا ہے،
حالانکہ اُس کی مضبوطی کے بارے میں پختہ وعدہ کر چکا ہو،
ایسے شخص پر راہ ہدایت بند کر دی جائے گی،
اور ایسے حالات میں ڈال دیا جائے گا جنھیں برداشت نہ کر سکے گا،
اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جو شخص اپنی کجی و گمراہی سے باز نہ آئے گا،
اس کے متعلق ہمارے پاس ایک مشہور حدیث آئی ہے
جو ہم یکے بعد دیگرے روایت کرتے چلے آئے ہیں،
یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے لیے شاہد ہے،
ہی صادق جس کی تصدیق کرتے ہیں،

لیکن پہلے اشعار علی بن امیہ نے امین مخلوع اور مامون کے فتنے میں پڑھے تھے، جواب کا کہنے والا معلوم نہیں،

اسی سال ربیع الآخر میں مذکور ہے کہ دو سو سوار و پیادہ معتز کی جانب سے علاقہ الیند نجین روانہ ہوئے، اُن کا رئیس ایک ترک تھا جو اُبلج کہا جاتا تھا، انھوں نے الحسن بن عیسیٰ کا گھر لوٹ لیا، اُس کا گاؤں بھی لوٹا، قریب کے گاؤں میں چلے گئے، وہاں کھایا پیا، جب وہ لوگ مطمئن ہو گئے تو الحسن بن علی نے شور مچا کے اپنی ننھیال کے کردوں کو اور قریب کے دیہات کی ایک جماعت کو بلایا، وہاں گئے، وہ غافل بیٹھے تھے، الحسن نے انھیں قتل کرنا شروع کر دیا، اُن میں سے اکثر کو قتل کر دیا، سترہ آدمیوں کو قید کر لیا، ابلج قتل کر دیا گیا جو اُن میں سے بچ گیا وہ رات کے وقت بھاگ گیا، الحسن بن علی نے قیدی اور ابلج اور اُس کے ساتھ والے مقتولین کے سر بغداد بھیج دیے، الحسن بن علی ایک بوڑھا شخص تھا، بیان کیا گیا ہے کہ وہ یحییٰ بن حفص کی نیابت پر مامور تھا، اس کی ماں کردیہ تھی،

آغاز فتنۂ مداین

مذکور ہے کہ ابو الساج اور اسماعیل بن فراشہ اور یحییٰ بن حفص کو جب مدائن کی طرف جانے کے لیے خلعت پہنایا گیا تو اُن لوگوں نے سوق الثلثاء (بازار سہ شنبہ) میں لشکر جمع کیا، ۲۰ ربیع الاول یوم یکشنبہ کو لشکر کے پیادے

خچروں پر سوار ہو کے مدائن کی طرف روانہ ہو گئے پھر الصیّادہ (گئے) اور مدائن کی وہ خندق کھودنا شروع کر دی جو خندق کسریٰ ہے، طلب امداد کے لیے لکھا، تو پانچ سو پیادے روانہ کیے گئے، شروع میں اُس لشکر کی روانگی تین ہزار پیادہ و سوار جماعت کے ساتھ ہوئی تھی، جب اُس نے اور مدد مانگی تو اور مدد دی گئی، مدائن کے لشکر میں تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ہو گئے، اس کے بعد دو سو پیادے شاکریہ کی مدد میں بھیجے گئے جو کشتیوں میں سوار ہو کر ۴ جمادی الآخرہ کو وہاں اُترے،

فتنۂ انبار

جو کچھ ہوا اُس میں سے یہ بھی ہے کہ محمد بن عبداللہ نے نجوبہ بن قیس کو اعراب کے ہمراہ انبار بھیج کے وہاں ٹھیرنے اور قریب کے اعراب کو بھرتی کرنے کا حکم دیا اُس نے اُن میں سے اور اُن کے مشابہ لوگوں میں سے قریب دو ہزار پیادے بھرتی کر لیے، پھر انبار میں ٹھیر کے اُس پر قبضہ کر لیا،

خبر ملی کہ ترکوں کی ایک جماعت نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا ہے تو اُس نے دریائے فرات کا پانی انبار کی خندق میں کاٹ لیا، پانی کی زیادتی سے خندق بھر گئی اور متصل کے جنگلوں میں بہہ نکلا، السالحین تک پانی پہنچ گیا، الانبار کے متصل کا علاقہ ایک سیلاب گاہ بن گیا، پل منقطع ہو گئے، امداد کے لیے لکھا، تو رشید بن کاؤس برادر افشین سے اُس کے پاس جانے کی خواہش کی گئی، پانچ سو سوار پانچ سو پیادہ جملہ ہزار آدمی اُس کے ہمراہی تھے وہ سب اُس کے ہمراہ کیے گئے، روانہ ہو کے عیدویہ کے نحل میں لشکر جمع کیا، ابن طاہر نے اُس کی اُن تین سو مطلبین سے مدد کی جو سرحدوں سے آئے تھے اور منتخب کر لیے گئے تھے، عطا اُنھیں دے دی گئی تھی، وہ لوگ اُس کے یہاں سہ شنبہ کو داخل ہوئے، رشید ختم ربیع الآخر یوم دوشنبہ کو تقریباً پندرہ سو آدمی کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوا،

المعتز نے ابونصر بن بغا کو سہ شنبہ کو سامرا سے براہ الاسحاقی روانہ کیا، وہ ایک شبانہ روز چل کر صبح کے وقت ٹھیک اُس وقت الانبار پہنچا جبکہ رشید بن کاؤس وہاں اُترا تھا، نجوبہ شہر میں اُترا تھا اور رشید بیرون شہر، ابونصر پہنچا تو رشید اور اُس کے ہمراہیوں پر جو بلا کسی تیاری کے غفلت میں پڑے ہوئے تھے ٹوٹ پڑا، لوگوں کو تہ تیغ کیا، تیر اندازی کی، ایک جماعت کو قتل کر دیا، رشید کے بعض ساتھی بھاگ کے اپنے

ہتھیاروں تک پہنچ گئے، انھوں نے ترکوں اور مغربیوں سے نہایت شدید جنگ کی اُن میں سے ایک جماعت قتل کردی، شاکریہ اور رشید جس راستے سے آئے تھے اُسی سے پسپا ہو کر بغداد واپس ہوئے،

نجوبہ کو اس حادثے کی خبر ہوئی جو اصحاب رشید کو پیش آیا کہ ترک رشید کے الانبار کی طرف پسپا ہونے کے وقت ٹوٹ پڑے نجوبہ نے بذریعۂ کشتی غربی جانب روانہ ہو کے الانبار کا پل کاٹ دیا، ہمراہیوں کی ایک جماعت بھی بذریعۂ کشتی گئی، رشید اُسی شب المحوّل چلا گیا، نجوبہ غربی جانب روانہ ہو کے پنجشنبہ کو عشا کے وقت بغداد پہنچ گیا، رشید بھی اسی شب ابن طاہر کے مکان پر پہنچ گیا، نجوبہ نے محمد بن عبداللہ کو بتایا کہ ترکوں کے الانبار جانے کے وقت اُس نے رشید سے کہلا بھیجا تھا کہ اُس کے پاس سو تیرانداز بھیج دے کہ انھیں مقدمۃ الجیش بنائے، رشید نے اس سے انکار کیا،

نجوبہ نے ابن طاہر سے یہ درخواست کی کہ کچھ تیرانداز سوار و پیادہ اُس کے ہمراہ کردے، اور بیان کیا کہ وہ لوگ اُسی مقام پر جانب غربی اطاعت کے ساتھ امیرالمومنین کے انتظار میں مقیم ہیں، جو ہوا اُس کے پھر پیش نہ آنے کا ذمہ دار ہے، ابن طاہر نے شاکریہ کے تین سو پیادہ و سوار اُس کے ساتھ کردیے۔ اور اُسے پانچ خلعت دیے، وہ ابن ہبیرہ کے محل جا کر وہاں تیاری کرنے لگا،

محمد بن عبداللہ نے الانبار کے لیے الحسین بن اسماعیل کو منتخب کیا اور اُس کے ہمراہ محمد بن رجاء الحضاری اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور رشید بن کاؤس اور محمد بن یحییٰ کو اور ایک اور جماعت کو روانہ کیا، اس جماعت کے ہمراہ جو نکلے اُس کو مال دینے کا حکم دیا، شاکریہ نے انکار کیا جو ملطیہ سے آئے تھے وہی ان لوگوں میں سب سے زیادہ تھے جن کی عطا چار مہینے سے بند تھی، اس لیے کہ اُن میں سے اکثر بغیر سواری کے تھے، انھوں نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے کہ ہم اپنے آپ کو طاقتور بنالیں اور سواری خرید لیں، جو عطا انھیں دی جاتی تھی وہ چار ہزار دینار تھی، پھر وہ لوگ چار مہینے کی عطا لے کے روانگی پر راضی ہوگئے، محمد بن عبداللہ کے دروازے پر حسین ایک مجلس میں بیٹھا لشکر کی درستی میں لگا رہا کہ لوگ اور اُس کے ساتھی مدینۂ ابوجعفر میں اُس کے سامنے ہوں، اُسی روز اُس نے اپنے خاص لشکر کی ایک جماعت کو

عطا دی، حسین اور افسران دفاتر اس کے بعد مدینۂ ابو جعفر گئے، تین مجلسوں میں اُن اہل لشکر کے لیے جو اُس کے ساتھ نکلیں عطا مقرر کی گئی، یہ سلسلہ ۱۰ رجمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو تمام ہوا،

دوشنبہ کے دن الحسین بن اسماعیل دار الخلافت میں بلایا گیا اس کے ساتھ سرداران ذیل تھے:
رشید بن کاؤس، محمد بن رجا، عبد اللہ بن نصر بن حمزہ، ارمس الفرغانی، محمد بن یعقوب برادر حزام، یوسف بن منصور بن یوسف البرم، الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی، الفضل بن محمد بن الفضل اور محمد بن ہرثمہ بن النضر بھی تھے، حسین کو خلعت دیا گیا، مرتبہ مقدم کر کے فوج ثانی میں کر دیا گیا، پہلے وہ فوج چہارم میں تھا، ان سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا، رشید بن کاؤس مقدمے پر کر دیا گیا محمد بن رجا ساقہ پر، الحسین مع اپنے ساتھیوں کے چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گیا، وصیف اور بغا کو یہ حکم دیا گیا کہ دونوں الحسین سے پہلے اس کی چھاؤنی پر چلے جائیں، عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن طاہر کے تمام سرداروں اور اس کے کاتبوں اور بنو ہاشم اور معززین نے الیاسریہ تک مشایعت کی، اہل لشکر کے لیے چھتیس ہزار دینار نکالے گئے، باقی لوگوں کے لیے اٹھارہ سو دینار چھاؤنی (الیاسریہ) بھیجے گئے،

پنجشنبہ کے دن مقدمۂ لشکر ایک ہزار پیادہ و سوار کی جماعت میں روانہ ہوا، اُس کے سردار عبد اللہ بن نصر اور محمد بن یعقوب تھے، وہ سب البثق میں اترے جو القاطوفہ کے نام سے مشہور ہے، ترکوں نے اپنی ایک جماعت المنصوریہ بھیج دی تھی جو بغداد سے پانچ فرسخ ہے، مغربیوں اور عیاروں میں سے قریب سو آدمی کے تھے، سات مغربیوں پر فتح ہوئی جو الحسین کے پاس بھیج دیے گئے اُس نے انھیں باب عامہ روانہ کر دیا،

الحسین ۲۳ رجمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو روانہ ہوا جس وقت نجوبہ و رشید کنارے ہٹ گئے اور ترک اور مغربی الانبار چلے گئے تو باشندگان الانبار امان کے لیے پکارنے لگے تھے، ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اُن کو پناہ دی گئی، اپنی دکانیں کھولنے، بازار لگانے اور دلجمعی کے ساتھ کام کرنے کا

حکم دیا گیا، اس حد تک انھیں ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اطمینان دلایا گیا، تسکین دی گئی اور امید دلائی گئی کہ اُن کے ساتھ وفا کی جائے گی، ایک شبانہ روز یہی صورت برقرار رکھی، یہاں تک کہ صبح ہوئی، باشندگانِ الانبار کے الانبار پر غلبے کے وقت اُن کے پاس چند کشتیاں الرقہ سے آئی تھیں جن میں آٹا تھا اور مشکیں تھیں جن میں روغن زیتون تھا، اُن لوگوں نے لے لیا، جتنے اونٹ اور گھوڑے اور گدھے اور خچر وہاں پائے سب جمع کر لیے اور سب کو مع اُس شخص کے جو انھیں پہنچا دے، امرا اپنے مکانات روانہ کر دیا، اور جو پایا لوٹ لیا، نجوبہ ورشید کے ساتھیوں اور اہل بغداد کے مقتولین کے سر اور جنھیں قید کیا تھا سب کو روانہ کر دیا، قیدی ایک سو بیس اور سر ستّر تھے قیدیوں کو اُن پالانوں میں لادا جن سے اُن کے سر نکال لیے تھے، یہاں تک کہ سامرا پہنچے، ترک الاسنانہ کے دہانے کی طرف گئے، پانی کے بند کو گھیر لیا کہ آپ فرات کو بغداد سے منقطع کر دیں، ایک شخص کو ال دے کے بند توڑنے کا آلہ لانے کو بھیجا، خریدتے وقت وہ پہچان لیا گیا، عوام الناس کی گالیوں اور مار پیٹ سے قریب تھا کہ موت کے کنارے تک پہنچ جائے، آخر ابن طاہر کے گھر لایا گیا، اُس سے اُس کے کام کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُس نے سچ سچ کہہ دیا پھر اُسے قید میں بھیج دیا گیا،

ابن طاہر نے الحارث نائب ابو السّاج کو روانہ کیا تھا، وہ مکّے کے راستے میں ابن ہبیرہ کے محل میں تھا، پانچ سو شاکریہ کے سوار بھی اُس کے ہمراہ تھے جو اُسی کے ساتھ آئے تھے، وہ قصر ابن ہبیرہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے ۷ جمادی الاولیٰ کو روانہ ہوا، ابن ابی دلف ہاشم بن القاسم دو سو سوار و پیادہ کی جماعت میں السیلحین روانہ کیا گیا کہ وہاں قیام کرے، جب الحسین الانبار روانہ ہوا تو ابن ابی دلف کو لکھا گیا کہ وہ الحسین کے لشکر سے مل کے الانبار جائے، بغداد میں الحسین اور مزاحم بن خاقان کے ساتھیوں میں منادی کی گئی کہ وہ اپنے سرداروں سے مل جائیں، الحسین روانہ ہو گیا، خالد بن عمران جو پہلے روانہ ہوا تھا دِممّا میں اُتر گیا، اُس نے نہر انق پر پُل باندھنے کا ارادہ کیا کہ اُس کے ساتھی

اُس پر سے گزر سکیں، ترکوں نے اُسے روکا، خالد بن عمران نے ایک جماعت پیادہ لشکر کی اُن کی طرف بھیجی جو اُن پر فتحمند ہوئے اور خالد نے پُل باندھ لیا، وہ اور اُس کے ساتھی اُس پر سے گذر گئے، الحسین دمم پہنچا، بیرون آبادی لشکر جمع کر کے چھاؤنی میں ایک دن قیام کیا، قریۂ دمم کے اوپر نہر رقیل اور نہر انق کے متصل ترکوں کے طلیعے ملے، الحسین نے اپنے ساتھیوں کو نہر کے کنارے صف بستہ کھڑا کر دیا، ترک اُس کے دوسرے کنارے قریب ایک ہزار آدمی کے تھے آپس میں تیر اندازی کرنے لگے، دونوں میں متعدد مجروح ہوئے، ترک الانبار واپس گئے،

نجوبہ ابن ہبیرہ کے محل میں مقیم تھا، وہ مع اپنے ہمراہی اعراب وغیرہ کے الحسین سے مل گیا، نجوبہ نے خط لکھا جس میں اپنے ہمراہیوں کے لیے مال مانگا تھا، اُن کے لیے تین ہزار دینار الحسین کی چھاؤنی بھیجنے کا حکم دیا گیا، الحسین کے پاس جنگ کے مصیبت زدوں کے لیے مال اور طوق اور کنگن اور رائج الوقت سکّے روانہ کیے گئے اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اتنے آدمیوں سے اُس کی مدد کی جائے گی کہ اُس کا لشکر دس ہزار ہو جائے، وعدہ پورا کرنے کو لکھا تو ابو السنا محمد بن عبدوس الغنوی اور الجحاف بن سواد کو مع ملطیین کے ایک ہزار سوار و پیادہ اور اُس لشکر کے جو مختلف سرداروں کی ماتحتی سے منتخب کیا گیا تھا روانگی کا حکم دیا گیا،

۲۸ جمادی الاولیٰ کو لوگوں نے اپنا زاد راہ لیا، ابو السنا اور الجحاف کے ہمراہ نہر کرخایا پر المحول روانہ ہو گئے، وہاں سے دمم گئے، الحسین نے اپنا لشکر موضع القطیعہ میں اُتارا جو اتنا وسیع تھا کہ لشکر کی پوری گنجائش اُس میں تھی، وہاں ایک دن اُس نے قیام کر کے الانبار کے قریب میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا، رشید اور دوسرے سرداروں نے مشورہ دیا کہ بوجہ گنجائش وحفاظت اُسی موضع میں اپنا لشکر اُتار دے اور وہ اور اُس کے سردار ایک چھوٹی سی جماعت میں تنہا جائیں، حالات اگر موافق ہوئے تو وہ اپنا لشکر منتقل کرنے پر قادر ہے، اور اگر اُس کے خلاف صورت پیش آئی تو اپنے لشکر واپس آ جائے، اُس نے یہ

رائے قبول نہ کی، وہاں سے چلنے پر برانگیختہ کیا، آخر روانہ ہو گئے، دونوں موضعوں کے درمیان دو فرسخ یا قریب دو فرسخ کے فاصلہ تھا،

جب اُس موضع میں پہنچے جہاں الحسین نے اُترنے کا ارادہ کیا تھا تو اُس نے سب لوگوں کو اُترنے کا حکم دیا، ترکوں کے جاسوس الحسین کے لشکر میں تھے، وہ ترکوں کے پاس گئے اور انھیں الحسین کا کوچ اور جس موضع میں وہ اترا لشکر کے لیے اُس کی تنگی کا حال بتایا، وہ ان کے پاس اس حالت میں آ گئے کہ یہ لوگ اپنا اسباب اُتار رہے تھے، اہل لشکر پریشان ہو گئے اور ہتھیاروں کے لیے پکارنے لگے، مقابلے میں صف باندھ کے کھڑے ہو گئے، دونوں فریق کے درمیان مقتول ہونے لگے، الحسین کے ساتھیوں نے اُن پر حملہ کیا مگر اُن پر ترکوں نے بڑی فتح حاصل کی، بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا، جماعت کثیر دریائے فرات میں غرق ہو گئی، ترکوں نے ایک جماعت گھاٹیوں میں پوشیدہ رکھی تھی بقیہ لشکر پر اُس پوشیدہ جماعت نے حملہ کر دیا، پھر تو اُن کے لیے سوائے فرات کے کوئی امن کی جگہ نہ تھی،

الحسین کے ساتھیوں میں سے خلق کثیر غرق اور ایک جماعت مقتول ہوئی، پیادہ فوج کی ایک جماعت اسیر ہوئی، سوار اپنے گھوڑوں کو مار کے بھاگ رہے تھے، کسی طرف پلٹ کے نہیں دیکھتے تھے، سردار انھیں پکار پکار کے واپس آنے کو کہہ رہے تھے، مگر اُن میں سے کوئی واپس نہ ہوا، محمد بن رجا اور رشید نے اُس روز بڑے بڑے کام کیے، جو شخص شکست کھا کے بھاگا اُس کے لیے سوائے الیاسریہ کے جو بغداد کے دروازے پر تھا کوئی امن کی جگہ نہ تھی، اپنے ساتھیوں کی حالت بھی سرداروں کے قابو میں نہ تھی، اس لیے انھیں اپنی جان کا خوف ہوا، واپسی کے ارادے سے اس طرح لوٹے کہ اپنے پس پشت کی حفاظت کر رہے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کا تعاقب کیا جائے، ترکوں نے الحسین کے لشکر کے خیموں اور تمام اسباب اور بازار والوں کے مال تجارت پر قبضہ کر لیا، کشتیوں میں جو ہتھیار الحسین کے ہمراہ تھے وہ بچ گئے اس لیے کہ ملاحوں نے اپنی کشتیاں بچا لیں، اُن کے ساتھ کشتیوں میں جو ہتھیار اور تجار کا مال تھا وہ محفوظ رہا،

ابن زنبور کاتب الحسین سے مذکور ہے کہ اُس نے الحسین کے لیے بارہ صندوق لیے تھے جس میں کپڑے اور شاہی مال تھا جس کی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی، قریب چار ہزار دینار کا اپنے لیے اور تقریباً سو خچر الحسین کے رضاکار الحسین اور اُس کے ہمراہیوں کے خیموں میں گھسے ہوئے تھے، وہ بھی بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کے الیاسریہ پہنچ گئے، زیادہ تر لوٹ ابوالسنا کے ہمراہیوں کے ساتھ ہوئی،

الحسین اور ہزیمت خوردہ لوگ ۲۶ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو الیاسریہ پہنچے، الحسین سے ایک تاجر ملا جو اُن لوگوں میں سے تھا جن کا مال اُس کے لشکر میں لٹا تھا تاجر نے اُسے دیکھ کے کہا کہ "سب تعریف اللہ کے لیے جس نے تیرا چہرہ روشن کیا کہ تو بارہ دن میں پستی سے بلندی کی طرف پہنچا اور ایک ہی دن میں بلندی سے پستی کی جانب واپس آگیا" الحسین اُسے ٹال گیا،

ابوجعفر نے بیان کیا کہ اُن خبروں میں سے جو الحسین بن اسماعیل اور اُس کے ساتھ کے اُن لشکر والوں اور سرداروں کے متعلق ہمیں پہنچیں جنھیں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سال الانبار اور اُس کے متصل کے شہروں کا قصد کرنے والے ترکوں اور مغربیوں کی جنگ کے لیے بغداد سے روانہ کیا تھا، ایک خبر یہ ہے کہ جب الحسین شکست کھا کے آیا تو اُس نے الیاسریہ میں ابن الحروری کے باغ میں قیام کیا، دوسرے شکست خوردہ جو آئے وہ الیاسریہ کے غربی جانب ٹھیر گئے، انھیں دریا عبور کرنے سے روکا گیا،

الحسین کی فوج کے اُن لشکر والوں میں جو بغداد میں آگئے تھے بغداد میں یہ منادی کی گئی کہ وہ الحسین سے اُس کی چھاؤنی میں ملیں، انھیں تین دن کی مہلت دی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ اُن میں سے جو شخص تین دن کے بعد بغداد میں پایا جائے گا اُسے تین سو تازیانے مارے جائیں گے اور دفتر سے اُس کا نام خارج کر دیا جائے گا، آخر وہ سب لوگ چلے گئے،

جس شب میں الحسین آیا اُسی شب میں خالد بن عمران کو یہ حکم ملا کہ وہ المحول میں اپنے ساتھیوں کا لشکر جمع کرے، اسی شب اُس کے ساتھیوں کو جو السرج میں تھے عطائیں دے دی گئیں، اُن ساتھیوں میں جو المحول میں تھے اُس سے مل جانے کا

اعلان کیا گیا، قدیم رضاکار جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے سبب سے کوفے میں بھرتی کئے گئے تھے پانچ سو تھے، خالد کے اعوان و انصار قریب ایک ہزار کے تھے۔ ان سب میں بھی یہی اعلان کیا گیا، سب لوگ ۷ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو وہاں جمع ہو گئے،

ابن طاہر نے اُس شب کی صبح میں جس میں الحسین پہنچا تھا شاہ بن میکال کو یہ حکم دیا کہ وہ اس سے ملے اور اُسے بغداد میں داخل ہونے سے روکے، شاہ اُس سے راستے میں ملا، اُسے ابن الحروری کے باغ واپس کر دیا، لوگ دن بھر وہاں مقیم رہے، جب رات ہوئی تو ابن طاہر کے گھر گئے، ابن طاہر نے ڈانٹا اور الیاسریہ واپس جانے کا حکم دیا کہ اُن لشکروں کے ساتھ الانبار جائے جو وہاں بھیجے گئے ہیں، الحسین اُسی شب الیاسریہ چلا گیا۔ ابن طاہر نے لشکر والوں کو ایک مہینے کا خرچ دینے کے لیے بیت المال سے درخواست کی، نو ہزار دینار روانہ کیے گئے، دیوان عطا اور دیوان عرض کے کاتب بھی تقسیم کے لیے الیاسریہ چلے گئے،

۷ جمادی الآخرہ جمعہ کا دن ہوا تو خالد بن عمران ہلایا کے پُل پر سے روانہ ہوا جو پانی کے بند کی جگہ ہے، قریب بیس کشتیاں روانہ ہوئیں، عبید اللہ بن عبد اللہ اور احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد سوار ہو کے الحسین بن اسماعیل کے لشکر گئے جو الیاسریہ میں تھا، الحسین اور اُس کے سرداروں کو المستعین کی جانب سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اُن کی ترک طاعت کی اور جس نافرمانی اور ترک اعانت کا انھوں نے ارتکاب کیا تھا اُس کی تشریح تھی، یہ فرمان اس طرح سنایا جا رہا تھا کہ لشکر مقیم تھا اور گشت کرنے والے اُس میں گشت کر رہے تھے کہ دریافت کریں کہ ہر سردار کی ماتحتی میں سے کون کون قتل ہوا اور کون کون غرق ہوا، اپنے لشکر سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا جو خالد کی معیت میں ہلایا کے بند پر تھا، وہ نکلے، اُن کے پاس الانبار کے کسی سردار کا خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ ترکوں میں دو سو سے زیادہ مقتول ہوئے اور قریب چار سو کے مجروح، کُل قیدی جو ترکوں نے بغدادی لشکر اور پیادہ رضاکاروں میں سے گرفتار کیے دو سو بیس آدمی ہیں، مقتولین کے سر شمار کیے تو ستّر پائے،

لوگوں نے اہل بازار کی ایک جماعت گرفتار کر لی تھی جو ابو نصر سے چلا کے

کہنے لگے کہ ہم تو بازار والے ہیں، اُس نے کہا کہ اُن کی ہمراہی کے متعلق تمھارا کیا جواب ہے (یعنی تم دشمن کی فوج کے ساتھ کیوں تھے) انھوں نے کہا کہ ہم مجبور کیے گئے اس سبب سے نکلے، اُن میں سے جو بازاریوں کے مشابہ تھے وہ رہا کر دیے گئے، قیدیوں کو القطیعہ میں قید کرنے کا حکم دیا گیا،

شاہی خچروں کے داروغہ سے مذکور ہے کہ کل شاہی خچر جو لوٹے گئے ایک سو بیس تھے۔

۱۸ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو الحسین نے کوچ کیا، خالد بن عمران کو جو بند پر مقیم تھا یہ لکھا کہ پہلے کوچ کر کے اُس کے آگے چلے، خالد نے اس سے انکار کیا کہ وہ اُس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا جب تک کوئی دوسرا سردار بڑے لشکر کے ساتھ آکر اُس کی جگہ پر نہ ٹھیرے کیونکہ اُسے یہ اندیشہ ہے کہ ترک اپنے لشکر سے قطربل کی طرف سے اُس کے پیچھے آجائیں گے،

ابن طاہر نے مال کا حکم دیا جو الحسین ابن اسماعیل کو اپنے تمام لشکر کو ایک مہینے کی عطا دینے کے لیے بھیج دیا گیا کہ دمم میں انھیں تقسیم کر دیا جائے، یہ بھی حکم دیا کہ کاتب اور الحسین کے ساتھیوں کے عارض (یعنی اُن کی تنخواہ تقسیم کرنے والے اور تفصیل بتانے والے) اس مال کے ہمراہ وہیں چلے جائیں، فوج کی تنخواہوں کا اور لشکر کو دینے کا کام دیوان الخراج کی جانب سے الفضل بن منظر السبیعی کے سپرد کیا مال السبیعی کے ہمراہ الحسین کی چھاؤنی بھیج دیا گیا کہ جب حسین چلے تو سبیعی بھی ساتھ ہی ساتھ چلے،

بعض کا بیان ہے کہ الحسین نے شب چار شنبہ ۲۰ جمادی الآخرہ آدھی رات کے وقت کوچ کیا، اُس کے لشکر والے چار شنبہ کو اُس کے پیچھے روانہ ہوئے، ساتھیوں میں اُس سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا، وہ دمم پہنچا اور ارادہ کیا کہ نہر انق پر پل باندھ کے اُس پر سے عبور کرے، مگر ترکوں نے اُسے روکا، اُس نے پیادہ لشکر کی ایک جماعت اُن کے مقابلے میں اُس پار بھیجی، انھوں نے اُس سے جنگ کی یہاں تک کہ فتحمند ہوئے، خالد نے پل باندھا، اُس کے ساتھی پار ہوئے، محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کو کچھ زبانی کہہ کر روانہ کیا

کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہ طوق اور کنگن بھی بھیجے گئے، محمد بن عبد اللہ اپنے مکان واپس گیا،

۸ رجب یوم شنبہ کو ایک آدمی الحسین کے پاس آیا اور اُسے یہ خبر دی کہ ترکوں کو دریائے فرات کے وہ چند مقامات بتا دیے گئے ہیں جہاں کا پانی الحسین کے لشکر میں جاتا ہے، اُس نے اُس آدمی کو دو سو تازیانے مارنے کا حکم دیا، پانی کے مقامات پر (جہاں سے لشکر کو پانی پہنچتا ہے) اپنے ایک سردار کو جس کا نام الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی تھا مع سو پیادہ اور سو سوار کے مقرر کر دیا، الحسین کو ترکوں کی پہلی جماعت کا علم ہوا تو وہ اُن پر نکلا، اُن میں سے چودہ سردار آئے تھے، تھوڑی دیر الحسین کے ساتھیوں نے قتال کیا،

الحسین نے پل پر ابو السنا کو محافظ مقرر کر کے حکم دیا تھا کہ شکست کھا کے بھاگنے والے کو اُس پر سے گزرنے سے روکے، ترک پانی کے مقام پر آئے، پہرہ دیکھا تو اُسے عمداً چھوڑ گئے، دوسرے گھاٹ پر گئے جو اس پہرے والے کے پیچھے تھا۔ اُن سے وہ لوگ قتال کرنے لگے، الحسین بن علی بھی ٹھیر گیا اور قتال کرنے لگا، الحسین بن اسماعیل کو اطلاع دی گئی تو اُس نے اُس طرف کا قصد کیا وہ اُس کے پاس نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ وہ اور اُس کے ہمراہ خالد بن عمران اور اُس کے ساتھی شکست کھا کے بھاگے، ابو السنا نے اُنھیں پل پر گزرنے سے روکا، پیادے اور خراسانی واپس ہوئے اور اپنے آپ کو دریائے فرات میں ڈال دیا جو اچھی طرح تیرنا جانتے تھے بچ گئے، باقی ڈوب مرے، بچنے والوں نے برہنہ ہو کے نجات پائی اور ایسے جزیرے کی طرف نکل گئے جو ساحل کے قریب نہ تھا کیونکہ ساحل پر ترک تھے،

الحسین کے کسی لشکری نے بیان کیا کہ الحسین بن علی الارمنی نے الحسین بن اسمٰعیل سے کہلا بھیجا کہ ترک پانی کے مقام پر آگئے، وہ قاصد اُس کے پاس آیا تو اُس سے کہا گیا کہ امیر (یعنی الحسین بن اسماعیل) سو رہا ہے،

قاصد واپس گیا اور اُسے اطلاع دی، اُس نے دوبارہ واپس کیا تو دربان نے کہا کہ امیر بیت الخلا میں ہے،

پھر واپس ہوا اور اُسے خبر کر دی، اُس نے سہ بارہ قاصد کو بھیجا تو کہا کہ بیت الخلا سے نکل کے پھر سو گیا،

آخر صبح کی روشنی بلند ہوگئی، ترک پار آ گئے اور الحسین ایک چھوٹی کشتی یا مچھلی کے شکار کی کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر گیا، خراسانیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی جنھوں نے اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک دیے تھے اور برہنہ ساحل پر بیٹھے تھے،

ترکی جھنڈے والے چلے، اُنھوں نے اپنے جھنڈے الحسین بن اسماعیل کے خیمے پر لگا دیے اور بازار پر قبضہ کر لیا، اکثر کشتیاں روانہ ہوگئیں تو بچ گئیں سوائے اُن کشتیوں کے جو وہاں مقرر تھیں، ترک الحسین کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے، انھیں تہ تیغ کیا، قریب دو سو کے قتل و قید کیے، بہت سی مخلوق غرق ہوگئی، الحسین اور شکست خوردہ لوگ آدھی رات کو بغداد پہنچے، بقیۂ شکست خوردہ دن میں پہنچے جن میں مجروح بہت تھے، وہ لوگ آدھے دن تک اس طرح آگے پیچھے برابر آتے رہے کہ برہنہ تھے اور اُن کے جسم کا اکثر حصہ مجروح تھا، الحسین کے سرداروں میں سے ابن یوسف البرم وغیرہ گم تھا، اُس کا خط آیا کہ مفلح کے قریب ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے، الحسین کی دوسری جنگ کے قیدیوں کا شمار ایک سو ستر سے کچھ زیادہ ہے اور مقتول ستو ہیں وہ گھوڑے جو اُن کے قبضے میں ہیں قریب دو ہزار ہیں اور دو سو خچر ہیں اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ ایک لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ہیں،

الہندمانی نے الحسین بن اسماعیل کے بارے یہ اشعار کہے:-

اے قتال سے بھاگنے میں سب سے زیادہ مضبوط رائے رکھنے والے — تو نے پاکی کو ناپاکی سے ملا دیا۔

تو نے ترکوں کی تلوار اس کھینچی ہوئی دیکھیں، — حالانکہ تو جانتا تھا کہ ترکوں کی تلوار کی قدر کتنی ہے،

تو ذلت و نقصان کے ساتھ ڈھکیلا ہوا آ گیا، — حالانکہ کامیابی عاجزی و اضطراب میں جاری ہے،

اسی سال جمادی الآخرہ میں بغداد کے کاتبین اور بنی ہاشم کی ایک جماعت المعتز سے مل گئی، سرداروں میں سے مزاحم بن خاقان ارطوج کاتبین میں سے

عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح، یعقوب بن اسحاق، نماری، یعقوب بن صالح بن مرشد، منقلہ، مزاحم بن یحییٰ بن خاقان کا ایک لڑکا، بنی ہاشم میں سے علی اور محمد فرزندان الواثق، محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن جعفر اور محمد بن سلیمان عبد الصمد بن علی کے فرزندوں میں سے تھے،

اسی سال محمد بن خالد بن یزید اور محمد مولد جو خالص عرب نہ تھا اور ایوب بن احمر کے درمیان السکیر میں جو بنی تغلب کی زمین میں ہے جنگ ہوئی جس میں فریقین کی بڑی جماعت مقتول ہوئی، محمد بن خالد بھاگ گیا دوسروں نے اس کا سامان لوٹ لیا، ایوب نے آل ہارون بن معمر کے مکانات منہدم کر دیے، اُن کے مردوں میں سے جو ملا قتل کر دیا،

اسی سال بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مطمورہ فتح ہوا بہت سا مال غنیمت ملا، کفار کی ایک جماعت قید ہوئی، اس کے متعلق المستعین کو ایک عریضہ ملا جس کی تاریخ ۲۷ ربیع الآخر سنہ ۲۵۱ھ یوم دوشنبہ تھی،

اسی سال ۲۲ رجب یوم شنبہ کو محمد بن رجاء اور اسماعیل بن فراشہ اور جُعلان ترک کے درمیان علاقۂ بادرایا و باکسایا میں جنگ ہوئی، ابن رجاء و ابن فراشہ نے جعلان کو شکست دی، دونوں نے اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا،

اسی سال رجب میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے دیوداد ابو الساج اور بایکباک کے درمیان علاقۂ جرجرایا میں جنگ ہوئی جس میں ابو الساج نے بایکباک کو قتل کر دیا، اُس کے آدمیوں میں سے ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کر لیا، ایک جماعت النہروان میں غرق ہو گئی،

اسی سال نصف رجب کو بغداد کے عباسی بنی ہاشم جمع ہو کے اُس جزیرے گئے جو محمد بن عبد اللہ کے مکان کے سامنے ہے، المستعین کو پکارنے اور محمد ابن عبد اللہ کو بُری بُری گالیاں دینے لگے کہ ہماری تو عطائیں بند کر دی گئی ہیں اور مال اُن اغیار کو دیا جا رہا ہے جو اُس کے مستحق بھی نہیں، ہم لوگ بھوکے اور دُبلے ہو کے مر رہے ہیں ہمارے وظیفے ہمیں دیتا ہے تو دے ورنہ ہم لوگ دروازوں کا رُخ کریں گے اور اُنھیں کھول کے ترکوں کو اندر بلا لیں گے، پھر اہل بغداد میں سے کوئی شخص ہماری مخالفت بھی

نہ کر سکے گا۔"

کشتی پر شاہ بن میکیال اُن کے پاس آیا، اُن سے گفتگو کی، اُن کی خوشامد کرنے لگا کہ اُن میں سے تین آدمی کشتی پر اُس کے ہمراہ چلیں کہ وہ اُنھیں ابن طاہر کے پاس پہنچا دے، اُنھوں نے اُس سے انکار کیا اور سوائے محمد بن عبد اللہ کو گالی دینے اور شور مچانے کے اور کسی بات پر راضی نہ ہوئے، شاہ اُن کے پاس سے واپس آگیا، وہ لوگ رات کے قریب تک اسی حالت میں رہے، اس کے بعد واپس چلے گئے، دوسرے روز پھر جمع ہوئے، محمد بن عبد اللہ نے اُن کے پاس کسی کو بھیجا اور دوشنبہ کو دار الخلافت میں حاضر ہونے کو کہا کہ کسی کو اُن سے گفتگو کرنے کا حکم دے، وہ دار الخلافت گئے، محمد بن داؤد طوسی اُن سے گفتگو کے لیے مامور ہوا، اُس نے اُنھیں ایک مہینے کا وظیفہ دیا کہ یہ لے لیں، اور خلیفہ کو اس سے زیادہ کی تکلیف نہ دیں، اُنھوں نے ایک مہینے کا وظیفہ لینے سے انکار کیا اور واپس چلے گئے۔

اسی سال کوفے میں طالبیین میں سے ایک صاحب نکلے جن کا نام الحسین بن محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھا، اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو قائم مقام بنایا جن کا نام محمد بن جعفر بن الحسین بن جعفر بن الحسین بن حسن اور کنیت ابو احمد تھی۔ المستعین نے مزاحم بن خاقان ارطوج کو روانہ کیا، علوی کوفے کے دیہات میں تین سو بنی اسد اور تین سو جارودیہ و زیدیہ کے آدمیوں کے ساتھ تھے، اُن میں کے اکثر لوگ صوفی تھے، اُس زمانے میں کوفے کا عامل احمد بن نصر بن مالک الخزاعی تھا، علوی نے احمد بن نصر کے ساتھیوں میں سے گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں کوفے کے لشکر کے چار آدمی تھے۔ احمد بن نصر ابن ہبیرہ کے محل بھاگ گیا، پھر وہ اور ہشام بن دُلف مجتمع ہو گئے، ابو دلف کوفے کے کسی دیہات کے قریب تھا، جب مزاحم قریۂ شاہی تک پہنچا تو اُسے وہاں قیام کرنے کو لکھا گیا کہ وہ علوی کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو اُن کو مطیع بنا کے واپس لائے، اُس نے داؤد بن القاسم الجعفری کو روانہ کیا اور کچھ مال کا حکم دیا، وہ روانہ ہو گیا، مزاحم کو داؤد کی خبر ملنے میں دیر ہوئی تو قریۂ شاہی سے کوفے چلا گیا، وہاں پہنچ کر علوی کا ارادہ کیا مگر

وہ جا چکے تھے، تلاش میں ایک سردار کو روانہ کیا، کبوتروں کی ڈاک کا انتظام تھا اسی ذریعے کوفہ فتح کرنے کا حال لکھ بھیجا،

مذکور ہے کہ اہل کوفہ نے مزاحم کے آنے کے وقت علوی کو اس کے قتال پر برانگیختہ کیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، علوی فرات کے غربی جانب نکلے، مزاحم نے اپنے ایک سردار کو فرات کے شرقی جانب روانہ کر کے حکم دیا کہ کوفے کے پل کو عبور کرلے، پھر لوٹے، سردار اس کام کے لیے روانہ ہوا، مزاحم نے اپنے بعض ہمراہیوں کو یہ حکم دیا کہ قریۂ شاہی میں فرات کے دہانۂ آب پر بذریعۂ کشتی جائیں، آگے بڑھ کے اہل کوفہ سے جنگ کریں، اور مقابلے میں صف بستہ ہو جائیں، وہ روانہ ہوئے، مزاحم بھی ساتھ چلا، اس نے فرات کو اس طرح عبور کیا کہ اپنا اسباب اور اپنے بقیہ ساتھی پیچھے چھوڑ گیا، جب اہل کوفہ نے انھیں دیکھا تو جنگ شروع کر دی، مزاحم کا سردار ان کے پاس پہنچ گیا تو اس نے ان کے پیچھے سے قتال شروع کر دیا اور مزاحم نے ان کے سامنے سے، سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے، ان میں سے کوئی نہ بچا،

ابن الکردیہ سے مذکور ہے کہ مزاحم کے کوفے میں داخل ہونے سے قبل اس کے ساتھیوں میں سے تیرہ آدمی مقتول ہوئے، زیدیہ کے سوفیوں میں سے سترہ آدمی، اور اعراب میں سے تین سو آدمی، مزاحم کوفے میں داخل ہوا تو اس پر پتھر پھینکے گئے، اس نے کوفے کے دونوں جانب آگ لگا دی، سات بازار جلا دیئے، یہاں تک کہ آگ السبیع تک پہنچ گئی، اس مکان پر چڑھائی کی جس میں وہ علوی تھے، پہلے تو وہ فرار ہو گئے پھر گرفتار کر کے لائے گئے، اس جنگ میں ایک علوی کام آئے، بیان کیا گیا ہے کہ جتنے علوی کوفے میں تھے سب قید کر لیے گئے اور بنی ہاشم بھی قید کر لیے گئے، وہ علوی انھیں میں سے تھے،

ابو اسماعیل علوی سے مذکور ہے کہ مزاحم نے کوفے میں ایک ہزار مکان جلا دیے، اس نے ان کے ایک آدمی کی لڑکی کو گرفتار کیا اور اسے بہت ڈانٹا،

مذکور ہے کہ مزاحم نے علوی کی باندیاں گرفتار کر لیں جن میں ایک آزاد عورت بھی ملی ہوئی تھی، انھیں اس نے مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور ان پر نیلام کے لیے بولی بولنے لگا،

اسی سال نصف رجب کو المعتز کی جانب سے مزاحم کے پاس ایک فرمان آیا جس میں اُسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور اُس سے اور اُس کے ساتھیوں سے وعدہ تھا کہ جو چاہیں ملے گا، مزاحم نے وہ فرمان اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا، ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں نے اُس کو قبول کر لیا، شاکریہ نے انکار کر دیا، مزاحم مطیع جماعت کے ہمراہ المعتز کے پاس چلا گیا، وہ قریب چار سو آدمی کے تھے، ابو نوح مزاحم سے پہلے سامرا آچکا تھا، اُسی نے اُسے فرمان بھیجنے کا مشورہ دیا تھا، مزاحم الحسین بن اسماعیل کا منتظر تھا، جب الحسین کو شکست ہوئی تو وہ بھی سامرا چلا گیا، المستعین نے کوفہ فتح کرنے پر مزاحم کو دس ہزار دینار اور پانچ خلعت اور ایک تلوار روانہ کی تھی، قاصد یہ سب لے کے اُس کے پاس روانہ ہوا، اُس نے لشکر کو جو مزاحم کے ساتھ تھا راستے میں پایا، سب لوگ ایک ساتھ پلٹ کے محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر گئے اور مزاحم کے واقعات سے اُس کو اطلاع دی، لشکر اور شاکریہ میں الحسین بن یزید الحرانی کا قایم مقام اور ہشام بن ابی دُلف اور الحارث خلیفۂ ابو الساج بھی تھا، ابن طاہر نے یہ حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو تین تین خلعت دیے جائیں،

مذکور ہے کہ ہی علوی اسی سال آخر جمادی الآخرہ میں نینوئی میں ظاہر ہوئے تھے اعراب کی ایک جماعت ساتھ ہو گئی تھی، اُن میں وہ قوم بھی تھی جو ۲۵۰ھ میں یحییٰ بن عمر کے ساتھ نکلی تھی، ہشام بن ابی دُلف اُس علاقے میں آیا تھا تو علوی قریب پچاس آدمی کی ایک جماعت کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑے، ہشام نے شکست دی، ایک جماعت کو قتل کر دیا بیس آدمیوں اور لڑکوں کو قید کر لیا، وہ علوی کوفہ بھاگ گئے، وہاں پوشیدہ رہے، اس کے بعد نکلے، قیدی اور مقتولین کے سر بغداد بھیج دیے گئے، اُن میں سے وہ پانچ شخص پہچانے گئے جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے ساتھیوں میں سے تھے، وہ رہا کر دیے گئے، محمد بن عبد اللہ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے رہا ہونے کے بعد دوبارہ خروج کیا اُسے پانچ سو تازیانے مارے جائیں، جمادی الآخرہ کے آخر دن اُنھیں تازیانے مارے گئے،

مذکور ہے کہ جب ابو الساج کے وہ خطوط جو بایکباک سے اُس کی جنگ کے متعلق تھے

اسی سال ۱۸ر رجب کو آئے تو دس ہزار دینار بطور اُس کی امداد کے اور ایک خلعت جس میں پانچ پارچے تھے اور ایک تلوار اُسے بھیجی گئی،

اسی سال جیساکہ بیان کیا گیا ہے منکجور بن حیدروس اور ترکوں کی ایک جماعت کے درمیان مدائن کے دروازے پر جنگ ہوئی جس میں منکجور نے انھیں شکست دی اور اُن کی ایک جماعت کو قتل کر دیا،

اسی سال موسم گرما میں بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں اُسے جیساکہ بیان کیا گیا ہے بہت سی فتح حاصل ہوئی،

اسی سال یحییٰ بن ہرثمہ اور ابو الحسین بن قریش کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، ابو الحسین بن قریش کو شکست ہوئی،

۱۲ر شعبان یوم پنجشنبہ کو باب بغواریا میں ترکوں اور ابن طاہر کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی، اس کا سبب یہ ہوا کہ باب بغواریا کا محافظ ابراہیم بن محمد بن حاتم اور سردار فوج النسادی مع تین سو سوار و پیادہ کے تھا، ترک اور مغربی بڑی جماعت کے ساتھ آئے، فصیل میں دو جگہ نقب لگا کے اندر گھس آئے، النسادی نے اُن سے قتال کیا، انھوں نے اُسے شکست دی اور باب الانبار چلے گئے جہاں ابراہیم بن مصعب اور ابن ابی خالد اور ابن اسد بن داؤد سیاہ محافظ تھے، وہ لوگ اُن کے باب بغواریا میں داخل ہونے سے بےخبر تھے، انھوں نے اُن سے سخت قتال کیا، فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی، اہل بغداد میں سے جو لوگ باب الانبار پر تھے وہ اس طرح بھاگے کہ کسی چیز کو پلٹ کے بھی نہ دیکھا، ترکوں اور مغربیوں کے باب الانبار میں آگ لگا دی، وہ جل گیا اور جتنی منجنیقیں اور سنگباری کے آلات باب الانبار پر تھے سب جلا دیے، بغداد میں داخل ہو کے باب الحدید اور قبرستان رہینہ تک پہنچ گئے، قریب قریب جو کچھ اُن کے آگے اور پیچھے تھا سب جلا دیا اور اُن دکانوں پر اپنے جھنڈے نصب کر دیے جو اُس مقام کے قریب تھیں، لوگ اس طرح بھاگے کہ کوئی اُن کے مقابلے میں نہ ٹھیرا، یہ واقعہ صبح کی نماز کے وقت ہوا تھا، ابن طاہر سرداروں کے پاس گیا، مسلح ہو کے سوار ہوا، باب ورب صالح المسکین پر ٹھیر گیا، سردار اُس کے پاس آ گئے، انھیں باب الانبار

اور باب بغوار یا اور ان تمام دروازوں کی طرف روانہ کیا جو غربی جانب تھے ان دروازوں کو آدمیوں کے ذریعے سے محفوظ کر دیا، بغا اور وصیف بھی سوار ہوئے، بغا اپنے ساتھیوں اور لڑکے کے ہمراہ باب بغوار یا روانہ ہوا، شاہ بن میکال، العباس بن قارن، الحسین بن اسماعیل، اور عیار باب الانبار گئے، تو یہ لوگ دروازے کے اندر ترکوں سے ملے، العباس بن قارن نے ان پر سبقت کی، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس نے ایک ہی مقام میں ترکوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، ان کے سر ابن طاہر کے دروازے پر روانہ کر دیے، ان دروازوں پر لوگوں کی کثرت ترکوں سے زیادہ ہو گئی، ان لوگوں نے ترکوں کو دفع کیا اور ان کی ایک جماعت کے مقتول ہونے کے بعد انھیں نکال دیا، بغا الشرابی جماعت کثیر کے ساتھ باب بغوار یا کی طرف نکلا تھا، اس نے ترکوں کو غافل پایا، ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا، باقی لوگ بھاگ کے اس دروازے سے نکل گئے، بغا ان سے عصر تک برابر جنگ کرتا رہا، انھیں شکست ہوئی، وہ بھاگ گئے، بغا اس دروازے پر محافظ مقرر کر کے باب الانبار واپس آیا اور اینٹ چونہ بھیجنے کا انتظام کیا، دروازے کی نقب کے بند کرنے کا حکم دیا، اور اسی دن باب الشماسیہ پر بھی نہایت شدید جنگ ہوئی تھی جس میں فریقین کی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بڑی جماعت مقتول ہوئی، دوسرے لوگ مجروح ہوئے، اس دن جس نے ترکوں سے قتال کیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یوسف بن یعقوب قوصرہ تھا،

اسی سال محمد بن عبداللہ نے المظفر بن سیسل کو یہ حکم دیا کہ وہ الیاسریہ میں لشکر جمع کرے، جمعیت فراہم کر کے وہ الکناسہ چلا گیا، الاشروسنی ملا تو اس نے فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا، شاکریہ کے آدمیوں کو اس کے ساتھ کر دیا کہ المظفر بھی انھی کے ساتھ شامل ہو جائے، الکناسہ میں چھاؤنی قائم کرے، دونوں کا حال ایک ہی رہے، اور اس علاقے کا انتظام کرے، وہ دونوں اس جگہ ایک زمانے تک رہے، اشروسنی نے مظفر کو حکم دیا کہ ترکوں کا حال دریافت کرے کہ ان کے معاملے میں جیسا مناسب سمجھے تدبیر کرے، مظفر نے اس سے انکار کیا، ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت لکھ بھیجی، اور مظفر نے لکھا کہ وہ الکناسہ کے قیام سے مستعفی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ جنگ کا اہل نہیں ہے، اس کا استعفا منظور ہو گیا اسے واپسی کا اور اپنے گھر ہی میں

رہنے کا حکم دیا گیا، لشکر و بہادران لشکر سب کے سب اشروسنی کے سپرد کر دیے گئے، منظفر کے بہادروں کی جمعیت بھی اُسی کے ساتھ شامل کر دی گئی؛ اُس علاقے کا وہ تنہا سردار بنا دیا گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں ہشام بن ابی دلف اور علوی بیرون نینوئی مل گئے، ہمراہ بنی اسد کا بھی ایک آدمی تھا، انھوں نے قتال کیا جس میں علوی کے ساتھیوں میں سے جیساکہ بیان کیا گیا ہے تقریباً چالیس آدمی مارے گئے، دونوں جدا ہو گئے، وہ علوی کوفے چلے گئے اور معتز کے لیے وہاں کے باشندوں سے بیعت لینے لگے، ہشام بن ابی دلف بغداد چلا گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں ترکوں اور ابو الساج کے درمیان علاقہ جرجرایا میں ایک جنگ ہوئی جس میں ابو الساج نے انھیں شکست دی، اُن کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور دوسری جماعت کو قید کر لیا،

۲۹ ر رمضان کو اشروسنی قتل کر دیا گیا، اُس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ابو نصر بن بغا جب الانبار اور اُس کے قریب وجوار پر غالب آ گیا اور اُس علاقے سے ابن طاہر کے لشکروں کو شکست دے کے وہاں سے نکال دیا تو اُس نے اپنے لشکر اور اپنے آدمی جانب غربی بغداد کے اطراف میں پھیلا دیے، ابن ہبیرہ کے محل کی طرف چلا گیا، وہیں ابن طاہر کی جانب سے نجوبہ بن قیس بھی تھا، پھر وہ بے لڑے بھڑے بھاگ گیا، ابو نصر نہر صرصر چلا گیا، ابن طاہر کو اُس جنگ کی خبر ملی جو ابو الساج اور ترکوں کے درمیان جرجرایا میں ہوئی تھی، اُس نے اشروسنی کو ابو الساج کے ساتھ شامل ہونے اور مع اپنے ہمراہیوں کے اُس کے پاس جانے کو بلایا، ۲۸ ر رمضان یوم سہ شنبہ کی صبح کو وہ مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا، دن بھر چلا اور صبح کو مدائن پہنچا، وہاں اُس کی آمد ترکوں کی آمد کے ساتھ ہوئی، مدائن میں ابن طاہر کے سردار اور آدمی بھی تھے، اُن سے ترکوں نے قتال کیا، ابن طاہر کے آدمیوں کو شکست ہوئی، وہاں جو سردار تھے ابو الساج سے مل گئے، اشروسنی نے بھی شدید جنگ کی، ابن طاہر کے آدمیوں کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے ابو الساج کے پاس جانے کو چلا ہی تھا کہ لوگوں نے اُسے پا لیا اور وہ قتل کر دیا گیا،

ابن القواریری سے کہ ایک سردار تھا مذکور ہے کہ میں اور ابوالحسین بن ہشام بغداد کے دروازے پر مقرر تھے، منکجور باب ساباط پر تنہا مقرر تھا، اُس کے دروازے کے قریب مدائن کی دیوار میں ایک درز تھی، میں نے منکجور سے اُس کے بند کرنے کی درخواست کی، اُس نے انکار کیا، ترک اُسی درز سے گھس آئے اور اُس کے ساتھی منتشر ہو گئے، قریب دس آدمی کے باقی رہے، اشروسنی خود اور اُس کے ساتھی آئے تو اشروسنی نے ظاہر کیا کہ میں امیر ہوں، میں سوار ہوں، اور میرے ہمراہ اور بھی سوار ہیں، ہم لوگ ساحل پر جا رہے ہیں، پیادے کشتیوں پر ہیں، اُس نے تھوڑی دیر ترکوں کی مدافعت کی، پھر وہ خود ابوالساج کے یا اُس علاقے کے ارادے سے چلا اور اُس کا لشکر بدستور کشتیوں میں رہا، میں (ابن القواریری) اس کے بعد پورے ایک گھنٹے تک ٹھیرا رہا، میرے زیر ران ایک زرکار زیوروں سے مرصع گھوڑا تھا، میں ایک نہر کی طرف چلا گیا، ترکوں کو میری اطلاع ہو گئی، میں گھوڑے سے اُتر گیا، اُنھوں نے میرا ارادہ کیا کہ سنہری گھوڑے والے کو پکڑو، میں نہر سے پیادہ نکلا، اپنے ہتھیار بھی پھینک دیے تھے، آخر بچ گیا، ابن القواریری اور اس کے ساتھیوں سے ابن طاہر ناخوش ہوا اور اُنھیں اپنے گھروں ہی میں رہنے کا حکم دیا، اشروسنی غرق ہو گیا،

اسی سال ۱۴ر شوال کو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنے اُن تمام سرداروں کو جمع کیا جو بغداد کے دروازوں پر محافظ مقرر تھے، اُن سب سے معاملات میں مشورہ لیا، جتنی ہزیمتیں اُن پر نازل ہوئیں اُن سے اُنھیں آگاہ کیا، سب نے اُس کی مرضی کے موافق جان و مال دینے کا یقین دلایا، اُس نے جزائے خیر کی دعا دی اور اُنھیں المستعین کے پاس لے گیا، خلیفہ کو اُس گفتگو سے جو اُس نے اُن سے کی اور اُس جواب سے جو اُنھوں نے اُسے دیا آگاہ کیا، المستعین نے اُن لوگوں سے کہا کہ اے گروہ سرداران! اگر میں اپنی ذات یا اپنی سلطنت کے لیے قتال کروں تو تم لوگ میرے ساتھ قتال نہ کرو، میں صرف تمھارے مال اور تمھارے عام لوگوں کے لیے قتال کرتا ہوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ترکوں اور اُن کے مشابہ لوگوں کے آنے سے پہلے تمھارے معاملات تمھاری طرف

پھیر دے، لہذا تم پر خیر خواہی اور اُن نافرمانوں کے قتال میں کوشش واجب ہے، انھوں نے اچھا جواب دیا، انھیں جزائے خیر کی دعا دی، اور اپنے مرکز پر واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس چلے گئے،

اسی سال ذی القعدہ کے چند روز گزرنے کے بعد یوم دوشنبہ کو اہل بغداد کی وہ جنگ عظیم ہوئی جس میں انھوں نے ترکوں کو شکست دی اور اُن کے لشکر کو لوٹ لیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ بغداد کے دونوں جانب کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور پتھر مارنے کے آلات تمام دروازوں پر نصب کر دیئے گئے، شبارات یعنی مسلح چھوٹی چھوٹی جنگی کشتیاں دجلے میں چھوڑ دی گئیں، اُن کشتیوں سے تمام لشکر باہر نکل آیا، ابن طاہر اور بغا اور وصیف جس وقت دونوں فریق جنگ میں مشغول تھے اور جنگ بڑی شدت سے جاری تھی نکل کر باب القطیعہ گئے پھر بذریعہ کشتی باب الشماسیہ گئے، ابن طاہر ایک خیمے میں بیٹھ گیا جو اُس کے لیے لگایا گیا تھا،

بغداد کی ایک تیر انداز جماعت چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سامنے آئی، یہ ایسے قادر انداز تھے کہ بسا اوقات ایک ہی تیر سے کئی اشخاص کو نشانہ بناتے اور قتل کر ڈالتے، اُس جماعت نے ترکوں کو شکست دی، اہل بغداد نے اُن کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ ترک اپنے لشکر پہنچ گئے، اہل بغداد نے اُن کا بازار لوٹ لیا، اور اُن کی کشتی کو جس کا نام الحدیدی تھا اور جو اہل بغداد پر ایک آفت تھی آگ لگا دی، جو اُس میں تھا ڈوب گیا، اُن کی دو جنگی کشتیاں بھی لے لیں، ترک اس طرح اپنے منھ کے بل بھاگے کہ پھر پلٹ کے نہ دیکھا، وصیف اور بغا جب کوئی سر لایا جاتا تو کہنے لگتے تھے کہ مدد کرنے والے خدا کی قسم چلا گیا، اہل بغداد نے رو ذیار تک اُن کا تعاقب کیا، ابو احمد بن المتوکل آزاد غلاموں کو واپس بلا رہا تھا اور اُنھیں یہ خبر دے رہا تھا کہ "اگر وہ نہ لوٹے تو اُن کے لیے کچھ نہ بچے گا، یہ قوم سامرا تک اُن کا تعاقب کرے گی، لہذا واپس آؤ" بعض اُن میں سے واپس آگئے، عوام سامنے آکے مقتولین کے سر شمار کر رہے تھے، محمد بن عبد اللہ ہر ایک سر لانے والے کو طوق پہناتے اور اُسے صلہ دینے لگا، یہاں تک کہ سر بہت ہو گئے،

جو ترک اور آزاد کردہ غلام بغا و وصیف کے ہمراہ تھے، اُن کے چہروں پر ناگواری ظاہر ہونے لگی، باد جنوبی سے ایک غبار اٹھا اور آتش زدہ چیزوں سے دھواں بلند ہوا،

الحسن بن الافشین کے جھنڈے ترکوں کے جھنڈوں کے ساتھ آئے، آگے ایک سرخ جھنڈا تھا جسے شاہک کے ایک غلام نے چھینا تھا اور اُسے ردو بدل کرنا بھول گیا تھا، لوگوں نے سرخ جھنڈا اور جو اُس کے پیچھے تھا اُسے دیکھا تو انھیں یہ وہم ہوا کہ ترک اُن پر پلٹ پڑے، عوام بھاگے، جو رک گیا اُس نے یہ ارادہ کیا کہ شاہک کے غلام کو قتل کردے، پھر اُسے سمجھ گیا، جھنڈا جب پلٹ دیا گیا تو بھاگنے والے بھی پلٹ آئے، ترک اپنی چھاؤنی واپس ہو چکے تھے، اُنھیں اہل بغداد کے بھاگنے کی خبر نہ ہوئی ورنہ اُن پر حملہ کرتے،

اسی سال ابو السلاسل وکیل وصیف کی علاقۂ الجبل میں مغربیوں کے ساتھ جنگ ہوئی، اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ مغربیوں میں سے ایک شخص جس کا نام نصر سلہب تھا، ایک مغربی جماعت کے ہمراہ ابو الساج کی عملداری کی زمین میں گیا، اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے وہاں جتنے گاؤں تھے لوٹ لیے، ابو السلاسل نے ابو الساج کو لکھ کر اس سے آگاہ کیا، ابو الساج تقریباً سو پیادہ و سوار آدمیوں کے ساتھ اُس کی طرف روانہ ہوا جب یہ لوگ گئے تو وہ مغربی ایک دم سے جھپٹ پڑے، اُن میں سے نو آدمی مقتول ہوئے اور بیس قید، نصر سلہب بھاگ کر بچ گیا،

اس جنگ کے بعد ابن طاہر اور آزاد غلاموں کے درمیان جنگ موقوف ہو گئی، اُنھوں نے پھر جنگ نہ کی، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن طاہر اس کے قبل زمانۂ صلح میں المعتز کا کاتب تھا، جب یہ واقعہ ہوا (یعنی جنگ مستعین و معتز) تو ابن طاہر سے ناپسندیدگی ظاہر کی گئی پھر اُسے (معتز نے) لکھا تو اُس نے بیان کیا کہ وہ دوبارہ ایسا کوئی کام نہ کرے گا جسے وہ ناپسند کرے،

اس کے بعد اہل بغداد پر بغداد کے دروازے بند کر دیے گئے تو انھیں یہ محاصرہ شاق گزرا، وہ اسی سال یکم ذی القعدہ یوم جمعہ کو بھوک بھوک چلانے لگے،

اور اُس جزیرے گئے جو ابن طاہر کے گھر کی طرف ہے، ابن طاہر نے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جماعت میں سے میرے پاس پانچ مشائخ بھیجو، اُنھوں نے اُن کو بھیجا جو اُس کے پاس پہنچا دیے گئے، اُن سے کہا کہ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنھیں عوام الناس نہیں جانتے، میں بیمار ہوں، مجھے امید ہے کہ میں لشکر میں عطا تقسیم کر کے اُنھیں تمھارے دشمن کے مقابلے میں نکالوں گا، مشائخ خوش ہو گئے اور بغیر کسی بات کے نکل آئے، عوام الناس اور تجار اس کے بعد اُس جزیرے کی طرف لوٹے جو ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل ہے، سب چلانے لگے اور اشیا کی گرانی سے اپنی تکلیف کی شکایت کی، اُس نے کسی کو اُن کے پاس بھیجا جس نے اُنھیں تسکین دی، وعدہ کیا اور اُنھیں امید دلائی، ابن طاہر نے صلح کے بارے میں المعتز کے پاس قاصد روانہ کیا، اہل بغداد کی حالت پریشان تھی،

اسی سال نصف ذی قعدہ کو حماد بن اسحاق بن حماد بن زید بغداد آیا، اُس کی جگہ ابوسعید الانصاری ابواحمد کے لشکر بطور ضمانت روانہ کیا گیا، حماد بن اسحاق ابن طاہر سے تنہائی میں ملا، یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اُن دونوں میں کیا گفتگو ہوئی، حماد ابواحمد کے لشکر کی طرف واپس ہوا اور ابوسعید الانصاری بھی واپس ہوا، پھر حماد ابن طاہر کی طرف واپس آیا، ابن طاہر اور ابواحمد کے درمیان بذریعہ حماد مراسلات جاری ہوئے،

۲۱ ذی القعدہ کو احمد بن اسرائیل حماد اور احمد بن اسحاق وکیل عبیداللہ بن یحیٰی کے ہمراہ ابن طاہر کے حکم سے ابواحمد سے صلح کی گفتگو کے لیے گیا،

۲۳ ذی القعدہ کو ابن طاہر نے ان تمام لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو لڑائی میں ابن طاہر کے خلاف ابواحمد کی اعانت کرنے کی وجہ سے قید کیے گئے تھے وہ سب رہا کر دیے گئے، اس کے دوسرے دن پیادہ لشکر کی ایک جماعت اور بہت سے عوام الناس جمع ہو گئے، لشکر نے اپنی تنخواہیں مانگیں اور عوام نے اُس بدحالی کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تنگ تھے، سودے کی گرانی اور محاصرے کی شدت کی شکایت کی کہ یا تو نکل کے قتال کر، یا ہمیں چھوڑ دے، اُس نے اُن سے بھی نکلنے یا صلح کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا اور اُنھیں امید دلائی، وہ لوگ واپس گئے،

۲۵ ذی القعدہ کو قید خانے اور پل اور اُس کے گھر کا دروازہ اور جزیرہ لشکر اور آدمیوں سے بھر گیا، بہت آدمی جزیرے میں آ گئے تھے ابن طاہر کے آدمیوں نے کہ جزیرے میں مامور تھے اُن لوگوں کو ہٹایا، وہ لوگ شرقی جانب پل کی طرف چلے گئے، عورتوں کا قید خانہ کھول دیا، جو عورتیں تھیں انھیں نکال دیا، علی بن جہشیار اور جس قدر طبری اُس کے ہمراہ تھے انھوں نے اُن لوگوں کو مردوں کے قید خانے سے روکا، ابو مالک محافظ پل نے انھیں پل سے روکا تو انھوں نے اس کا سر زخمی کر دیا اور اُس کے ساتھیوں کے دو چوپائے زخمی کر دئے، ابو مالک اپنے گھر میں گھس گیا اور انھیں تنہا چھوڑ دیا پھر انھوں نے جو کچھ اُس کی مجلس میں تھا سب لوٹ لیا، طبریوں نے اُن پر حملہ کر کے دروازوں سے نکال دیا، انھیں نکال کے دروازے بند کر لیے، پھر اُن کی ایک جماعت نکلی محمد بن ابی عون بذریعہ کشتی اُن کے پاس گیا، لشکر کے لیے اس نے چار ماہ کی تنخواہ کا ذمہ لیا تو وہ لوگ اس بات پر واپس چلے گئے، ابن طاہر نے ابن جہشیار کے ساتھیوں کو اُسی دن اُن کی دو ماہ کی تنخواہ دلا دی،

انھی دنوں میں ابو احمد نے پانچ کشتیاں آٹے اور گیہوں اور جو اور باجرے اور چارے کی ابن طاہر کو بھیجیں، جب ۴ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ ہوا تو لوگوں کو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کے لیے بیعت لینے کے متعلق ابن طاہر کا خیال معلوم ہوا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو ابو احمد کے پاس روانہ کیا یہاں تک کہ انھوں نے المعتز کے لیے اُس سے بیعت کر لی، اُن میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیے گئے، عام لوگوں کا گمان یہ تھا کہ صلح خلیفہ المستعین کے حکم سے ہوئی اور المعتز اُس کا ولی عہد بنایا گیا،

جب چار شنبے کا دن ہوا تو رشید بن کاؤس جو باب السلامت پر محافظ مقرر تھا مع انزہ شمل بن صخر بن خزیمہ بن خازم اور عبداللہ بن محمود کے ساتھ نکل کے ترکوں کی طرف روانہ ہوا کہ ان کے ساتھ ہو جائے، تقریباً ایک ہزار ترک سوار ملے، صلح ہو چکی تھی انھیں سلام کیا، جسے پہچانا اُس سے معانقہ کیا، انھوں نے اخلاقاً اُس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اور اُسے اور اُس کے پیچھے اُس کے بیٹے کو لے گئے،

جب دو شنبے کا دن ہوا تو رشید باب الشماسیہ گیا، لوگوں سے گفتگو کی کہ امیر المومنین اور ابو احمد تمھیں سلام کہتے ہیں کہ جو شخص ہماری طاعت میں داخل ہو گا اُسے ہم اپنا مقرب بنائیں گے اور صلہ دیں گے، جو اس کے خلاف اختیار کرے گا تو وہ جانے، اُسے عوام نے گالیاں دیں،

وہ تمام شرقی دروازوں پر اسی طرح گھوما اور اُسے اور المعتز کو ہر دروازے پر گالیاں دی گئیں،
جب رشید نے ایسا کیا تو عام لوگوں کو بھی ابن طاہر کا خیال معلوم ہو گیا، وہ اُس جزیرے
کی طرف گئے جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل ہے، اُسے پکارنے لگے اور نہایت خراب
گالیاں دینے لگے، اُس کے دروازے کی طرف گئے، وہاں بھی انھوں نے ایسا ہی کیا،
راغب خادم اُن کی طرف نکلا اور انھیں جو کچھ وہ کر رہے تھے اُس پر برانگیختہ کیا جو کچھ وہ
المستعین کی مدد میں کر رہے تھے اُس میں زیادت کی درخواست کی، یہ کہہ کے خادم اُس
عمارت کی طرف گیا جس میں لشکر تھا، انھیں اور اُن کے علاوہ ایک دوسری جماعت کو
بھی لے گیا، وہ تقریباً تین سو مسلح آدمی تھے، وہ ابن طاہر کے دروازے کی طرف گئے، جو لوگ
اس دروازے پر تھے فتحمند ہوئے، اُن کو انھوں نے دفع کر دیا، برابر اُن سے قتال
کرتے رہے یہاں تک کہ ڈیوڑھی تک پہنچ گئے، اندرونی دروازے کے جلانے کا
ارادہ کیا مگر آگ نہ ملی، اُن لوگوں نے اُس جزیرے میں ساری رات اس طرح گزاری کہ اُسے
گالیاں دیتے اور بُرا کہتے رہے،

ابن شجاع البلخی سے مذکور ہے کہ میں امیر ابن طاہر کے پاس تھا، وہ مجھ سے باتیں
کر رہا تھا جو گالیاں دی جا رہی تھیں سُن رہا تھا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اُس کی ماں کا نام لیا تو وہ
ہنسا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ مجھے نہیں معلوم کہ انھیں میری ماں کا نام کیونکر معلوم ہو گیا،
ابو العباس عبد اللہ بن طاہر کی بہت سی باندیاں تھیں، لوگ جن کا نام نہیں جانتے تھے،
میں نے جواب دیا اے امیر میں نے تجھ سے زیادہ وسیع الحلم کسی کو نہیں دیکھا، اُس نے مجھے جواب دیا کہ
اے ابو عبد اللہ میں نے اُن پر صبر سے زیادہ موافق اور کچھ نہ دیکھا، اس سے چارہ بھی نہیں،

جب صبح ہوئی تو وہ لوگ دروازے پر آ گئے اور چلانے لگے، پھر ابن طاہر المستعین کے پاس گیا
اور یہ درخواست کی کہ وہ اُن کے سامنے آئے، انھیں تسکین دے اور اپنی رائے سے آگاہ کرے،
مستعین دروازے کے اوپر سے اُن کے سامنے آیا، لباس خلافت میں ملبوس تھا،
ابن طاہر اُس کے ایک طرف تھا، المستعین نے اُن سے اللہ کی قسم کھا کے اُس تہمت کی
تکذیب کی جو ابن طاہر پر لگائی گئی تھی، یہ بھی کہا کہ میں بالکل عافیت میں ہوں کسی قسم کا خوف
نہیں ہے، معزول نہیں کیا گیا، اُن سے یہ وعدہ کیا کہ وہ کل جمعے کو نکلے گا کہ انھیں نماز
پڑھائے، عوام واپس ہوئے،

جمعے کا دن ہوا تو لوگ دوبارہ چلا چلا کر المستعین کو طلب کرنے لگے، علی بن جہشیار کے گھوڑے لوٹ لیے، جو پُل کے شرقی دروازے پر ایک ویران مقام میں تھے، جو کچھ اس کے مکان میں تھا سب لوٹ لیا گیا، وہ بھاگ گیا، دن چڑھے تک اسی طرح برابر کھڑے رہے، وصیف اور بغا اور اُن کی اولاد اور موالی اور اُن دونوں کے سردار اور المستعین کے اموآئے، سب لوگ دروازے کی طرف گئے، وصیف اور بغا اپنی خاص جماعت کے ساتھ اندر چلے گئے، المستعین کے ماموں وصیف وغیرہم کے ہمراہ ڈیوڑھی تک گئے مگر گھوڑے پر سے نہ اُترے، ابن طاہر کو اطلاع دی گئی، اُس نے اُترنے کی اجازت دی، اُنھوں نے انکار کیا کہ یہ دن گھوڑوں کی پشت سے اُترنے کا نہیں ہے، جب تک ہم اور عوام یہ نہ جان لیں کہ ہم کس حال پر ہوں گے، قاصد اُن کے پاس برابر آمد و رفت کرتے رہے اور وہ لوگ انکار کرتے رہے، خود محمد بن عبداللہ اُن کے پاس گیا اور اُن سے اُترنے اور المستعین کے پاس چلنے کی درخواست کی، اُنھوں نے اُسے آگاہ کیا کہ عوام سخت مضطرب ہیں، اُنھیں صحت کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ تو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کی بیعت کے خیال میں ہے، سرداروں کو المعتز کی بیعت کے لیے روانہ کرنا، خوف دلانے کا ارادہ کہ حکومت المعتز کی طرف منتقل ہو جائے، ترکوں اور مغربیوں کا بغداد میں داخل کرنا کہ اہل مدائن اور دیہات والوں میں سے جس پر غالب آئیں اُس پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں، اور تیری وجہ سے اہل بغداد شک میں پڑ گئے، اور اپنے خلیفہ اور اموال اور اولاد اور اپنی جانوں کے خلاف تجھے ملزم و متہم سمجھے، اُنھوں نے خلیفہ کو مجمع عام میں لانے کی درخواست کی کہ اُسے دیکھیں،

محمد بن عبداللہ نے اُن کے قول کی صحت کو خوب جان لیا اور لوگوں کے کثرت اجتماع اور اُن کی فریاد و زاری کی طرف نظر کی تو اُس نے المستعین سے باہر نکلنے کی درخواست کی، وہ دارالعامہ (دربار عام) کی طرف نکلا جس میں تمام لوگ داخل تھے، وہاں اُس کے لیے ایک کرسی بچھائی گئی، اُس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو پہنچایا گیا، اُنھوں نے اُسے دیکھا اور نکل کر اپنے پیچھے والوں کو خلیفہ کے بعافیت ہونے کی خبر دی مگر اُنھوں نے اُس پر قناعت نہ کی، جب خوب معلوم ہو گیا کہ بغیر نکلے ہوئے اُنھیں سکون نہ ہوگا، لوگوں کی کثرت بھی معلوم ہو چکی تھی تو بیرونی آہنی دروازہ اُس کے حکم سے بند کر دیا گیا، المستعین اور اُس کے ماموں اور محمد بن موسیٰ المنجم اور محمد بن عبداللہ اس درجے کی طرف گئے جو دارالعامہ کے صحنوں اور ہتھیار کے خزانوں تک پہنچتا ہے، اُن کے لیے مجلس کی اُس سطح پر جہاں محمد بن عبداللہ اور فتح بن سہل بیٹھا کرتا تھا منبر بچھائے گئے،

المستعین لوگوں کے روبرو اس طرح آیا کہ قبائے سیاہ میں ملبوس تھا، سر و دوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے مبارک تھی، ہاتھ میں عصا تھا، اُس نے لوگوں سے گفتگو کی اور انھیں قسم دی اس چادر کے مالک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واسطہ کہ وہ کچھ نہ کریں، واپس چلے جائیں، کیونکہ میں سالم و محفوظ ہوں، مجھے محمد بن عبد اللہ کی جانب سے کوئی اندیشہ نہیں ہے، لوگوں نے اُس سے سوار ہونے اور محمد بن عبد اللہ کے مکان سے نکلنے کی درخواست کی، اس لیے کہ انھیں محمد بن عبد اللہ کی جانب سے اطمینان نہ تھا، اُس نے بتایا کہ وہ اُس کے مکان سے اپنی پھپھی ام حبیب بنت الرشید کے مکان پر منتقل ہونے کو تیار ہے، پہلے مکان کا وہ حصہ جس میں اُس کی سکونت مناسب ہے اُس کے لیے درست کر دیا جائے، اُس کا مال و اسباب اور خزانہ اور ہتھیار اور جو کچھ محمد بن عبد اللہ کے مکان میں ہے منتقل کر دیا جائے، یہ سن کے اکثر لوگ واپس چلے گئے، اہل بغداد کو سکون ہو گیا،

اہل بغداد کا ابن طاہر پر بار بار ہجوم کرنا اور اُسے بُری باتیں سنانا رنگ لایا، ابن طاہر بغداد کے عہدہ داران معاون کے پاس آیا کہ جتنے اونٹ اور خچر اور گدھے اُن کے قابو میں آ سکیں مہیا کریں کہ وہ بھی وہاں سے منتقل ہو جائے، لوگوں نے بیان کیا کہ اُس کا ارادہ تھا کہ مدائن کا قصد کرے، اُس کے دروازے پر ایک جماعت مشائخ حربیہ اور باشندوں کے معززین کی جمع ہو گئی، سب کے سب اُس سے معذرت کر رہے تھے اور اُن لوگوں کے ناروا برتاؤ سے معاف کرنے کی درخواست کرتے تھے کہ جو کچھ نادانوں نے کیا وہ محض اپنی بدحالی کی وجہ سے کیا جس میں مبتلا تھے اور اُس فاقے کی وجہ سے جس نے بھوکوں مار رکھا تھا، بیان کیا گیا ہے کہ ابن طاہر نے انھیں نہایت عمدہ جواب دیا، پاکیزہ بات کہی، اُن کی تعریف کی اور جو کچھ ہوا تھا معاف کر دیا، اُن کا اور اُن کے نوجوانوں اور رنداؤں کا (مصافحے کے لیے) ہاتھ پکڑنے کو اُن کی طرف بڑھا، ترک سفر کے متعلق اُن کی بات مان لی اور عہدہ داران معاون کو سواریاں روکنے کی ممانعت لکھ دی۔

ذی الحجہ کے چند دن گزرنے کے بعد المستعین محمد بن عبد اللہ کے مکان سے

منتقل ہو گیا وہاں سے سوار ہو کر الرصافہ میں رزق الخادم کے مکان پر پہنچا علی بن المعتصم کے مکان سے گزرا تو علی اُس کی طرف نکلا اور اُس سے اپنے یہاں اُترنے کی درخواست کی اُس نے اُس سے بھی سوار ہونے کو کہا جب رزق الخادم کے مکان پر پہنچا تو وہاں اُتر گیا جیسا کہ بیان کیا گیا وہاں شام کو پہنچا، پھر جس وقت وہاں پہنچ گیا تو لشکر کے ہر سوار کے لیے دس دس دینار کا اور ہر پیادے کے لیے پانچ پانچ دینار کا حکم دیا، المستعین کی سواری کے ساتھ ابن طاہر بھی اس طرح سوار ہوا کہ اپنے ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے اُس کے آگے چل رہا تھا، سردار اُس کے پیچھے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ المستعین کے ہمراہ جس رات وہ رزق کے مکان پر منتقل ہوا محمد بن عبداللہ نے ایک ثلث شب تک قیام کیا، پھر واپس آیا، صبح تک وصیف اور بغا اُس کے پاس رہ کے اپنے اپنے مکان چلے گئے۔

جب اُس شب کی صبح ہوئی جس میں المستعین ابن طاہر کے مکان سے منتقل ہوا تھا تو لوگ الرصافہ میں جمع ہوئے، سرداروں اور بنی ہاشم کو ابن طاہر کے پاس جانے اور اُسے سلام کرنے کا حکم دیا گیا کہ جب وہ سوار ہو تو ہم رکاب جائیں۔ اُسی روز جب خوب دن چڑھ گیا تو ابن طاہر اس شان کے ساتھ سوار ہوا کہ اُس کے تمام سردار سامان سے تیار تھے، گرداگرد پیادہ فوج کے تیر انداز تھے، گھر سے نکلا تو لوگوں کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، اُن پر عتاب کیا اور قسم کھائی کہ "اُس نے امیر المومنین کے لیے (خدا اُس کی عزت برقرار رکھے) یا اُس کے کسی دوست کے لیے اپنے دل میں کوئی بدی پوشیدہ نہیں کی، وہ بجز اُن کی اصلاح حال کے اور ایسے امر کے جو اُن کے لیے مزید نعمت کا موجب ہو، اور کچھ نہیں چاہتا، انھوں نے اُس کے متعلق ایسے امر کا وہم کر لیا جس کا اُسے علم بھی نہیں" یہ باتیں اس درد سے کیں کہ حاضرین کو رُلا دیا، جو لوگ وہاں موجود تھے اُسے دعا دینے لگے، وہ پل عبور کر کے المستعین کے پاس چلا گیا، کسی کو لوگوں کے بلانے کو بھیجا، اس کے پڑوسی اور باشندگان جانب غربی کے معززین بلائے گئے، اُن سے اس طرح کلام کیا کہ اُن پر عتاب بھی تھا اور جو خبریں انھیں پہنچیں اُن کے متعلق عذر خواہی بھی تھی، وصیف اور بغا کو بغداد کے دروازوں پر گھر والوں کی

نگرانی کے لیے روانہ کیا، اُن دونوں نے صالح بن وصیف کو باب الشماسیہ پر محافظ مقرر کیا۔

مذکور ہے کہ المستعین کو محمد کے مکان سے منتقل ہونا پسند نہ تھا، وہ اس لیے وہاں سے منتقل ہوا کہ جمعہ کے روز جب لوگوں کو ابن طاہر کی کھڑکی کا دروازہ کھولنا دشوار ہوا تو وہ مٹی کے تیل والوں کو چھوٹی کشتیوں میں سوار کرالائے کہ اُسے آگ لگادیں، مذکور ہے کہ ایک جماعت جن میں کنجور بھی تھا ابو احمد کی جانب سے باب الشماسیہ پر آکے ٹھیری، اُنھوں نے ابن طاہر کو بلایا کہ اُس سے گفتگو کریں، اُس نے وصیف کو لکھ کر اُس جماعت کی خبر دی کہ المستعین کو اُس کی اطلاع کرے، وہ اس معاملے میں جو مناسب سمجھے حکم دے، المستعین نے معاملہ اُسی کے اختیار میں دے دیا، کہ ان تمام امور کی تدبیر اُسی کے سپرد ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے،

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم نے اس معاملے میں محمد بن عبداللہ سے سخت کلامی کی، محمد بن ابی عون نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے گالیاں دیں اور گرفتار کرلیا،

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور عبیداللہ ابن یحییٰ ابن طاہر سے تنہائی میں ملے، اُس سے باتیں بناتے رہے اور اُسے صلح کے حق میں مشورہ دیتے رہے، کبھی اُس کے پاس کوئی دوسری جماعت ہوتی تھی، وہ لوگ صلح کی مخالفت میں گفتگو کرتے تھے تو ابن طاہر مخالفین صلح کے روبرو بات بدل دیتا تھا اور اُن سے علیحدہ ہو جاتا تھا، جب یہ تینوں آتے تھے تو اُن کے سامنے آتا تھا اور اُن سے گفتگو اور مشورہ کرتا تھا،

اُنھی میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سعید بن حمید سے کہا کہ کوئی بات سوائے اس کے مناسب نہ تھی کہ المستعین کی ابتدا ہی میں مداہنت پر سب کا اتفاق ہو جاتا، اُس نے جواب دیا کہ میں بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو، خدا کی قسم وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اُس کے ساتھیوں کو مدائن اور انبار سے شکست دے دی گئی یہاں تک کہ اُس جماعت کے کاتب کو بھی، اُس نے انھیں اُس وقت جواب دیا جبکہ اُنھوں نے اُس سے اپنا حق مانگا،

مجھ سے احمد بن یحییٰ النحوی نے بیان کیا جو ابن طاہر کے فرزند کا اتالیق تھا کہ محمد بن عبداللہ المستعین کی امداد میں برابر سعی کرتا رہا یہاں تک کہ عبیداللہ بن یحییٰ ابن خاقان نے اُسے طیش دلا دیا، کہا کہ خدائے تعالیٰ تیری عمر دراز کرے، تو جس شخص کی مدد کرتا ہے اور اُس کے معاملے میں کوشش کرتا ہے وہ نفاق میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اُس کا دین بھی سب سے زیادہ ناپاک ہے، خدا کی قسم اُس نے وصیف و بغا کو تیرے قتل کا حکم دیا تھا، مگر انھوں نے اسے بہت برا سمجھا اور ایسا نہیں کیا، جو حالت میں نے اُس کی بیان کی اگر تجھے اس میں شک ہو تو تو دریافت کر، تجھے معلوم ہو جائے گا، اُس کے نفاق کی یہ کھلی ہوئی علامت ہے کہ جب وہ سامرا میں تھا تو اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا، جب وہ تیرے سامنے آیا تو تیرے دکھانے کے لیے بلند آواز سے پڑھنے لگا، تو نے اپنے دوست اور داماد اور تربیت یافتہ کی مدد چھوڑ دی" اسی قسم کی اُس سے باتیں کیں، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ خدا ایسے شخص کو غارت کرے جو نہ دین ہی کے لیے مناسب ہے نہ دُنیا کے لیے،

احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس نے اس مجلس میں محمد بن عبداللہ کو المستعین کے معاملے میں کوشش سے باز رکھنے میں پیش قدمی کی وہ عبیداللہ بن یحییٰ تھا، اس امر پر احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد نے عبیداللہ ابن یحییٰ کی اعانت کی وہ اُس کے درپے رہے یہاں تک کہ المستعین کی مدد کے بارے میں محمد بن عبداللہ کی جو رائے تھی اُس سے اُسے پھیر دیا۔

اسی سال عید اضحیٰ کے دن المستعین نے اُس جزیرے میں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابلے میں تھا، لوگوں کو نماز عید پڑھائی، المستعین نماز کے لیے اس شان سے سوار ہوا کہ آگے عبیداللہ بن عبداللہ تھا جس کے ہاتھ میں سلیمان کا نیزہ تھا، الحسین بن اسماعیل کے ہاتھ میں خلافت کا نشان تھا، وصیف اور بغا المستعین کی حفاظت کر رہے تھے، محمد بن عبداللہ بن طاہر ہمرکاب سوار نہ ہوا، عبداللہ بن اسحاق نے نماز عید الرصافہ میں پڑھی،

یوم پنجشنبہ کو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے المستعین کے پاس گیا، اس کے پاس

چند فقہا اور قاضی موجود تھے، مذکور ہے کہ اُس نے المستعین سے کہا کہ تو نے مجھے اختیار دیا تھا کہ میں جس امر کا قصد کروں تو میرے ہی امر کو نافذ کردے گا، اس بات کے متعلق میرے پاس تیرے قلم کا رقعہ موجود ہے، المستعین نے کہا کہ وہ رقعہ پیش کر، اُس نے وہ رقعہ پیش کیا تو اتفاقاً اُس میں صلح کا ذکر تھا، معزولی کا ذکر نہ تھا، المستعین نے کہا کہ ہاں صلح کو نافذ کردے، الخلنجی نے کھڑے ہو کے کہا کہ اے امیرالمومنین وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ تو اُس قمیص (خلافت) کو اُتار دے جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے، علی بن یحییٰ المنجم نے گفتگو شروع کی، اُس نے محمد بن عبداللہ کو سخت باتیں کہیں، اس کے بعد محمد بن عبداللہ سوار ہو کے چلا گیا، یہ واقعہ نصف ذی الحجہ کا ہے، جبکہ المستعین الرصافہ میں تھا،

محمد بن عبداللہ واپس ہوا، اُس کے ہمراہ وصیف اور بغا بھی تھے، وہ سب کے سب روانہ ہو کے باب الشماسیہ تک پہنچے، محمد بن عبداللہ اپنے گھوڑے ہی پر کھڑا ہو گیا اور وصیف اور بغا الحسن بن الافشین کے مکان چلے گئے، لوگ دیوارِ فصیل سے ٹوٹ پڑے، کسی کے لیے دروازہ نہ کھولا جا سکا، اس کے قبل ایک بڑی جماعت نکل کر ابواحمد کے لشکر گئی تھی، لشکر کے لوگوں نے جو چاہا خریدا، باب الشماسیہ کی طرف نکلے تو ابواحمد کے ساتھیوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ اہل بغداد میں سے کسی سے کچھ نہ خریدا جائے، اہل لشکر خرید نے سے روک دیے گئے، محمد ابن عبداللہ کے لیے باب الشماسیہ پر ایک بہت بڑا سرخ خیمہ نصب کیا گیا تھا ابن طاہر کے ہمراہ بندار طبری اور ابوالسناء اور تقریباً دو سو سوار اور دو سو پیادے بھی تھے۔

ابواحمد ایک بڑے مجمع میں آیا، خیمے کے قریب آیا تو مجمع سے نکل کر محمد ابن عبداللہ کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا، لشکر والے جو ان دونوں کے ہمراہ تھے ایک کنارے کھڑے رہے، ابن طاہر اور ابواحمد نے طویل گفتگو کی، دونوں خیمے سے باہر نکل آئے، ابن طاہر بڑے مجمع میں اپنے خیمے سے اپنے مکان گیا، مکان پہنچ گیا تو مجمع سے نکل کر سوار ہو کے المستعین کے پاس چلا کہ جو گفتگو اُس کے اور ابواحمد کے درمیان ہوئی اُس کی اطلاع دے، عصر تک وہیں ٹھیر کے واپس آیا،

مذکور ہے کہ ابن طاہر یہ طے کر کے جدا ہوا کہ اسے (ابن طاہر کو) پچاس ہزار دینار

اور تیس ہزار دینار سالانہ آمدنی کی جاگیر دی جائے گی اور اُس کا قیام بغداد میں رہے گا، یہاں تک کہ اُن کے لیے اتنا مال جمع ہو جائے جو لشکر میں تقسیم ہو سکے، یہ بھی طے کیا کہ بغا مکہ مدینہ اور حجاز کا والی بنایا جائے گا، وصیف الجبل اور اُس کے مضافات کا، جو مال آئے گا اُس میں ایک تہائی محمد بن عبداللہ کا اور لشکر بغداد کا ہو گا اور دو تہائی آزاد غلاموں اور ترکوں کے ہوں گے،

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن اسرائیل جب المعتز کے پاس گیا تو اُس نے اُسے ڈاک کے محکمے کا والی بنا دیا اور وعدہ کر لیا کہ وہ وزیر ہو گا، عیسیٰ بن فرخان شاہ دیوان خراج پر اور ابو نوح مُہر اور فرمان جاری کرنے پر مامور کیے جائیں گے، اُن لوگوں نے سب عہدے تقسیم کر لیے، موسم (حج) کی خیریت کا لفافہ بغداد میں آیا تو ابو احمد کے پاس بھیج دیا گیا،

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۶ ذی الحجہ کو ابن طاہر معزولی کے متعلق گفتگو کرنے کو سوار ہو کے المستعین کے پاس گیا اُس سے گفتگو کی مگر المستعین نے انکار کیا، المستعین نے یہ گمان کیا کہ وصیف و بغا اس کے ہمراہ ہیں اور المستعین کے عیب ظاہر کر رہے ہیں المستعین نے کہا کہ یہ میری گردن ہے اور تلوار، جب اُس نے اُس کا انکار دیکھا تو واپس آ گیا،

المستعین نے علی بن یحییٰ المنجم اور اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو ابن طاہر کے پاس بھیجا کہ اُس سے کہو کہ "خدا سے ڈرے، میں تو تیرے پاس صرف اس لیے آیا تھا کہ تو میری مصیبت کو دفع کرے گا، اگر تو میری مصیبت کو دفع نہیں کرتا تو کم از کم میری مخالفت ہی سے باز رہ" اُس نے اُسے یہ جواب دیا کہ "بہرحال میں تو اپنے گھر میں بیٹھتا ہوں مگر تیرے لیے معزولی ضروری ہے، خوشی سے ہو یا زبردستی سے"

علی بن یحییٰ سے مذکور ہے کہ اُس نے ابن طاہر سے کہا کہ تو اُس سے یہ کہہ کہ اگر تو خلافت سے از خود معزول ہو گیا تو کچھ خوف نہیں، مگر خدا کی قسم اگر تو نے اُسے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ جُڑ نہ سکے اور اُس میں تو نے کوئی بھلائی نہ چھوڑی تو تیرے لیے خطرہ ہے، پھر جب المستعین نے اپنی حکومت کا ضعف اور اپنے مددگاروں کی ترک نصرت دیکھی تو اُس نے معزولی کو قبول کر لیا،

۱۸ ذی الحجہ کو پنجشنبہ کا دن ہوا تو ابن طاہر نے ابن الکرویہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الاصغر ابن المنصور کو، الخلنجی کو، موسیٰ بن صالح بن شیخ کو، ابو سعید الانصاری کو، احمد بن اسرائیل کو، محمد بن موسیٰ المنجم کو، ابو احمد کے لشکر بھیجا کہ اُسے محمد کا وہ خط پہنچا دیں جو ان اشیا کے متعلق ہے کہ المستعین نے خلافت سے اپنے معزول کرنے تک چاہی ہیں، ان لوگوں نے وہ خط پہنچا دیا، ابو احمد نے جو کچھ اُس نے طلب کیا تھا قبول کر لیا اور یہ جواب لکھا کہ "اُن کو مدینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں جاگیر اور جگہ دی جائے گی اور اُن کی آمد و رفت مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ تک ہو سکے گی"۔

ابن طاہر نے یہ جواب پہنچا دیا، مگر المستعین نے اس پر قناعت نہ کی اصرار تھا کہ اُن کا مطالبہ براہ راست المعتز تک پہنچا دیا جائے، المعتز اپنے قلم سے اس کی منظوری لکھیں، ابن الکرویہ اس درخواست کو لے کے روانہ ہو گیا،

المستعین کا معزولی کو قبول کر لینے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ابن طاہر اور وصیف اور بغا نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی اور اس کا مشورہ دیا تو اُس نے انھیں سخت جواب دیا، وصیف نے کہا کہ "تو نے ہمیں باغر کے قتل کا حکم دیا ہم نے امتثال امر کیا، اور تو ہی نے ہمارے سامنے اتامش کا قتل پیش کیا، تو نے کہا کہ محمد خیر خواہ نہیں ہے"۔ یہ لوگ مستعین کو برابر خوف دلاتے رہے اور حیلہ سازی کرتے رہے،

محمد بن عبداللہ نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ "ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ ہم ان دونوں (وصیف و بغا) سے راحت حاصل کر لیں" (یعنی دونوں کو قتل کر دیں) پھر جب ان سب کی گفتگو متفق ہو گئی تو اُس نے اُن کی جانب سے معزولی کا یقین کر لیا، جو شرائط اپنے لیے مناسب سمجھیں لکھ دیں، یہ واقعہ ۱۹ ذی الحجہ کا ہے،

جب ۲۰ ذی الحجہ یوم شنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے الرصافہ گیا اور تمام قاضی اور فقہا ایک گروہ بنا کے المستعین کے پاس لائے گئے، انھیں اس امر کا گواہ بنایا کہ اُس نے اپنا معاملہ محمد بن عبداللہ کے سپرد کر دیا ہے، اُس کے پاس دربانوں اور خادموں کو لے گیا، اُس سے نشان خلافت لے لیا، اُس کے پاس ٹھیرا رہا

یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔
صبح اس طرح ہوئی کہ لوگ مختلف قسم کی خوفناک خبریں مشہور کر رہے تھے،
ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہر سردار اپنے دس دس باوجاہت ساتھیوں کو لے کے اُس کے پاس آئے، وہ لوگ اُس کے پاس آئے، اُنھیں اندر لے گیا، امید دلائی کہ میں نے جو کچھ کیا اُس سے میرا مقصد صرف تم لوگوں کی بہتری اور سلامت ہے، خونریزی بند کر دی، المعتز کے حضور میں اُن شرائط کو لے جانے کے لیے ایک جماعت کو تیار کیا جو اُس نے المستعین کے لیے اور اپنے لیے اور اپنے سرداروں کے لیے قرار دیے تھے، مدعا یہ تھا کہ اس معاملے میں المعتز اپنے قلم سے فرمان جاری کرے وہ لوگ المعتز کے پاس گئے، المستعین اور ابن طاہر نے جن شرائط کی اپنے اپنے لیے درخواست کی تھی معتز نے سب کی منظوری کا فرمان اپنے قلم سے لکھ دیا، سب لوگ گواہ ہو گئے، المعتز نے قاصدوں کو خلعت دیے سب کو تلواریں دیں، اور وہ لوگ بغیر جائزہ دیے اور اپنا اسباب دکھائے واپس چلے گئے، اُن کے ہمراہ اپنے پاس سے ایک جماعت کو المستعین سے اپنی بیعت لینے کے لیے روانہ کیا اور (ہمراہی کے لیے) کسی لشکر کا حکم نہیں دیا، سعید بن صالح کے ساتھ المستعین کی ماں اور اُس کی بیٹی اور تلاش کے بعد اُس کے کنبے والے روانہ کر دیے گئے اور اُن سات سے بعض چیزیں لے لی گئیں، المعتز کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ۳ محرم ۲۵۲ھ کو قاصد بغداد پہنچے،
مذکور ہے کہ المعتز کے قاصد جب الشماسیہ پہنچے تو ابن سجادہ نے کہا کہ مجھے اہل بغداد سے اندیشہ ہے اس لیے یا تو المستعین کو الشماسیہ لایا جائے یا محمد ابن عبداللہ کے مکان، کہ وہ المعتز کی بیعت کرے اور اپنے آپ کو معزول کرے اور اُس سے عصا اور ردائے مبارک لی جائے،
اسی سال ربیع الاول میں الکوکبی کا قزوین وزنجان میں ظہور ہوا، علاقے پر قابض ہو کے وہاں سے آل طاہر کو نکال دیا، الکوکبی کا نام الحسین تھا، ابن احمد بن اسمٰعیل ابن محمد بن اسماعیل الارقط بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اسی سال بنی عقیل نے جدہ کے راستے میں ڈاکہ ڈالا، جعفر بشاشات نے

اُن سے جنگ کی، اہل مکہ کے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے، ڈاکے کے وقت بنی عقیل کا کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا:

تجھ پر دو کپڑے ہیں حالانکہ میری ماں برہنہ ہے — اے حرامزادے، اپنا ایک کپڑا میرے لیے ڈال دے

جب بنی عقیل سے جو کرنا تھا وہ کیا تو مکہ میں سوداگراں ہو گیا، اعراب نے دیہات کو لوٹ لیا،

اسی سال ماہ ربیع الاول میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ ابن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مکہ میں ظہور ہوا، مکہ کا عامل جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھاگ گیا، اسماعیل بن یوسف نے جعفر کا مکان اور افسران خلافت کے گھر لوٹ لیے لشکر کو اور اہل مکہ کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، جو مال نہر کی درستی کے لیے لایا گیا تھا اور جو سونا چاندی اور خوشبو اُس کے خزانوں میں تھی وہ سب اور غلاف کعبہ لے لیا، لوگوں سے تقریباً دو لاکھ دینار لے لیے، مکہ کو لٹوا دیا اور اُس کے بعض حصے کو جلا دیا، وہاں سے پچاس دن کے بعد نکل کے مدینہ چلا گیا، علی بن الحسین بن اسماعیل عامل مدینہ (مارے خوف کے) پوشیدہ ہو گیا، اسماعیل رجب میں مکہ واپس آیا، شہر کا محاصرہ کر لیا، باشندے بھوک اور پیاس سے مردہ بن گئے اور روٹی کی قیمت ایک درہم میں تین اوقیہ، گوشت چار درہم میں ایک رطل اور ایک صراحی پانی تین درہم کو ملنے لگا، اہل مکہ کو پوری مصیبت آ گئی، ستاون دن کے قیام کے بعد جدہ چلا گیا، لوگوں کی غذا روک لی، تجار کے اور کشتی والوں کے مال لے لیے، یمن سے گیہوں اور جوار مکہ بھیجی گئی، پھر قلزم کی کشتیاں پہنچیں، اسماعیل بن یوسف موقف (میدان عرفات) میں آیا، یہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) تھا، موقف میں محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور الملقب کعب البقر اور عیسیٰ بن محمد المخزومی سالار فوج مکہ بھی تھا، المعتز نے ان دونوں کو وہاں روانہ کیا تھا، اسماعیل نے اُن سے قتال کیا جس میں گیارہ سو حجاج مقتول ہوئے، لوگوں کا مال چھین لیا گیا، اور وہ مکہ کی طرف بھاگے اور عرفات میں نہیں ٹھیرے نہ دن کو نہ رات کو، اسماعیل اور اُس کے ساتھی ٹھیر گئے، پھر وہ جدہ لوٹا اور وہاں کے مال فنا کر دیے،

واقعات ۲۵۲ھ

المعتز کی خلافت

عزل و نصب منجملہ ان واقعات کے المستعین احمد بن محمد بن المعتصم کا اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرنا، المعتز محمد ابن جعفر المتوکل محمد بن المعتصم سے بیعت، المعتز کے لیے بغداد کے دونوں منبروں پر اور ہر دو جانب کی دونوں مسجدوں میں، جانب شرقی میں بھی اور جانب غربی میں بھی، اسی سال ۴ محرم یوم جمعہ کو دعا کرنا اور جو لشکر اُس روز بغداد میں تھے اُن سے اُس کی بیعت لینا ہے۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر سعید بن حمید کے ہمراہ المستعین کے پاس جس وقت اُس نے اس کے لیے شرائط امان لکھیں، گیا کہ اے امیر المومنین سعید نے شرائط نامہ لکھ دیا اور اُس میں حد درجہ مضبوطی کر دی، ہم اُسے آپ کو سنانا چاہتے ہیں، آپ سُن لیجیے، المستعین نے جواب دیا کہ "تجھ پر کچھ اندیشہ نہیں تجھ پر کچھ اندیشہ نہیں (سننے کی ضرورت نہیں) کیونکہ تو نے خود اُسے نہیں چھوڑا اے ابو العباس، کیونکہ کوئی قوم خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ آگاہ نہیں، حالانکہ اُن سے پہلے تو خود اپنے اوپر اُن شرائط کو مضبوط کر چکا ہے، آخر وہی ہوا جو تو نے جان لیا تھا" محمد نے اُسے کوئی جواب نہ دیا،

جب المستعین نے المعتز سے بیعت کر لی اور بغداد میں اُس کی بیعت لے لی اور اُس پر بنی ہاشم اور قاضیوں اور فقہا اور سرداروں کو گواہ بنا دیا تو اس جگہ سے جہاں وہ الرصافہ میں تھا مع اپنے عیال اور اولاد اور باندیوں کے المحرم میں کہ الحسن ابن سہل کے محل کا نام تھا، منتقل ہو گیا، اُن سب کو انھوں نے وہاں اُتار لیا اور اُن پر سعید بن رجاء الحضاری وکیل بنا دیا گیا، المستعین سے مُہر اور عصا اور چادر مبارک

سے لی گئی اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے ہمراہ روانہ کردی گئی اور یہ بھی لکھا گیا:
"امابعد سب تعریف اُس اللہ کے لیے جو اپنی رحمت سے اپنی نعمتیں پوری کرنے والا ہے اور اپنے فضل سے اپنے شکر کا راستہ بتانے والا ہے، اللہ اپنی رحمت کاملہ بھیجے محمدؐ پر جو اُس کے بندے اور اُس کے ایسے رسول ہیں جن میں وہ تمام فضائل جمع کردیے گئے جو اُن کے قبل کے رسولوں میں متفرق تھے، جنھوں نے اپنی میراث کو اُس شخص کی طرف پھیر دیا جسے اپنی خلافت کے لیے مخصوص کیا، اللہ تعالیٰ آپ پر سلام کامل نازل فرمائے، میری یہ تحریر ایک ایسے خلیفہ کے نام ہے کہ اللہ نے جس کے معاملے کو مکمل کردیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث اُس شخص سے لے کے سپرد کردی گئی جس کے پاس تھی، میں نے یہ تحریر امیر المومنین کی خدمت میں عبید اللہ بن عبد اللہ غلام آزاد امیر المومنین کے ہاتھ بھیجی ہے، جو امیر المومنین کا فرماں بردار ہے۔"

المستعین کو مکّہ جانے سے روک دیا گیا، اُس نے بصرہ میں ٹھیرنا پسند کیا، سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ محمد بن موسیٰ بن شاکر نے کہا کہ بصرہ ایک وبائی مقام ہے، تو نے وہاں اُترنا کیسے پسند کرلیا، المستعین نے جواب دیا کہ وہ زیادہ وبائی ہے یا ترک خلافت،

مذکور ہے کہ قُرب جو بہت بُری باندی تھی المستعین کے پاس المعتز کا پیام لائی جس میں یہ درخواست تھی کہ المستعین المتوکل کی اُن تینوں باندیوں سے علیحدہ ہو جائے جن سے المستعین نے عقد کرلیا تھا، وہ اُن سے علیحدہ ہوگیا اور اُن کا معاملہ انھی کے سپرد کردیا، اُس کے پاس جواہرات کی دو انگوٹھیاں تھیں جن میں سے ایک کا نام البرج تھا اور دوسری کا الجبل، محمد بن عبد اللہ نے (ان دونوں کے لیے) المعتز کی خواص قُرب کو اور ایک جماعت کو بھیجا اُس نے وہ دونوں انگوٹھیاں اُنھیں دے دیں، وہ لوگ اُنھیں محمد بن عبد اللہ کے پاس لے آئے، محمد بن عبد اللہ نے اُنھیں المعتز کے پاس روانہ کردیا،

۶ محرم کو جیسا کہ بیان کیا گیا بغداد میں دو سو سے زائد کشتیاں آئیں جن میں مختلف اقسام کا مال تجارت اور بہت سی بھیڑیں تھیں،

المستعین کو محمد بن مظفر بن سیسل اور ابن ابی حفصہ کے ہمراہ تقریباً چار سو سوار و پیادہ فوج کے ساتھ واسط روانہ کر دیا گیا، اس کے بعد عیسیٰ بن فرخانشاہ اور قُرب ابن طاہر کے پاس آئے کہ وہ یاقوت جو نشان خلافت ہے احمد بن محمد نے اپنے پاس روک لیا ہے، ابن طاہر نے الحسین بن اسماعیل کو احمد بن محمد کے پاس اُس یاقوت کے لیے بھیجا، اُس نے وہ یاقوت اُسے نکال کے دے دیا، دیکھا کہ وہ ایک قیمتی یاقوت ہے جو چار اُنگل چوڑا اور چار اُنگل لانبا ہے اور اُس پر اُس کا نام لکھا ہوا ہے، قُرب کو یاقوت دے دیا گیا جو اُسے المعتز کے پاس لے گئی

المعتز نے احمد بن اسرائیل کو وزیر بنایا، خلعت دیا اور اس کے سر پر تاج رکھا،

اسی سال ۱۲ محرم یوم شنبہ کو ابو احمد سامرا روانہ ہوا، محمد بن عبداللہ اور الحسن ابن مخلد نے اُس کی مشائعت کی، اُس نے محمد بن عبداللہ کو پانچ خلعت دیے اور ایک تلوار، محمد بن عبداللہ رودبار سے واپس آیا،

معزولی کا اثر عوام پر

بعض شعراء نے المستعین کی معزولی کے بارے میں نظمیں کہیں:

احمد بن محمد کی خلافت چھین لی گئی،
عنقریب اُس کو قتل کر دیا جائے گا یا معزول کر دیا جائے گا،

اس کے باپ کی اولاد کی سلطنت اس طرح زائل ہوتی ہے،
کہ اُن میں سے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو مالک ہو کے اُس سے فائدہ حاصل کرے،

مزید براں اے اولاد عباس بیشک تمہارا راستہ
اپنی رعیت کے قتل میں ایک کشادہ راستہ ہے،

تم نے اپنی دُنیا میں پیوند لگایا،
جس سے تمہاری حیات ایسی شکستہ ہو گئی کہ اُس میں پیوند نہیں لگ سکتا،

بعض اہل بغداد نے حسب ذیل اشعار کہے:

میں تجھے فراق سے نالاں دیکھتا ہوں،
اس لیے کہ امام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ معزول کر کے نکال دیا گیا تھا،

امام ایسا تھا کہ سارا زمانہ جس کی وجہ سے خوشی سے ہنستا تھا،
طالب بہار کے لیے وہ بہار تھا،

اے جماعت اہل آفاق تو گردش روزگار سے غافل نہ ہو، بیشک زمانہ ہی مجموع کو منتشر کر دیتا ہے،

خلافت کا لباس پہنا اور اُسے اُس نے اس طرح بدلا کہ محبت سے، تمام مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے،

زمانے کے ہاتھ نے اُسے جنگ میں مشغول کر کے اُس پر ظلم کیا، حالانکہ وہ جنگ سے دور تھا،

ترک سرکشی کی وجہ سے اُس سے برگشتہ ہو گئے، تو وہ اُس حالت میں ہو گیا کہ اس کا خوف جاتا رہا، اُس پر خوف ہونے لگا،

اُس نے اُن پر حملہ کیا، اُنھوں نے اُس پر حملہ کیا، پوشیدہ لشکر کے ہاتھوں نے سروں کا خون لے لیا،

قدرت نے اُسے مراتب عالیہ سے ہٹا دیا، وہ واسطہ میں اس طرح مقیم ہو گیا کہ اب واپسی کا خیال بھی نہیں کر سکتا،

اُن لوگوں نے اُس کے ساتھ بے وفائی بھی کی مکاری بھی کی خیانت بھی کی، حالانکہ وہ بستر سے لگا رہا اور بحالت خواب معاہدہ کرتا رہا،

اُن لوگوں نے ہر طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا، حالانکہ وہ اُس کے مطیع تھے اُس کے قبل جبکہ وہ محفوظ تھا،

اگر خود اُس نے جنگ بھڑکائی ہوئی، کہ وہ جنگ کی ملاقات کے لیے زرہ پہن لیتا،

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے ٹکرا دیتا، پھر جو جنگ کا ارادہ کرتا وہ بچھڑ جاتا،

تو وہ اُس حالت میں ہوتا کہ زمانے کے فریب پر وہ حرام ہوتا، یعنی زمانہ اُسے فریب نہ دے سکتا، اور جب کمینوں نے اُس سے بے وفائی کی تو محفوظ ہوتا،

لیکن اُس نے دوست کی رائے اور اُس کی سرزنش نہ مانی، اور بد عہدی کرنے والوں کی بات کا فرماں بردار ہو گیا،

سلطنت کا ایسے بادشاہ کے لیے غلبہ نہیں رہتا، جو درست رائے کو ضائع کر دیتا ہو،

وہ آپ ہی اپنے کو دھوکا دیتا رہا، یہاں تک کہ اپنے ملک سے فریب دے کے نکال دیا گیا،

ابن طاہر نے اُس بیعت کے عوض اپنا دین فروخت کر دیا،
جس بیعت کے ساتھ امام کی سلطنت نے محفوظ ہو کر شام کی تھی،

اُس نے خلافت اور رعیت کو اُس سے چھین لیا تو وہ بھی ایسا ہو گیا کہ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کا دین اُس سے چھین لیا گیا،

اس کی وجہ سے وہ بالضرور تلخ پیالے پیئے گا،
اور بالضرور اس کے ہاتھ سے ذلیل کیا جائے گا،

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان نے اُس وقت یہ اشعار کہے جس وقت المستعین معزول ہو کر واسط چلا گیا:

بیشک تمام امور المعتز کی جانب واپس آ گئے،
جس سے مدد مانگی جاتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) وہ بھی اُس کے حالات کی طرف متوجہ ہوا،

اور وہ (المستعین) جانتا تھا کہ سلطنت اس کے لیے نہیں ہے،
اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ (سلطنت) تیرے لیے ہے، لیکن اُس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے،

اور اُس مالک الملک (مالک سلطنت) نے جو سلطنت کا دینے والا بھی ہے اور اُس کا چھین لینے والا بھی ہے،
تجھے سلطنت عطا کر دی اور اس سے سلطنت چھین لی،

بیشک خلافت اُس کے لیے مناسب نہ تھی،
وہ اُس عورت کے مثل تھی جس سے متعہ کے طور پر عقد کیا گیا ہو،

لوگوں کے نزدیک اُس کی بیعت کس قدر قبیح تھی،
اور کیسا اچھا ہے لوگوں کا یہ قول کہ وہ معزول کر دیا گیا،

کاشکے کشتی اُسے قاف تک دفع کر دیتی،
اُس ملاح پر میری جان قربان ہوتی جو اُسے دفع کر دیتا،

کتنے ہی بادشاہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کے معاملات پر حکمرانی کی،
اگر انھیں وہ شر برداشت کرنا پڑتا جو تجھے برداشت کرنا پڑا ہے (تو وہ ہلاک ہو جاتے)۔

تیری وجہ سے لوگوں کی شام تنگی کے بعد فراخی میں ہوئی،
اور اللہ تنگی کے بعد فراغت کر ہی دیتا ہے،

اور اللہ تجھ جیسے بادشاہ سے برائی کو دفع کرے،
کیونکہ تیری وجہ سے وہ برائی ہم سے دور ہے،

نہ میری مدح رائگاں ہوئی اور نہ تیری مجھ پر عطا رائگاں ہوئی،
اور بحمداللہ میں نے تجھے سخی و معطی پایا،

مجھے وہ جائداد واپس کر دے جو نجد میں ضبط کر لی گئی،
کیونکہ تجھ جیسے مجھ جیسوں کو بڑی بڑی جائدادیں جاگیر دے دیتے ہیں،

پھر، اے امام عادل اگر اُس کی آمدنی مجھے تو واپس کر دے گا،
تو اللہ تعالیٰ اُس کی وجہ سے میرے حاسدوں کو گھٹا کر دے گا،

المستعین کی معزولی کے بعد المعتز کی مدح میں کہتا ہے (اشعار)

دُنیا اپنی حالت پر واپس آگئی،
اور اللہ نے اُس کے آنے سے ہمیں مسرور کیا،

اہل دُنیا کے لیے اللہ نے تجھے کافی کر دیا،
دُنیا کے ہولوں کی شدت نہیں رہی،

(پہلے) ایک جاہل اُس کا مالک ہو گیا تھا،
حالانکہ دُنیا اپنے جاہلوں کے ساتھ صلح نہیں کرتی،

اُس کی وجہ سے دُنیا مقفل ہو گئی تھی،
تو اُس کے قفلوں کی کنجی ہو گیا،

بیشک وہ دنیا جس کو تو پہنچا اُس جاہل کے بعد،
اپنے اچھے حالات کی طرف واپس آگئی،

وہ خلافت جس کے تو لائق تھا،
اللہ نے اُس کا قمیص تجھے عطا فرمایا،

مستحق خلافت کو اُس کے حال پر لوٹا دیا،
اور اللہ نے دُنیا کو اُس کے حال پر لوٹا دیا،

وہ خلافت سب سے پہلے عاریت نہ بنی،
جو زبردستی اپنے مالک کو واپس کر دی جاتی ہے،

خدا کی قسم اگر وہ (المستعین) کسی گاؤں پر والی ہوتا،
تو وہ اُس کے بعض اعمال کو بھی کافی نہ ہوتا،

اُس نے سلطنت میں ڈرا کے ہاتھ ڈالا،
بعد داخل کرنے کے اُسے نکال لیا،

ہمیں اللہ نے اُس کے بدلے ایک ایسا سردار دے دیا،
جس نے دُنیا کو زلزلے کے بعد ساکن کر دیا،

یہ اُمت اُس (کی امت) سے بدل دی گئی تھی،
گویا کہ وہ امت اپنے دجال کے وقت میں تھی،

سلطنت، اور اُس کے بار کو (یعنی المعتز نے) سنبھال لیا،
اور جنگ اور اُس کے بار کو اُس نے (یعنی المستعین نے) سنبھالا تھا،

جس ظلم کو اُن لوگوں نے سوچا تھا اُسے باطل کر دیا،
تیرے لشکر اور اس کے بہادروں کے بھیجنے نے،

تو نے جس لشکر کو قابل بنایا اُس نے کس قدر آسانیاں کر دیں،
کہ کسی لشکر نے مثل اس کے اعمال کے عمل نہیں کیا،

تیرے

الولید بن عبید البحتری نے المستعین کی معزولی اور المعتز کی مدح میں کہا ہے:

آگاہ ہو جس کے پاس ظلم کی تاریکی آئی، کہ وہ روشن ہو گئی، اور جانب عیش آسان ہو گئی،

ہم نے مانگی ہوئی چیز کو جو ایک مذموم شخص کے پاس تھی واپس کر دیا، اُس کے اہل کو، حق بحقدار رسید،

مجھے اُس زمانے پر تعجب ہے کہ اُس کی گردشوں نے تھکا دیا، اور زمانہ نہیں ہے بجز اُس کی گردشوں اور عجائبات کے،

تازہ سے دامن کھینچنے والا کب تک امید کرے گا کہ اُس کے لیے تاج منتخب کیا جائے گا، یا اُس کے عمامے کی مدح کی جائیگی،

غاصب نے خلافت کے حق کا کیونکر دعویٰ کیا، اُس کے بغیر میراث نبوی اُس کے اقارب نے لے لی،

منبر شرقی رو دیا جبکہ اُس پر بولنے لگا، ایک بیل لوگوں کے روبرو جس کے زنخدان ہل رہے تھے،

وہ ثرید (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) کے پہلو پر بار ہے، انتظار کرتا ہے، دسترخوان اُٹھنے کے وقت شروع کرتا ہے اور اُس پر ٹوٹ پڑتا ہے،

جب موجودہ غذا سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے تو پھر پروا نہیں کرتا، کہ آیا ملک کا چراغ روشن ہے یا گل ہو گیا،

جب صبح کے وقت فراش اُس کا فضلہ جھاڑتا ہے، تو اُس کی تعریف میں کمزور ہو جاتا ہے اور اُس کی عیب گوئی میں بڑھ جاتا ہے،

اُس امر کی طرف اُس نے قدم اُٹھایا جس کا وہ اہل نہ تھا، ایسی افطاری سمجھ کر جس سے خوش ہوتا ہے اور ایسے طور پر کہ وہ شریر ہوتا ہے،

تو کیسا سمجھتا ہے حق کو جب وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا، اور کیسا سمجھتا ہے ظلم کو جبکہ اُس کے نتائج دوبھر ہوں،

جب اللہ کی جانب سے عزت یافتہ چلتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا کہ، وہ عاجز کر دیا جائے، اُس شے سے جس کا وہ طالب ہے،

جبراً اُس نے عصا کو پھینکا اس طرح کہ وہ ذلیل تھا، اور اُس کے شانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک سے برہنہ کر دیے گئے تھے،

مجھے بڑی مسرت ہوئی جب یہ کہا گیا کہ تیزی
کے ساتھ روانہ کر دی گئیں،
مشرق کی طرف اُس کی کشتیاں اور ناویں،
دھوبی کی ڈاڑھی جبکہ وہ جنبش کرے
اُس شخص کو بھلائی پہنچانے والی نہیں جو اُس
دھوبی کو ملامت کرے،
اِن خلاوہ وہ اشعار جمع کرتا ہے جو اُس کے پاس ہیں،
اور ایک بہادر کی اس طرح صبح ہوتی ہے کہ وہ
کاتب جہل ہوتا ہے،
میں وادی حرام کی قسم کھاتا ہوں،
اور اُس کے تمام محترم پتھریلے میدانوں کی
اور اُس کی خشک لکڑیوں کی،
کہ بیشک المعتز نے امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چلایا،
ایسے طریق پر جس کا راستہ حق کی طرف جاتا ہے،
اس نے اللہ کے دین کو درست کر دیا
ہم میں اُس کے نشان اور اُس کے ستارے
اس کے بعد کہ مٹ گئے تھے،
غروب ہو گئے تھے،
اور ملک کے افتراق کو مٹا دیا یہاں تک کہ،
اس کے مشرق و مغرب اتفاق سے بھر گئے،

اسی سال ۲۳ محرم کو ابو الساج دیوداد بن دیودست بغداد واپس آیا، محمد بن عبد اللہ نے اُسے اُن دیہات کے معادن سپرد کیے جن کی آبپاشی دریائے فرات سے ہوتی تھی، ابو الساج نے اپنے نائب کو جسے کربہ کہا جاتا تھا الانبار بھیجا اور ایک جماعت کو ابن ہبیرہ کے محل بھیجا، الحارث بن اسد کو پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ اُس کے اعمال کی تلاش کرے، وہاں سے ترکوں اور مغربیوں کو نکال دے جو اُس علاقے میں پلٹ آئے تھے اور چوری کر رہے تھے، ابو الساج بغداد سے ۴ ربیع الاول کو روانہ ہوا، اُس کے ساتھی طسا سیج الفرات میں اُس سے جدا ہوئے، وہ ابن ہبیرہ کے محل میں اُترا پھر کوفہ چلا گیا، ۱۹ محرم کو ابو احمد اپنی چھاؤنی سے واپس ہو کر سامرا آیا، المعتز نے اُسے چھ کپڑے خلعت دیے اور ایک تلوار، اُسے جڑاؤ ٹوپی کے ساتھ سونے کا تاج پہنایا گیا، اُسے دو سونے کی تلواریں ملیں اور ایک اور جڑاؤ تلوار جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، کرسی پر بٹھایا گیا اور بڑے سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا،

اسی سال شریح الحبشی قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت صلح ہوئی تو یہ چند حبشیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور واسط اور علاقۂ الجبل اور اہواز کے درمیان

ڈاکہ ڈالنے لگا۔ ام المتوکل کے ایک موضع میں اُتر گیا جو دیری کہلاتا تھا پندرہ آدمیوں کے ساتھ وہاں کی سرائے میں اُترا، شراب پی اور مست ہو گئے، اہل موضع نے حملہ کر کے اُنھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اُنھیں منصور بن نصر کے پاس واسطے لے گئے، منصور نے بغداد بھیج دیا، محمد بن عبد اللہ نے لشکر بھیج دیا، جب وہ لوگ پہنچے تو بایکباک شریح کی طرف اُٹھا اُسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا، بایک کے تختے پر لٹکا دیا گیا، اس کے ساتھیوں کے پانچ سو سے ہزار تک تاتاریا... نے مارے گئے،

اسی سال ربیع الآخر میں مدینۂ ابو جعفر میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی وفات ہوئی،

اسی سال المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو وفاتر سے بغا اور وصیف کا اور جو شخص اُن کا مخصوص ہو اُس کا نام خارج کرنے کو لکھا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن ابی عون نے جو محمد بن عبد اللہ کا ایک سردار تھا جب ابو احمد سامرا پہنچ گیا تو محمد بن عبد اللہ سے بغا اور وصیف کے قتل کے بارے میں گفتگو کی، اُس نے اُس سے یہ وعدہ کیا کہ اُن دونوں کو قتل کر دے گا، المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو محمد بن ابی عون کے لیے ایک پرچم اور ایک سند عہدہ بھیجی، پرچم بصرہ و یمامہ و بحرین کا تھا، بغا اور وصیف کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے اُنھیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبد اللہ سے ڈرایا، وصیف اور بغا ۲۵ ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو سوار ہو کر اُس کے پاس گئے اور کہا کہ اے امیر ابن ابی عون نے ہمارے قتل کی جو ذمہ داری لی ہے اس کی خبر ہمیں پہنچ گئی، ساری جماعت نے بے وفائی کی اور مخالفت کی جس کی بنا پر وہ ہم سے جدا ہو گئے، خدا کی قسم اگر وہ ہمیں قتل کرنا چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوں گے، محمد بن عبد اللہ نے ان دونوں سے قسم کھائی کہ وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا، بغا نے نہایت سخت گفتگو کی اور وصیف اُسے روکتا رہا، وصیف نے کہا کہ اے امیر قوم نے ہم سے بے وفائی کی ہے اور ہم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا قاتل آجائے، وہ دونوں (محمد بن عبد اللہ کے یہاں) ایک جماعت کے ہمراہ گئے تھے پھر اپنے اپنے گھر واپس آ گئے، دونوں نے اپنے لشکروں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو جمع کیا اور ختم ربیع الاول تک تیاری اور ہتھیاروں کی خریداری اور اپنے

پڑوسیوں میں مال کی تقسیم میں مشغول رہے، وصیف اور بغا کو قرب کے آنے کے وقت محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کے ذریعے سے بلا بھیجا تھا، وہ دونوں اس کے ہمراہ آئے، محمد بن عبداللہ کے مکان کے پاس پل کے قریب تک پہنچے تھے کہ جعفر الکردی اور ابن خالد البرمکی ملے، ہر ایک نے دوسرے کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی جعفر و ابن خالد نے اُن سے کہا کہ "تم دونوں اس لیے بلائے گئے ہو تاکہ تمھیں لشکر بھیج دیا جائے، محمد ابن عبداللہ نے تم دونوں کے لیے اس کام کے واسطے ایک جماعت تیار کی ہے، یا تم دونوں قتل کر دیے جاؤ گے" یہ سُن کے دونوں واپس ہو گئے، اور ایک جماعت جمع کی، ہر شخص کے لیے دو درہم یومیہ مقرر کیا، دونوں اپنے اپنے گھر میں مقیم ہو گئے،

وصیف نے اپنی بہن سُعاد کو المؤید کے پاس روانہ کیا تھا۔ المؤید اس کی گود میں رہ چکا تھا، وصیف کے محل سے دس لاکھ دینار جو اس میں مدفون تھے نکال کر لیتی گئی جو اس نے المؤید کو دے دیے، المؤید نے المعتز سے وصیف سے راضی ہو جانے کے بارے میں گفتگو کی، اُس نے اُسے اپنی خوشنودی کا فرمان لکھ دیا، وصیف نے باب الشماسیہ پر اپنے خیمے لگا لیے کہ نکل جائے، ابو احمد بن المتوکل نے بغا سے راضی ہونے کے بارے میں گفتگو کی، اُسے بھی خوشنودی کا پروانہ لکھ دیا،

دونوں کا حال پریشان تھا اور بغداد ہی میں مقیم تھے، ترک المعتز کے پاس جمع ہوئے، انھوں نے اُس سے اُن دونوں کے بلانے کے حکم کی درخواست کی کہ "وہ دونوں ہمارے بزرگ اور رئیس ہیں" اُس نے اُن دونوں کو اس کے لیے لکھ دیا (یعنی آنے کے لیے) یہ فرمان تین سو آدمی کے ہمراہ بایکباک لے گیا اُس نے باب البردان میں قیام کیا اور فرمان اُن دونوں کے پاس اسی سال ۲۳ رمضان کو بھیج دیا، محمد ابن عبداللہ کو اُن دونوں کے روکنے کو لکھا، ان دونوں نے اپنے اپنے کاتب احمد ابن صالح اور دلیل بن یعقوب کو محمد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا کہ وہ دونوں اجازت طلب کریں، اُن دونوں کے پاس ترکوں کا ایک لشکر آیا جو عیدگاہ میں ٹھیر گیا، وصیف اور بغا اور اُن کی اولاد اور سوار تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ نکلے، دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنا سامان اور کنبہ چھوڑ دیا، انھوں نے اہل بغداد کے لیے اور اہل بغداد نے اُن کے لیے دعا کی، ابن طاہر نے محمد بن یحییٰ الواثقی اور بندار طبری کو

باب الشماسیہ اور باب البردان روانہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کو روکیں، حالانکہ دونوں باب خراسان گئے اور اس طرح نکلے کہ کاتبوں کو بھی علم نہ ہوا، محمد بن عبداللہ نے احمد اور دلیل سے کہا کہ تمہارے دونوں ساتھی کیا کر گئے، احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے وصیف کو اس کے گھر میں چھوڑا تھا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ ابھی ابھی روانہ ہوا، کاتب نے کہا کہ مجھے علم نہیں،

جب وصیف سامرا پہنچ گیا تو اسی سال ۲۱ رشوال یوم یکشنبہ کو صبح کے وقت تڑکے احمد بن اسرائیل وصیف کے پاس گیا، اس کے پاس دیر تک بیٹھ کر پھر بغا کے پاس واپس گیا پھر اس کے پاس بھی بیٹھ کر دار الخلافت چلا گیا، آزاد کردہ غلام جمع ہو گئے اور انھوں نے ان دونوں کے اپنے اپنے مرتبے پر واپس کیے جانے کی درخواست کی، ان کی یہ درخواست منظور کر لی گئی، ان دونوں کو بلا بھیجا، وہ حاضر ہوئے، دونوں اسکا مرتبے پر کر دیے گئے جس پر وہ بغداد جانے سے پہلے تھے، ان کی جاگیر بھی واپس کرنے کا حکم دیا اور دونوں کو ان کے مرتبے کا خلعت بھی دیا گیا، المعتز سوار ہو کے دار العامہ گیا اور وصیف اور بغا کو ان دونوں کے اعمال کا عہدہ دے دیا، ڈاک کا محکمہ (دیوان البرید) جیسا کہ پہلے تھا موسیٰ بن بغا الکبیر کو واپس کر دیا، موسیٰ نے اسے قبول کر لیا،

اسی سال اور رمضان میں بغداد کی فوج اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی، اس زمانے میں ابن الخلیل سپہ سالار تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ المعتز نے محمد بن عبداللہ کو طساسیج بادوریا اور قطربل اور مسکن وغیرہا کو لگان پر دینے کو لکھا تھا کہ ہر دو کُر میں ۲۳۵ھ سے پینتیس دینار پر ہوں گے،

المعتز نے بغداد کے محکمۂ ڈاک پر ایک شخص کو والی بنایا تھا جس کا نام صالح بن الہیثم تھا، اس کا بھائی المتوکل کے زمانے میں علٰحدہ ہو کر تامش کے پاس تھا، المستعین کے زمانے میں صالح کی حالت نے بلندی اختیار کر لی وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے سامرا میں قیام کر لیا تھا حالانکہ وہ المخرم کا رہنے والا تھا، اور اس کا باپ کپڑا بنتا تھا پھر وہ سوت بیچنے جایا کرتا تھا، جب اس کی حالت بلند ہوئی تو اس کا بھائی اس کے پاس منتقل ہو گیا، جب صالح نے بغداد میں قیام کیا تو اسے ایک خط لکھا گیا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس خط کو بغداد کے سرداروں کو پڑھ کر سنا دے، مثلاً عتاب بن عتاب اور

محمد بن یحییٰ الواثقی اور محمد بن ہرثمہ اور محمد بن رجا اور شعیب بن عجیف اور اُن کے ہمعصر، اُس نے وہ خط انھیں سنا دیا، وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے پاس گئے اور اُسے اس کی خبر دی، محمد بن عبداللہ نے اُسے بلانے کا حکم دیا، صالح بن الہیثم بلایا گیا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ بغیر میرے علم کے تجھے اس کام پر کس نے ابھارا، اُسے دھمکایا اور گالیاں دیں، سرداروں سے کہا کہ اُس وقت تک انتظار کرو جب تک میں غور کروں اور تمھیں اس کے متعلق اپنے عزم کے مطابق حکم دوں، اس بات پر وہ لوگ اُس کے پاس سے واپس چلے گئے، صالح بھی واپس چلا گیا، ۱۰ رمضان کو محمد بن عبداللہ کے دروازے پر اپنی تنخواہ مانگنے والے جمع ہوئے، اُس نے انھیں اطلاع دی کہ خلیفہ کا فرمان اُس کے جواب میں آیا ہے جو اُس نے فوج بغداد کی تنخواہ کے مطالبے میں لکھا تھا، کہ "اگر تو نے رضا کار اپنے لیے مقرر کیے تھے تو اُن کی تنخواہ دے اور اگر ہمارے لیے مقرر کیے تھے تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں" جب اُسے فرمان پہنچا تو اُس نے لوگوں کے ایک دن تک شور غل مچانے کے بعد اُن کے لیے دو ہزار دینار نکالے جس سے اُن کا حساب کر دیا گیا، انھیں سکون ہو گیا، وہ لوگ ۱۱ رمضان کو اس طرح جمع ہوئے کہ اُن کے ہمراہ جھنڈے اور طبل بھی تھے، باب حرب اور باب الشماسیہ وغیرہ پر اپنے خیمے ڈیرے نصب کر دیے، بوریا اور بانس کے مکان بنا کے وہاں شب گزاری،

صبح ہوئی تو مجمع اور بڑھ گیا، ابن طاہر نے بھی اپنے خاص لوگوں کی ایک جماعت کو رات بھر اپنے گھر رکھا اور سب کو ایک ایک درہم دیا، صبح ہوئی تو وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے مکان سے بدمعاشوں کے گروہ کی طرف گئے وہ بھی اُن کے ساتھ ہو گئے، ابن طاہر نے اپنے اُن اہل لشکر کو جمع کیا جو اُس کے ہمراہ خراسان سے آئے تھے، انھیں دو دو مہینے کی تنخواہ دے دی، بغداد کے لشکر کے پرانے سواروں کو دو دو دینار اور پیادے کو ایک ایک دینار دیا اور اُن آدمیوں کے ذریعے سے اپنا مکان محفوظ کر لیا،

جمعہ کا دن ہوا تو بدمعاشوں کی بہت بڑی جماعت ہتھیار اور جھنڈے اور طبل لیے ہوئے باب حرب پر جمع ہو گئی، جن کا رئیس ایک شخص عبدان بن الموفق تھا، ابوالقاسم اُس کی کنیت تھی، وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے مقرر کیے ہوئے

لوگوں میں سے تھا اور عبدان کا تعلق وصیف کے دیوان سے تھا وہ (عبدان) بغداد آیا اور ایک لاکھ دینار میں اپنا مکان فروخت کر کے پھر سامرا چلا گیا، جب شاکریہ نے (سامرا کے) باب العامہ پر حملہ کیا تو اُن کے ساتھ تھا، سعید حاجب نے اُسے پانچ سو تازیانے مارے تھے، مدت تک قید رہا پھر رہا کر دیا گیا تھا، المستعین کا فتنہ ہوا تو وہ بغداد چلا گیا، بدمعاش اُس کے ساتھ شامل ہو گئے، اُس نے انھیں اپنی تنخواہیں اور چڑھی ہوئی رقوم طلب کرنے پر برانگیختہ کیا اور اس امر کی ذمہ داری کی کہ وہ خود اُن کا سردار بن کے اُن کے معاملے کی تدبیر کرے گا، انھوں نے اُسے منظور کر لیا، چار شنبہ پنجشنبہ اور جمعہ کو اُن پر تقریباً تیس ہزار دینار اُن کے کھانے کا انتظام کرنے میں صرف کیے جنھیں گنجائش تھی کھانے کے محتاج نہ تھے، وہ اپنے مکان (کھانے کے لیے) چلے جاتے تھے،

جمعہ کا دن ہوا تو اُن کی بہت بڑی جماعت جمع ہوئی، انھوں نے شہر کا ارادہ کیا کہ امام کے پاس جائیں اور اسے نماز سے اور المعتز کے لیے دعا کرنے سے روکیں، پوری تیاری کے ساتھ باب حرب کی سڑک سے روانہ ہوئے، باب الشام کی سڑک پر باب المدینہ تک لوٹ لیا، ابوالقاسم بدمعاشوں کی نیزہ و تلوار سے ایک مسلح جماعت کو ہر گلی کوچے کے راستے پر پہنچا رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی اُن سے قتال کے لیے نکل آئے، جب وہ باب المدینہ پہنچ گیا تو اُن کے ہمراہ بہت بڑی جماعت شہر میں داخل ہو گئی، لوگ دونوں دروازوں اور دونوں محرابوں کے درمیان گئے، وہاں تھوڑی دیر قیام کیا، ایک جماعت جس میں تقریباً تین سو آدمی ہوں گے، ہتھیار لے کے شہر کی جامع مسجد کے میدان کی طرف روانہ ہوئے، اُن کے ہمراہ عوام میں سے بھی بہت سی مخلوق داخل ہو گئی، یہ لوگ جعفر ابن العباس امام مسجد کے پاس گئے اور کہا کہ اُسے نماز سے نہیں روکیں گے، البتہ المعتز کے لیے دعا کرنے سے روکیں گے، جعفر نے انھیں بتایا کہ وہ بیمار ہے، نماز کے لیے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ لوگ اُس کے پاس سے واپس آ گئے، اسد بن مرزبان کے راستے کی طرف گئے، وہ سڑک بند کر دی، جو کوچہ الرقیق (نخاس) جاتی ہے کوچۂ سلیمان ابن ابی جعفر کے دروازے پر ایک جماعت مقرر کر دی، الحدادین کی سڑک پر پل کے ارادے سے روانہ ہوئے،

ابن طاہر نے اپنے سرداروں کی جماعت اُن کی جانب روانہ کی جن میں الحسین

ابن اسماعیل اور العباس بن قارن اور علی بن جہشیار اور عبد اللہ بن الافشین بھی سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے، پھر ان سے انھوں نے گفتگو کی اور نرمی سے دفع کیا، ان پر لشکر اور شاکریہ نے حملہ کر دیا، انھوں نے ابن طاہر کے سرداروں کی ایک جماعت کو مجروح کر دیا، ابن قارن اور ابن جہشیار اور عبید اللہ بن یحییٰ کے رضاکاروں میں سے ایک شامی آدمی کا جس کا نام سعد الصنابی تھا گھوڑا لے لیا، ابو السنا کو بھی زخمی کر دیا، پل سے ہٹا کے باب عمرو بن مسعدہ تک پہنچا دیا، جماعت کے لوگوں نے جو شرقی جانب تھے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھیوں نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو پل سے ہٹا دیا تو تکبیر کہی اور (دریا) عبور کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے ارادے سے حملہ کر دیا۔

ابن طاہر نے ایک کشتی تیار رکھی تھی جس میں کانٹے اور بانس تھے کہ اس میں آگ لگا کے پل کے بالائی حصے پر اسے ڈال دے، اس حیلے سے اس نے تمام کشتیوں میں آگ لگا دی، پل کو منقطع کر دیا، آتش زدہ کشتی دوسری جانب گئی تو جانب غربی والوں نے اسے ڈبو دیا اور وہ آگ بھی بجھا دی جو پل کی کشتیوں میں لگی ہوئی تھی، جانب شرقی سے جانب غربی کی طرف بہت بڑا مجمع عبور کر کے آگیا، ابن طاہر کے ساتھیوں کو عمرو بن مسعدہ کے چھتے سے دفع کر دیا اور ابن طاہر کے دروازے تک پہنچ گئے، شاکریہ اور لشکر عمرو بن مسعدہ کے چھتے تک گیا، ظہر تک فریقین کے تقریباً دس آدمی مقتول ہوئے، ایک جماعت عوام اور بدمعاشوں کی کوتوالی کی کچہری کو چلی جو مجلس الشرطہ کے نام سے مشہور تھی، یہ پل کے غربی جانب ایک مکان میں تھی جو بیت الرفوع کہلاتا تھا، اس کا دروازہ انھوں نے توڑ ڈالا، جو کچھ تھا لوٹ لیا، اس میں بہت قسم کا اسباب تھا، جدال و قتال میں انھوں نے کوئی چیز اس میں نہ چھوڑی، سامان بھی کثیر تھا، اور کثیر القیمت بھی تھا، ابن طاہر نے اپنی جمعیت کی مغلوبیت دیکھ کے دونوں پل جلا دیئے، دکانیں جو باب الجسر پر کوچہ سلیمان کے متصل یمین و یسار واقع تھیں، اس کے حکم سے جلا دی گئیں، تاجروں کا مال کثیر جل گیا اور مجلس صاحب الشرطہ کی دیواریں بھی منہدم ہو گئیں، آگ نے فریقین کو گھیر لیا، اس وقت لشکر نے اس وقت نہایت بلند آواز سے تکبیر کہی، پھر باب الحرب اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔

الحسین بن اسماعیل سرداروں اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ہمراہ باب الشام کی طرف گیا پھر تجار اور عوام کے پاس ٹھیر گیا اور لشکر کی مدد کرنے پر اُنھیں بہت ڈانٹا کہ "یہ لوگ تو اپنی روٹیوں (خوراک و تنخواہ) کے لیے لڑے وہ معذور رہیں، تم لوگ امیر کے پڑوسی ہو تم پر امیر کی مدد واجب ہے، تمھارے طرز عمل کی کیا توجیہ ہے، کیوں اُس کے خلاف شاکریہ کی مدد کی اور کیوں تم نے پتھر پھینکے حالانکہ امیر تم سے بچ رہا تھا"

شورش کرنے والے لشکری اپنے مقامات اور چھاؤنیوں میں ٹھیر گئے، ابن طاہر سے اثبات کی ایک جماعت اور مل گئی، اُس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا، بعض کو اپنے گھر میں اور بعض کو اُس سڑک پر جو پل سے اُس کے گھر کی طرف جاتی ہے، اثبات وہ لوگ تھے جنھیں اس اندیشے سے کہ لشکر کسی دن اُس پر حملہ نہ کر دے بغرض مقابلہ اُس نے جنگ کے لیے تیار کیا تھا، اُن لوگوں کی واپسی نہ ہوئی، ابن طاہر اُن دنوں میں کہ اُن کی واپسی کا اندیشہ تھا خوف میں رہا، بیان کیا گیا ہے کہ اُن بدمعاشوں میں سے دو آدمیوں نے اُس سے امن کی درخواست کی، دونوں نے اپنے ساتھیوں کے اسرار کی اُسے اطلاع دی، اُس نے اُن دونوں کے لیے دو سو دینار کا حکم دیا، شاہ بن میکال اور الحسین بن اسماعیل کو عشا کے آخر وقت کے بعد اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ باب حرب جانے کا حکم دیا جانے کے بعد اُن دونوں نے ابوالقاسم رئیس قوم اور ابن خلیل کی تلاش میں جو محمد بن ابی عون کے ساتھیوں میں سے تھا حیلہ سازی کی، یہ سب لوگ وہاں گئے، ابوالقاسم اور ابن الخلیل دونوں اُن دو آدمیوں کے علیحدہ ہونے کے وقت جو ابن طاہر کے پاس چلے گئے تھے اور ایک اور شخص کے علیحدہ ہونے کے وقت جس کا نام القمی تھا اپنی اپنی جان کے خوف سے اس طرح کسی کنارے چلے گئے تھے کہ جاتے وقت شاکریہ اُن دونوں سے مدافعت کر رہے تھے، شاہ اور الحسین اُن دونوں کی تلاش میں روانہ ہوگئے، باب الانبار کے باہر بطاطیا کے پل کی طرف گئے،

مذکور ہے کہ قبل اس کے کہ بطاطیا کے پل تک پہنچیں ابن الخلیل دونوں کے سامنے آگیا، اور ابن الخلیل اُن دونوں پر شور مچانے لگا، فریقین ایک دوسرے کو

للکارنے لگے، ابن الخلیل نے پہچان کر حملہ کر دیا، اُن میں سے چند کو مجروح کر ڈالا، لوگوں نے اُس کا محاصرہ کر لیا، وہ اپنی جماعت کے وسط میں تھا، شاہ کے ایک آدمی نے نیزہ مار کے اُسے زمین پر گرا دیا، علی بن جہشیار نے گر جانے کے بعد اُس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی، وہ اس حالت میں خچر پر لادا گیا کہ کسی قدر جان تھی، لوگ اُسے لے کے ابن طاہر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ مر گیا، شاہ نے دارالخلافت کی ڈیوڑھی کے ہاشمی خانے میں لاش کے ڈال دینے کا حکم دیا کہ یہاں سے شرقی جانب پہنچا دی جائے گی۔

عبدان ابن الموفق اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے کسی جگہ جا کے چھپ گیا تھا، اس کا پتہ بتا دیا گیا اور وہ گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا، شاکریہ جو باب حرب پر تھے منتشر ہو کے اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے، عبدان بن الموفق کو دو بیڑیاں پہنائی گئیں جن کا تیس رطل (پندرہ سیر) وزن تھا، الحسین بن اسماعیل دارالعامہ کے اُس قید خانے گیا جس میں عبدان تھا، ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُسے بلا کے دریافت کیا کہ "آیا وہ کسی کا جاسوس ہے یا اُس نے جو کچھ کیا اپنی ہی طرف سے کیا" عبدان نے جواب دیا کہ "وہ کسی کا جاسوس نہیں اور وہ شاکریہ ہی کا ایک آدمی ہے جس نے اپنی روٹی طلب کی"، الحسین نے ابن طاہر کو اس بات سے آگاہ کیا، طاہر بن محمد اور اس کا بھائی دارالعامہ کے اندرونی حصے میں گئے، دونوں بیٹھ گئے، جو سردار دارالعامہ میں رات کو رہتے تھے انھیں اور الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور عبدان کو بلایا، اُسے دو آدمی لے آئے، الحسین اُس سے مخاطب ہوا کہ "تو اُس جماعت کا سردار ہے" اُس نے کہا "نہیں میں تو صرف اُن میں کا ایک آدمی ہوں، میں نے بھی وہی مانگا جو انھوں نے مانگا تھا" الحسین نے اُسے گالی دی، اور حرب بن محمد بن عبداللہ بن حرب نے کہا کہ "جھوٹ بولتا ہے تو اس جماعت کا سردار ہے، ہم نے تجھے دیکھا تھا کہ تو انھیں باب حرب اور شہر اور باب الشام میں تیار کر رہا تھا" اُس نے پھر یہی کہا کہ "میں اُن کا سردار نہ تھا میں تو اُن میں کا ایک آدمی ہوں کہ میں نے بھی وہی طلب کیا جو انھوں نے طلب کیا تھا۔

الحسین نے دوبارہ اُسے گالی دی، حکماً اُسے چپت ماری گئی اور مع اپنی بیڑیوں کے گھسیٹا گیا، یہاں تک کہ دارالعامہ سے باہر نکال دیا گیا، جو ملتا تھا اُسے گالی دیتا تھا، طاہر بن محمد اپنے والد کے پاس گیا اور اُسے واقعے کی خبر دی کہ عبدان خچر پر

لاد کر قید خانے پہنچا دیا گیا، ابن الخلیل (کا جنازہ) ایک کشتی میں لاد کر جانب شرقی پہنچا دیا گیا اور وہاں لٹکا دیا گیا، عبد ان کو برہنہ کر کے تازیانوں کی گرہوں سے سو تازیانے مارے گئے، الحسین نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا تھا محمد بن نصر سے پوچھا کہ وہ پچاس تازیانے اس کی پسلی پر مارنے کے متعلق تو کیا خیال کرتا ہے" محمد نے جواب دیا کہ یہ عظیم الشان مہینہ ہے، تجھے حلال نہیں کہ اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے" آخر اُسے پل پر زندہ لٹکا کے رسیوں سے جکڑ دیا گیا، لٹکائے جانے کے بعد اُس نے پانی مانگا، الحسین نے انکار کیا، کہا گیا کہ "اگر وہ پانی پیے گا تو مر جائے گا" اُس نے کہا "اچھا پلا دو" پانی پلایا، عصر کے وقت تک لٹکا رہنے دیا پھر قید کر دیا گیا، دو دن تک قید میں رہا، تیسرے دن ظہر کے وقت مر گیا، اُسی تختے پر اُس کے بھی ٹانے کا حکم دیا گیا جس پر ابن الخلیل لٹکایا گیا تھا، ابن الخلیل کی لاش وارثوں کو دے دی گئی۔

المویّد کی معزولی

اسی سال رجب میں المعتز نے اپنے بھائی المویّد کو اپنے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا، اس واقعے کا سبب یہ ہوا کہ العلاء ابن احمد عامل ارمینیہ نے ابراہیم المویّد کو پانچ ہزار دینار بھیجے کہ وہ اُس کے معاملے کی اصلاح کرے، ابن فرخان شاہ کو ارمینیہ بھیجا گیا تو اُس نے وہ دینار لے لیے، المویّد نے ترکوں کو عیسیٰ بن فرخان شاہ پر بھڑکا دیا، مغربیوں نے ترکوں کی مخالفت کی، المعتز نے اپنے دونوں بھائی المویّد اور ابو احمد کے پاس کسی کو بھیجا، اُس نے دونوں کو محل میں قید کر دیا، المویّد قید کر کے ایک تنگ حجرے میں کر دیا گیا، ترکوں اور مغربیوں کی عطا جاری رکھی گئی، کنجور حاجب المویّد قید کیا گیا، اُسے پچاس تازیانے مارے گئے، اُس کے نائب ابوالہول کو پانچ سو کوڑے مارے گئے اور اونٹ پر سوار کر کے پھرایا گیا، پھر اُس سے اور کنجور سے ناراضی جاتی رہی، وہ اپنے گھر چلا گیا، مذکور ہے کہ ابوالہول کے بھائی کو المویّد نے چالیس تازیانے مارے، ۷ رجب یوم جمعہ کو سامرا میں معزول کر دیا گیا، اور بغداد میں ۱۱ رجب یوم یکشنبہ کو معزول کیا گیا، اپنے معزول کرنے کے متعلق خود اُس کے قلم کا رقعہ لے لیا گیا۔

اسی سال ۲۴ رجب کو اور بقول بعض ۲۲ رجب کو ابراہیم بن جعفر المعروف بالمویّد کی وفات ہوئی۔

المویّد کی وفات

مذکور ہے کہ ایک تُرک عورت محمد بن راشد المغربی کے پاس آئی اور اُسے خبر دی کہ تُرک ابراہیم المویّد کو قید سے نکالنا چاہتے ہیں، محمد بن راشد سوار ہو کے المعتز کے پاس گیا، اطلاع دی، اُس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر دریافت کیا، موسیٰ نے انکار کیا، کہ "یا امیر المومنین ابو احمد بن المتوکل کو جو وہ نکالنا چاہتے ہیں تو وہ محض اُس کے ساتھ اُس اُنس کی وجہ سے ہے کہ پچھلی جنگ میں پیدا ہو گیا تھا، لیکن المویّد کو تو نہیں"۔

جب ۲۲ رجب یوم پنجشنبہ ہوا تو اس نے قاضیوں اور فقہا اور گواہوں اور معززین کو بلایا، اُن کے روبرو ابراہیم المویّد کو اس طرح نکالا کہ وہ مردہ تھا، کہ اس پر کوئی اثر نہ تھا اور نہ کوئی زخم اور اُسے اُس کی ماں اسحق کے پاس جو ابو احمد کی بھی ماں تھی ایک گدھے پر پہنچا دیا گیا، اُس کے ہمراہ کفن اور حنوط (عطر میت) بھی بھیج دیا گیا، دفن کا حکم دیا گیا اور جس حجرے میں المویّد تھا اُس میں ابو احمد کو تبدیل کر دیا گیا،

مذکور ہے کہ المویّد نے ایک سموری لحاف اوڑھ لیا اس کے دونوں کنارے دبا لیے یہاں تک کہ مر گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُسے برف کی سل پر بٹھایا گیا اور اُس پر برف کی سلیں لادی گئیں، سردی سے مر گیا،

اسی سال شوال میں احمد بن محمد المستعین قتل کیا گیا،

واقعۂ قتل المستعین

بیان کیا گیا ہے کہ المعتز نے جب المستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو

محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس المستعین کے واپس کرنے کے متعلق اُس کا فرمان آیا اور اُسے اپنے طساسیج کے اہل معاون کے روانہ کرنے کا حکم دیا، دوسرا فرمان سیما خادم لایا جس میں منصور بن نصر بن حمزہ کے نام جو واسط پر (عامل) تھا المستعین کو سیما کے سپرد کرنے کے متعلق لکھنے کا حکم تھا، المستعین وہیں مقیم تھا اُس پر ابن ابی خمیصہ، ابن المظفر ابن سیسل، منصور بن نصر بن حمزہ، اور صاحب البرید (محکمۂ ڈاک کا افسر) نگران مقرر تھے محمد نے المستعین کو اُس کے سپرد کرنے کے متعلق لکھ دیا،

بیان کیا گیا ہے احمد بن طولون ترک ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور ۲۴ رمضان کو المستعین کو اُس نے نکال لیا، ۳ شوال کو اُسے القاطول پہنچا دیا، کہا گیا ہے کہ احمد ابن طولون المستعین پر محافظ مقرر تھا اس لیے اُس نے سعید بن صالح کو اس کے لے جانے کے لیے روانہ کیا، سعید اُس کے پاس گیا اور اُسے لے گیا،

کہا گیا ہے کہ سعید نے صرف القاطول میں المستعین کو ابن طولون سے لیا، پہلے ابن طولون ہی اُسے وہاں تک لے گیا تھا، اس موقع پر روایات میں اختلاف ہے،

تعذیب

بعض کہتے ہیں کہ المستعین کو سعید نے القاطول میں قتل کیا، جس دن وہ قتل کیا گیا ہے اُس کے دوسرے دن سعید نے المستعین کی باندیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے آقا کو دیکھو، وہ تو مر گیا،

انواع عذاب

بعض اس کے خلاف راوی ہیں کہ نہیں، بلکہ المستعین کو سعید اور ابن طولون پہلے تو سامرا لے گئے، پھر سعید اُسے اپنے ایک مکان میں لے گیا جہاں اُس پر اتنا عذاب کیا کہ وہ مر گیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں، بلکہ سعید مستعین کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوا، فوج بھی ہمرکاب تھی، یہاں تک کہ دہانۂ دجیل کے مقابل آیا تو مستعین کے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر اُسے پانی میں ڈال دیا، ایک نصرانی طبیب فضلان سے جو المستعین کے ساتھ تھا مذکور ہے کہ میں اُس وقت اُس کے ہمراہ تھا جب وہ روانہ کیا گیا اُس نے اُسے سامرا کے راستے میں اپنے ساتھ لیا تھا جب وہ (المستعین) ایک نہر تک پہنچا تو اُس نے سواری اور جھنڈے اور ایک جماعت دیکھی، فضلان سے کہا کہ آگے بڑھ کے دیکھ تو یہ کون ہے، اگر سعید ہے تو میری جان گئی، میں لشکر کے

پہلے حصے کی طرف بڑھا اور ان سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ سعید حاجب ہے یہ سن کے مستعین کے پاس میں واپس آیا، اُسے اطلاع کر کے برابر والے خیمے میں ٹھیر گیا، المستعین نے کہا "انا اللہ وانا الیہ راجعون - خدا کی قسم میری جان گئی" فضلان نے کہا کہ جب پہلا لشکر اس سے ملا تو وہ لوگ اُس کے پاس کھڑے ہو گئے، اور اُسے اور اُس کی دایہ کو اُتارا، پھر اُسے ایک تلوار ماری تو وہ بھی چلایا اور اُس کی دایہ بھی چلائی پھر وہ مر گیا، جب مر گیا تو لشکر واپس گیا، میں اُس مقام پر گیا تو وہ اپنے لباس میں بغیر سر کے مقتول پڑا تھا اور وہ عورت بھی مقتول پڑی تھی اور اُس پر کئی چوٹیں تھیں، ہم نے اُن پر نہر کی مٹی ڈالی یہاں تک کہ انھیں چھپا دیا، پھر ہم لوٹ گئے"

جس وقت المعتز کے پاس اُس کا سر لایا گیا تو وہ شطرنج کھیل رہا تھا، اس سے کہا گیا کہ یہ معزول کا سر ہے، کہا اُسے وہیں رکھ دو، جب کھیل چکا تو منگایا اور دیکھا، پھر دفن کرا دیا، سعید کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور وہ معونت بصرہ کا والی بنا دیا گیا،

المستعین کے ایک غلام سے مذکور ہے کہ سعید جب مستعین کے سامنے آیا تو اُسے اُتارا اور ترکوں میں سے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اُسے قتل کرے، مستعین نے اُس سے اتنی مہلت کی درخواست کی کہ دو رکعت نماز پڑھ لے، اُس وقت وہ ایک جبّہ پہنے تھا، سعید نے اُس ترک سے جو اُس کے قتل پر مامور تھا درخواست کی کہ وہ اُس سے قتل سے پہلے وہ جبہ مانگ لے، ترک نے اُس جبّے کو مانگ لیا، جب اُس نے دوسری رکعت کا سجدہ کیا تو اُسے قتل کر دیا، سر کاٹ لیا اور اُسے دفن کرا دیا، مدفن کو پوشیدہ رکھا،

سخن سازی

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان بن ابی حفصہ نے المؤید کے معاملے اور المعتز کی مدح میں حسب ذیل اشعار کہے:-

اے دین و دنیا کی پریشانی کے وقت سنبھالنے والے	۱	تو وہ ہے کہ جب دُنیا پریشان ہوتی ہے تو تو سنبھال لیتا ہے،
تیرے عدل کی وجہ سے رعیت کو امید ہے کہ تو سالہا سال زندہ رہے گا	۲	رعیت کے لیے خدا تجھے قائم رکھے،
حالانکہ تیرا نیزہ اُس درخت کا تھا جو اپنی جگہ سے نکلا بھی نہ تھا،	۳	البتہ تجھے ایسی جنگ میں مشغول کیا گیا جو آسان نہ تھی،